خاندان نقشبندیہ کی علمی خدمات

تحقیقی مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی۔ (جامعہ سندھ)

زیر نگرانی۔

جناب ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب۔

پروفیسر و صدر شعبۂ تقابل ادیان و ثقافت اسلامی۔ جامعہ سندھ۔ جامشورو۔

از

آفتاب احمد خان (ایم۔اے)

سنہ ۱۹۸۷ء

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ابتدائیہ	۱
	باطنیت اور تصوّف۔	۲
	تصوف کا پس منظر۔	۱۰
	تصوف کیا ہے؟	۱۴
	تصوف اور تقویٰ	۱۸
	انسان کامل۔	۲۵
	ذکر اللہ۔	۲۸
	باب دوم۔	
	سلسلہ نقشبندیہ	۴۵
	خصوصیات خواجہ نقشبند	۵۰
	اصطلاحات صوفیہ نقشبندیہ۔	۵۹
	وحدۃ الوجود۔ اور وحدۃ الشہود۔	۸۰
	شجرہ خاندان نقشبندیہ۔	۸۴

Marfat.com

باب سوم

اولیائے نقشبندیہ کی علمی و ادبی خدمات

متقدمین:-

شروع سے خواجہ محمد امکنکی تک۔

۱۰۲-۱۶۰

حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ	۱۰۳
امام غزالیؒ	۱۰۳
حضرت داتا گنج بخشؒ	۱۰۴
حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ	۱۰۵
حضرت ابوالمجد مجدود سنائیؒ	۱۰۵
حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ	۱۰۷
حضرت عارف ریوگریؒ	۱۱۲
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	۱۱۴
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ	۱۱۵
حضرت سید امیر کلالؒ	۱۱۷
مولانا شہاب الدینؒ	۱۱۹
حضرت بہاء الدین نقشبند بخاریؒ	۱۲۰
حضرت حافظ شیرازیؒ	۱۲۵
حضرت خواجہ محمد پارساؒ	۱۲۶
مولانا یعقوب چرخیؒ	۱۳۰
خواجہ علاء الدین عطارؒ	۱۳۸
خواجہ عبیداللہ احرارؒ	۱۴۰
مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	۱۴۳
حضرت جلال پیرویؒ	۱۴۷
فخرالدین علی بن حسین الواعظ الکاشفیؒ	۱۵۱
مولانا محمد زاہدؒ	۱۵۴

Marfat.com

بنمبر شمار	عنوان	صفحہ
	باب چہارم - (متوسطین) (خواجہ باقی باللہؒ سے خواجہ احمد سعیدؒ تک)	۱۶۱
	حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ	۱۶۳
	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۹۵
	حضرت خواجہ محمد سعید ؒ	۲۱۶
	حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ	۲۱۹
	محمد صالح کولابی ؒ	۲۳۱
	خواجہ محمد ہاشم کشمی ؒ	۲۳۳
	حضرت مولانا بدرالدین سرہندی ؒ	۲۴۰
	حضرت حجۃ اللہ - محمد نقشبند ؒ	۲۴۵
	حضرت شیخ محمد عبید اللہ (مروج الشریعۃ)	۲۴۹
	حضرت خواجہ سیف الدین ؒ	۲۵۲
	خواجہ محمد باقر لاہوری ؒ	۲۵۶
	صوفی پائندہ محمد ؒ	۲۵۹
	حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت شاگرد ؒ	۲۶۴
	شاہ عبدالرحیم دہلوی ؒ	۲۷۱
	شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ	۲۷۵

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح	۲۸۲
	شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رح	۲۸۶
	حضرت شاہ عبدالقادر۔ محدث دہلوی رح	۲۸۹
	حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید۔	۲۹۲
	حضرت شاہ غلام علی رح	۲۹۵
	مولانا نعیم اللہ۔ بہرائچی۔ رح	۳۰۱
	حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح	۳۰۴
	شاہ ابوسعید رح مجددی رح	۳۰۷
	شاہ رؤف احمد رافت رح	۳۱۰
	حضرت شاہ احمد سعید رح	۳۱۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	باب پنجم	
	متاخرین۔	
	اولیائے بیرون پاکستان۔	۳۲۰
	حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین مجددی رح	۳۲۰
	مولانا زید ابوالحسن رح فاروقی۔	۳۲۴
	شاہ محمد مسعود۔ محدث دھلوی رح	۳۲۷
	مولانا احمد حسین خان امروہوی۔	۳۲۹
	مولانا ہدایت اللہ علی۔ رام پوری	۳۳۴
	حضرت سید محمد عبدالحلیم شاہ امروہوی۔	۳۳۷
	حضرت سید اللہ شاہ رحمۃ اللہ حیدرآبادی	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	حسین حلمی ایشیق (ترکیہ)	۳۴۱
	اولیائے سرحد	
	حضرت عبداللہ المعروف بہ حاجی بہادر۔	۳۴۳
	حاجی دوست محمد۔ قندھاری۔	۳۴۸
	خواجہ محمد عثمان دامانی رح	۳۵۱
	مولانا عبدالغفور عباسی رح۔	۳۵۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	اولیائے پنجاب	۳۵۷
	مولانا عبدالواحد ۔ رح	"
	مولانا امان اللہ ، ا	"
	حاجی محمد نقشبندی ، ا	"
	شیخ عبدالمجید نقشبندی ، ا	"
	شیخ محمد کلی ۔ رح	"
	حافظ محمود ۔ رح	۳۵۸
	شیخ الہ داد ۔	"
	مولانا عبدالمومن	"
	ملا شیر محمد ۔	"
	ملا جمال تلوی ، رح	"
	شیخ حامد تلوی تہاری ۔	"
	شیخ محمد باقر لاہوری ،	"
	شیخ سعدی بلغاری ۔	"

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	
	شیخ محمود شاہ ۔	۳۵۸	
	محمد سلیم الدین ۔	〃	
	وجیہہ الدین پیرزھری ۔	〃	
	مولانا غلام محی الدین قصوری رح	۳۶۱	
	مولانا عبدالرسول قصوری رح	۳۶۴	
	مولانا غلام دستگیر قصوری رح	۳۶۶	
	مولانا محمد حسن رح	۳۶۹	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	اولیائے سندھ	۳۷۲
	شاہ صدرالدین رح	۳۷۶
	حضرت فقراللہ علوی رح	۳۷۹
	ابوالحسن داہری نقشبندی رح	۳۸۱
	اولیائے لواری شریف	۳۸۳
	خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی۔	۳۸۸
	خواجہ محمد حسن جان رح	۳۹۲
	خواجہ عبدالرحمٰن مجددی رح	۳۹۵
	مولانا شاہ نوراحسین رح	۳۹۹
	حضرت پیر امیر انی مولانا المصطفیٰ صبغۃ اللہ رح	۴۰۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	اولیائے بلوچستان	
	~~حضرت پیر ایران مولانا مصطفیٰ صبغۃ اللہ~~	~~۴۰۳~~
	حاجی محمد صدیق بلوچ مستونگی۔	۴۰۷
	مولانا عبدالحکیم نانا صاحب۔	۴۱۰
	مولانا محمد عبداللہ درخانی رح	"
	خواجہ فیض الحق جان چشموی رح	۴۱۱
	حاجی آغا عبداللہ جان ہدوی رح	۴۱۳
	کتابیات	۴۱۷

Marfat.com

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اِس عاجز کو مقالہ لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی. چونکہ اس عاجز کو تھوڑی سی وابستگی (برائے نام سہی) سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ سے حاصل ہے اس لئے خیال ہوا کہ اس بزرگ سلسلے کی علمی خدمات پر کیوں نہ لکھا جائے۔ اور اس کے شاندار ماضی کے کارناموں پر سے پردہ کیوں نہ ہٹایا جائے۔ چنانچہ یہاں صرف یہ بات ملحوظ رہی ہے کہ ان بزرگوں کی تمام تصانیف کا ذکر یکجا ہو جائے تاکہ ہم کو معلوم ہو سکے کہ انہوں نے کتنا بڑا علمی ذخیرہ ہمارے لئے یادگار چھوڑا ہے[1]۔ لفظ علم چونکہ ادب کو بھی شامل ہے اس لئے علمی خدمات کے ضمن میں کہیں کہیں ادبی خدمات کی صراحت بھی کر دی گئی ہے. لیکن میں کیا اور میرا کام مقالہ کیا!۔ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے فضل خاص، بزرگوں کی دعاؤں اور میرے محترم استاد حضرت مولانا ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب مدظلہ۔ (صدر شعبۂ اسلامک کلچر و شعبۂ تقابلِ ادیان) کی شفقتوں سے ہوا ہے اور اب سوائے شکر اور شکریے کے میرے پاس کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ع۔ ہزار شکر، مرا یادِ مہربان آید۔

(احقر آفتاب احمد خان)

---

[1] لائق تلمیذ بھی استاد کی علمی خدمت کا مظہر ہوتا ہے، بلکہ ایسی شاگرد استاد کی تیار کی ہوئی ناطق کتاب ہوتا ہے لہٰذا اہل علم کی خدمات میں ان کے تلامذہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ (۲۲) فضلہ تعالیٰ انشاء اللہ اپنے مقام پر ان بزرگوں کے تلامذہ کا ذکر بھی کر دیا جائے گا۔ (احقر محمد اشرف مجددی)

Marfat.com

باب اول — باطنیت اور تصوّف

موجودہ اصطلاح میں "تصوف" کا عقیدہ بھی مابہ البحث رہا ہے Mysticism (باطنیت)

R. I. James ① کا خیال ہے کہ لفظ Mysticism کا تعلق دو مختلف المعنی جرمن لفظوں سے ہے یعنی ① Mystizismus (مابعد الطبیعاتی افکار) اور (۲) Mystik (خدا اور انسان کے باطنی تعلقات)، پھر حق تعالیٰ کے ساتھ روح کے واسطہ و رابطہ کیلئے یہ اصطلاح یا اس کا مفہوم استعمال ہوتا رہا کیونکہ ہر قوم اور ہر ملت جب عہد طفولیت سے نکل کر دماغی ارتقا کے دور سے گذرتی ہے تو اسے یہ رابطہ ضرور پیش آتا ہے اور ذات حقیقی سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہونا اسکی تاریخ میں ایک واقعہ لازمی ہوا کرتا ہے۔ چینی، مصری، ہندی، عراقی، ایرانی، رومی، اور یونانی قوموں میں اس قسم کے خیالات پائے گئے ہیں اور اب بھی کسی نہ کسی صورت میں اس فطری (۲) لگن کا ظہور ہوتا ہے۔ ظہور اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی حکومت اور زرتشتی مذہب کا دور دورہ تھا زرتشتی مذہب میں خیر اور شر کی دو قوتوں کا عقیدہ تھا اور اس کے ماننے والے ثنوی المذہب کہلاتے تھے، آریائی دیوتا اسورا (یا اہورا) کہلاتے تھے، زرتشت نے اس لفظ میں مزدا کا اضافہ کرکے مزدا اہورا یا اہورامزدا کا لفظ خدائے برحق کیلئے استعمال کیا ہے اور وہ اسی طاقت کو خالق کائنات اور رب العالمین مانتا ہے۔ اس نے آریائی دیوتا کو شیطان۔ یا خداوند اہل دروغ (آکومن، دیوگ) کہا ہے۔ اور اگنی وغیرہ کو فرشتہ قرار دیا ہے۔ اور گاتھا میں جو انگرہ مینو اہرمن (یا اہرمن خبیث) اور یزداں کی باہمی آویزش نہیں ہے۔ زرتشت کے نزدیک انسان کا فرض ہے کہ وہ دنیا کو حقیر جانے

① یہاں سے دوسرے عنوان "التصوف کا پس منظر" سے پہلے تک کے مباحث زیادہ تر James Hastings کے مرتب کردہ مطبوعہ ایڈنبرگ ۱۹۵۳ء سے ماخوذ ہیں Encyclopaedia of Religion & Ethics (Vol. IX) pp 83-117

(بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر دیکھئے)

Marfat.com

اور عُمر بھر دروغ (شیطان - اہرمن) سے جنگ کرتا رہے اس نے ہومرت (پندار نیک) ہوخت (گفتار نیک) اور ہودرشت (کردار نیک) پر زور دیا ہے۔ وہ قربانی۔ فدیہ اور مسکرات کا منکر ہے۔ لیکن قیامت، میزان، حساب وکتاب، بہشت دوزخ، برزخ وغیرہ کا معتقد ہے۔ ان معتقدات سے واضح ہے کہ زرتشتی مذہب، ہندوستانی مذہب (آریائی مذہب) سے بہت کچھ مختلف ہے۔ اور توحید کے قریب تر ہے تاہم اس مذہب میں باطنیت Mysticism جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ زرتشتی مذہب میں Zervanites ایک فرقہ ضرور تھا جو محیط کل اور باطنیت سے متعلق اور علّت اُولیٰ کا قائل تھا۔ لیکن اس فرقے اور اس عقیدے کو خود ایران میں کوئی مقبولیّت حاصل نہیں ہوئی۔

باطنیت سے متعلق نظریات دوسرے ملکوں میں بھی موجود تھے قدیم ممالک اور قدیم اقوام میں چین بھی ایسے نظریات رکھتا تھا۔ وہاں Laotse (Laocium) کے نظریات (چھٹی صدی قبل مسیح) پائے گئے ہیں کہ وہ Tao کو ایسی حقیقت تسلیم کرتا تھا جو خالق کائنات سے پہلے موجود تھی۔ اس کے نزدیک وہ ایسی طاقت ہے جو بے رنگ، بے آواز اور غیر مادّی ہے۔ وہ نہ دکھائی دیتی ہے نہ سنائی دیتی ہے۔ اور نہ سمجھی جا سکتی ہے۔ وہ ازلی قوت ہے۔ اور کائنات کی تخلیق اسی کی رہین منت ہے۔ یہ اصطلاح (Tao) پہلے بھی چین میں موجود تھی لیکن وہ ایک آسمانی صفت سمجھی جاتی تھی۔ Lao-tse کے شاگرد Chuang-tse (Sancium) نے اس نظریے کو وسعت دی۔ استاد کا خیال تھا کہ Tao کی حقیقت کو صرف وہ شخص سمجھ سکتا ہے

(۲) پروفیسر براؤن نے تاریخ ادبیات ایران (انگریزی) جلد اول صفحہ ۲۸ میں زرتشت کے زمانے کے تعین میں اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ بعض کا خیال ہے کہ اٹھارہ سو یا دو ہزار یا چھ ہزار قبل مسیح میں تھے اور بعض کا خیال ہے کہ ساتویں صدی قبل مسیح میں تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

Marfat.com

جو ازلی طور پر دنیوی خواہشات سے پاک ہو۔ شاگرد نے بھی انسانِ کامل اور حکیم فرزانہ کو دنیوی خواہشات سے مبرا قرار دیا کہ ایسا شخص بظاہر انسانی شکل میں ہوتا ہے۔ لیکن انسانی خواہشات سے پاک ہوتا ہے۔ پھر یہ نظریہ وسعت پا کر اس طرح مشہور ہوا کہ جو شخص بھی Taoist ہو گا وہ ہر دنیوی خواہش، عیش و آرام، مال و دولت اور راحتوں سے مبرا ہو گا۔ لیکن استاد نے Tao کو ایک بے حس و حرکت حقیقت سمجھا اور ساتھ ہی فعال بھی قرار دیا۔ چنانچہ شاگرد کو بھی بے عملی کیلئے تعلیم دی۔ غرض کہ یہ نظریات عملی دنیا میں مقبول نہ ہو سکے۔

---

① یہاں سے دوسرے عنوان "تصوف کا پس منظر" سے پہلے تک کے مباحث زیادہ تر کے مرتب کردہ سے ماخوذ ہیں۔

② پروفیسر براؤن نے تاریخ ادبیات ایران (انگریزی) جلد اول صفحہ ۲۸ میں زرتشت کے زمانے کے تعین میں اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ بعض کا خیال ہے کہ اٹھارہ سو یا دو ہزار یا چھ ہزار قبل مسیح میں تھے اور بعض کا خیال ہے کہ ساتویں صدی قبل مسیح میں تھے۔

Marfat.com

Hindu Mysticism

مورخین نے (ہندو باطنیت) کے چار دور قائم کئے ہیں (۱) ویدوں کا زمانہ جو دیوتاؤں کا عہد ہے لیکن اس عہد میں کہیں کہیں عرفان کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے (۲) اپنشد کا زمانہ۔ جب کہ ویدانت کو عروج حاصل تھا اور وحدت الوجود پر بہت زور دیا گیا تھا۔ (۳) مہابھارت کا زمانہ جب کہ گیتا کی تعلیم اور کرشن کے نغمے عام ہوئے۔ اور وحدت الوجود پر خصوصی توجہ دی گئی۔ (۴) بھگتی کا عقیدہ اس میں فلسفہ کم اور محبت کا عنصر زیادہ تھا۔

ہندو ویدانت جس کا ماخذ اپنشد ہے کائنات کی کثرت میں وحدت کا متلاشی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ روح کا رابطہ صرف ذاتِ حق سے مستحکم کیا جائے۔ یعنی سالک کو چاہیئے کہ وہ خود کو وحدتِ مطلق میں فنا کر دے۔ پھر ویدانت کے دو اسکول ہیں۔ ایک کا عقیدہ یہ ہے کہ خالق نے کائنات میں حلول کیا ہے اور کائنات سے باہر اس کا وجود نہیں۔ اور چونکہ وہ حقیقی بھی اور غیر محدود بھی ہے۔ اس لئے کائنات بھی حقیقی اور غیر محدود ہے۔ دوسرا اسکول کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا تمام چیزیں باطل اور محض اعتباری ہیں۔ یعنی صرف وہ حقیقت ہے اور کائنات مجاز ہے جو اس کا مظہر یا پرتو ہے اور اس کو کائنات کی مدد سے ادراک نہیں کر سکتے۔ لیکن جسمانی تعلقات کا بندھن توڑنے سے اس کو پا سکتے ہیں اس کے بغیر نہ تو تناسخ کے چکر سے نکلا جا سکتا ہے اور نہ معرفت کا حصول ہو سکتا ہے۔ اور معرفت صرف یہ ہے کہ آتما (روح) کو پرماتما (خدا) میں فنا کر دیا جائے۔ اس فنائیت کو Idealistic یا مثالی وجودیت کہا جاتا ہے۔
Pantheism

Marfat.com

ویدانت کے یہ دونوں اسکول منتہی کے لئے ہیں۔ مبتدی کے لئے مذہبی رسوم وعبادات کی پابندی لازم ہے۔ منتہی کے نزدیک خالق (برہما) صفات سے پاک (نرگن) اور غیر موجود فی الخارج Impersonal ہے اور مبتدی کے نزدیک وہ صفات سے متصف اور موجود فی الخارج Personal ہے۔ ویدانت کی تعلیم سب سے پہلے بادرائن نے پھر آٹھویں صدی عیسوی میں اپنشد کے شارح شنکر آچاریہ نے دی۔ ان کے بعد گیارہویں صدی عیسوی میں رامانج نے اس کو رواج دیا۔ شنکر آچاریہ نے عرفان کو وصال الٰہی کا ذریعہ قرار دیا تھا اور رامانج نے عشق کو نجات ابدی کا وسیلہ کہا ہے۔ غرض کہ ہندو مذہب میں ویدانت (عرفان) اور وحدت الوجود کا اعتقاد راسخ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایکو برہم ودیتیو ناستے (صرف وہ باقی ہے اور کائنات کچھ نہیں ہے)۔

ہندوستان کے دوسرے مذاہب میں بدھ مت صرف فنا کا قائل ہے۔ فنا کے بعد بقا ان کے نزدیک بے معنیٰ ہے۔ بلکہ اس مت میں تو وجود باری کا عقیدہ بھی مفقود ہے۔ وہ صرف خودی کو مٹا کر عدم محض میں پہنچنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس کو نروان کہتے ہیں۔ وہ روح کو عمل کے نتائج اور آواگون کے چکر سے نجات دلوانے کے قائل ہیں۔ جین مت بھی روح کو عمل کی دنیا سے بے تعلق کرنے کا قائل ہے۔ یعنی یہ دونوں مت ایک سلبی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ویدانت کی حیثیت ایجابی ہے۔ ان کے بعد مسیحی مذہب آتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو لاہوتی اور ناسوتی دو حیثیتیں دی گئی ہیں لیکن

Marfat.com

رسائیت پر زور ہے بعد کو اس کے بعد مسیحی نے دے کر اسی کو معرفت کہہ دیا جائے تو اور بات ہے۔ بعض یورپی کا خیال ہے کہ مسیحی Mysticism محض یہودیت سے مستعار ہے اور یہودیت میں تالمودی خیال یہ ہے کہ خدا کا مسکن کائنات ہے اور کائنات کا مسکن خدا نہیں ہے۔ یعنی کائنات، خدا کا مظہر ہے پھر یہودیت کو جب اسکندریہ میں فروغ ہوا تو اس کے خیال میں افلاطون اور ارسطو کے خیالات بھی شامل ہو گئے

افلاطون (۴۲۷ ق م ۳۴۷ ق م) پہلا شخص تھا جس نے بتایا کہ نفس انسانی (یا روح) کو بطور خود کلیات کا علم حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ نفس کو اپنی کسی سابق زندگی میں کلیات (حق، حسن[1] اور خیر مطلق) کا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور اسی تجربے سے اُسے موجودہ زندگی میں مدد ملتی ہے۔ گویا اس کے نزدیک علم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کلی (عالم مثال) اور جزئی (عالم ظاہر) عالم ظاہر کے تجربات عالم مثال کی یاد دلاتے ہیں۔ اور یہی حق مطلق ہے جو اس دنیا میں مختلف مظاہر کے اندر جلوہ گر ہے۔ اور نفس کی معراج یہ ہے کہ اس (حق مطلق) کے اخلاق سے متخلق ہو کر اس سے واصل ہو جائے۔ پھر فلاطینوس (۲۰۴ء - ۲۷۰ء) نے اس دبستان کو جو افلاطونیت جدید کے نام سے مشہور ہے علمی حلقوں میں مقبول بنایا اور اسی کی وجہ سے یونانی باطنیت کو فروغ حاصل ہوا۔ فلاطینوس کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیائے محسوسات میں روح ایک اجنبی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور وہ دراصل روح اعظم کا پرتو ہے روح اعظم کو جب منظور ہوا کہ اپنی صورت کا مشاہدہ کرے تو کائنات

[1] عدل۔ حسن اور محبت بھی ان کلیات کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ دیکھیں ہنری ٹامس Great Philosophers (نیویارک ۱۹۵۰ء) صفحہ ۱۷

اہل علم مسلمانوں میں علماء اور علماء کے الفاظ بطور اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ علم والے کا علماء کہیں الہی اصطلاح نہیں اس لئے یہ لفظ علم صحیح نہیں۔ (محمد شریف) اس عبارت کو ظاہر کیا جائے۔ ذکر کریں

Marfat.com

ظہور میں آگئی۔ روح ناقابل تقسیم ہے۔ روح نہ پیدا ہوتی ہے۔ نہ فنا ہوتی ہے۔ البتہ جو روح دنیا میں گناہ سے آلودہ ہو جاتی ہے اسے تناسخ کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ روح کو آخری اور ابدی اقدار (یعنی حق، حسن اور خیر) کا تحقق صرف روحانی زندگی میں ممکن ہے اور اسی کا نام جنت ہے۔ اس طرح یہ نظام تین شعبوں پر مشتمل ہے۔ (۱) روح اعظم (۲) عالم مثال اور روح اور (۳) عالم ناسوت، روح اعظم، واحد، غیر متناہی، سرچشمۂ حیات، غیر مادی، علت مطلق اور وجود حقیقی ہے۔ روح اعظم سے عقل کا ظہور ہوا جو اس کی مظہر کامل ہے عقل سے روح وجود میں آئی جو عقل کی طرح غیر مادی ہے۔ اور روح کو عقل سے وہی نسبت ہے جو عقل کو واحد حقیقی سے ہے۔

عقل اور عالم ناسوت کے درمیان روح ایک واسطے کا حکم رکھتی ہے۔ اگر روح اس دنیا کے علائق سے وابستہ ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اخلاق فاضلہ کی مدد سے اپنی اصلاح کرے۔ (۱)

ارسطو (۳۸۴ - ۳۲۲ ق م) نے خدا کو خالق نہیں کہا بلکہ کائنات کا محرک کہا ہے۔ اس کے خیال میں خالق ہمیشہ بہتر سے بہتر کی خواہش کرتا ہے اور خدا تو ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے۔ اسے ایسی خواہش نہیں ہو سکتی۔ اسکی مثال ایک حسین صورت جیسی ہے جو خاموش ہے لیکن سب کو حرکت میں لائے ہوئے ہے۔ اس لئے انسانی دماغ جو ہر جذبے سے پاک ہو وہ ایسے بے نیاز خدا تک پہنچ سکتا ہے لیکن انسانی قلب جو غم و الم میں گرفتار ہو وہ ایک مہربان خدا کی تلاش میں رہا کرتا ہے۔

— اگلے صفحے پر —

(۱) پروفیسر ضیاء احمد - مباحث و مسائل (دہلی ۱۹۶۶ء) صفحہ ۱۶ - ۱۷۔

Marfat.com

بہرحال وہ ایک ایسے انسان کو مثالی سمجھتا ہے جو دوسروں کا بھلا کرنے میں خوش ہوتا ہے
اور ایسا جذبہ ایک مہربان خدا کے بندے میں ہو سکتا ہے (۱) نفس انسانی یا روح کے متعلق
اس کا کوئی فلسفہ خاص نہیں ہے۔ یہاں تک تو مختلف فلاسفہ اور مفکرین کا ذکر ہوا۔ لیکن
حقیقت یہ ہے کہ کسی نے "تزکیہ" اور "تصفیہ" اور اس کے صحیح طریقے پر زور نہیں دیا اس لئے ظاہر
ہے کہ فکر و عقل کی بات عمل میں نہیں آئی اور بقول اقبال کے۔

افکار کے نغمہ ہائے بے صوت
ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت

(۱) ہنری ٹامس Great Philosophers صفحہ ۳۱، ۳۲

Marfat.com

تصوّف کا پس منظر

سورۃ آل عمران (۱۶۴) آیت ۱۶۴ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو اُن پر اسکی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ لوگ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ ① یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ تزکیہ اور تصفیہ بھی فرماتے ہیں تاکہ لوگوں کی باطنی بیماریاں دور ہو جائیں۔ اور وہ مُزکّیٰ و مُطہّر ہو جائیں۔

حقیقت میں یہی خصوصیت تصوف کی بنیاد ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کو اسی وجہ سے مُزکّیٰ اور مُطہّر بنا دیا تھا۔ اور آپؐ کی صحبت میں رہ کر ان کا کردار انبیائے بنی اسرائیل (علیہم السلام) جیسا ہو گیا تھا۔ ایک حدیث ہے خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ (مشکاۃ، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابہ)

میری امت کے سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ کے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے ملنے والے ہیں، پھر وہ جو ان سے ملنے والے ہیں۔

(ترجمہ) ~~وہ سب سے اچھا زمانہ میرا ہے پھر وہ زمانہ جو میرے زمانے سے ملا ہوا ہے۔ پھر وہ زمانہ جو اس زمانے سے ملا ہوا ہے جو میرے زمانے سے ملا ہوا ہے~~" ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا استاد ازل سے ابد تک کوئی نہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد بھی ایسے ہوئے جو ہر زمانے کے لئے مثالی کردار رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خود ان صحابہؓ کی صحبت ان کے شاگردوں

① اس سے ملتی جلتی آیات اور بھی ہیں جیسے سورۃ البقرہ (۱۵۱) اور سورہ الجمعہ (۲)

Marfat.com

کے لئے بے مثل نعمت تھی۔ حضرت حسن بصریؒ (سنہ ۱۱۰ھ) سے جو کہ تابعین میں سے تھے
ان سے ایک شاگرد نے دریافت کیا، کہ آپ نے تو صحابہ کرام رض کو دیکھا ہے وہ کیسے تھے، آپ نے فرمایا کہ اگر
تم ان کو دیکھتے تو سمجھتے کہ وہ سب کے سب دیوانے ہیں اور اگر وہ تم کو دیکھتے تو سمجھتے کہ جس
شیطان کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے وہ تم ہو۔ اللہ اللہ، ایک ہی قرن میں کس قدر فرق ہو گیا
تو پھر ہمارے زمانے کے لوگوں کی ان صحابہ کرام رض کی نظر میں کیا حیثیت ہو گی۔؟

صحابہ کرام رض شمع رسالت کے پروانے تھے اس لئے اُنکی ہر چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمان کے آگے قربان تھی۔ جان و مال، آل و اولاد ہر چیز ایک اشارے پر فدا کر دی جاتی تھی
اور دین کی خاطر سب کو چھوڑ کر ہزاروں میل دور تشریف لے جاتے تھے۔ یہ سب کچھ "وَيُزَكِّيهِمْ"
کی عملی تفسیر ہے۔ پھر ان کی عبادت کی کیفیت اس فرمان کی تابع تھی۔

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (حدیث جبریل بخاری)[1]
احسان یہ ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو ایسا نہ کر سکے
کہ تو اس کو دیکھ رہا ہو تو یوں خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام رض کی عبادت میں
احسان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ سراپا خشوع و خضوع بن جاتے تھے اور ان کو ماسوا اللہ کا ہوش
نہیں رہتا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رض رات رات بھر نمازیں پڑھتے تھے دن کو اکثر روزے
رکھتے۔ خصوصاً موسم گرما روزے ہی میں بسر ہوتا۔ خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز میں

[redacted]

[1] بخاری، کتاب الایمان، باب ۳۶۔

لکڑی کی طرح بے حس و حرکت نظر آتے۔ رقت اس قدر طاری ہوتی کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔
خوفِ محشر اور عبرت پذیری سے دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لئے سرمایۂ عبرت تھا۔ کوئی سرسبز درخت
دیکھتے تو کہتے کاش، میں درخت ہی ہوتا، کہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا۔ کسی باغ کی
طرف گذرتے اور چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو آہ سرد کھینچ کر فرماتے۔ اے پرندو! تمہیں مبارک
ہو کہ دنیا میں چرتے پھرتے ہو۔ درخت کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت میں تمہارا کوئی حساب
و کتاب نہیں۔ کاش۔ ابوبکرؓ بھی تمہاری طرح ہوتا۔ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو بے اختیار
آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے تمام لوگ
جمع ہو جاتے۔ نرم دلی اور رقت قلب کے باعث بات بات پر آہ سرد کھینچتے تھے۔ یہاں تک
کہ "اَوَّاہٌ مُّنِیبٌ" ان کا نام ہو گیا تھا۔ (۱)

(۱) حضرت عمرؓ کا بھی یہی حال تھا۔ وہ خشوع و خضوع کے ساتھ رات بھر نمازیں
پڑھتے، صبح ہونے کے قریب گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ (۲)
نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر، یا خدا کی عظمت و جلال کا بیان
ہوتا۔ اور اس سے اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ
ابن شدادؓ کا بیان ہے کہ میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ یہ آیت
اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ (۳) پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا
صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی سے کہا کہ تم کو یہ پسند ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) مولانا معین الدین ندوی۔ خلفائے راشدینؓ (اعظم گڑھ سنہ ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء) صفحہ ۸۸-۸۹
(۲) سورۂ طٰہٰ آیت ۱۳۲۔ (۳) سورۂ یوسف آیت ۸۶۔

Marfat.com

کے ساتھ اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد اور نیک عمل کئے۔ اس کے بدلے میں دوزخ سے بچ جائیں اور عذاب و ثواب برابر ہو جائے۔ بولے خدا کی قسم نہیں، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، بہت سے نیک کام کئے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لائے۔ ہم کو ان اعمال سے بڑی توقعات ہیں۔ حضرت عمر رض نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ آپ عذاب سے بچ جائیں اور نیکی اور بدی برابر ہو جائیں۔ ایک بار راہ میں ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا کاش میں بھی خس و خاشاک ہوتا۔ کاش میں پیدا ہی نہیں ہوتا کیا جاتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ آپ فرماتے کہ اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا کے لوگ جنتی ہیں۔ تب بھی مواخذہ کا خوف زائل نہ ہوگا کہ شاید وہ ایک بدقسمت انسان میں ہی ہوں۔ (۱)

(۲) اسی طرح کے واقعات حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض اور دیگر صحابہ کرام رض سے متعلق مذکور ہیں۔ لیکن امتدادِ زمانہ سے یہ کیفیات شاذ ہو گئیں اور لوگوں میں دین کیلئے ایسا عشق اور شغف نہیں رہا یا کم ہو گیا۔ اسی لئے تبع تابعین رض کے بعد بھی ہمارے بزرگوں نے شریعت کی تبلیغ اور دین سے شغف پیدا کرنے کیلئے مختلف مسنون اذکار کو رائج کرنے کی کوشش کی۔ اور مختلف اذکار (اور ان کے جلی اور خفی ہونے کی) وجہ سے ان سلاسل کے مختلف نام مشہور ہو گئے۔ لیکن ان سب کا واحد مقصد اللہیت ہے جس کیلئے خشیت الٰہی اور اتباعِ شریعت لازم ہے اور جن کے بغیر دین کو دین ہی کہنا صحیح نہ ہوگا۔ حضرت سعدی رح نے فرمایا ہے کہ خلافِ شرع کسے رہ گزین کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید۔

(۱) مولانا معین الدین ندوی، خلفائے راشدین رض اعظم گڑھ ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲

تصوّف کیا ہے؟

امام ابو بکر بن اسحٰق رح چوتھی صدی ہجری کے بزرگ تھے جنہوں نے صوفیہ کے عقائد اور احوال پر تعرّف کتاب لکھی تھی اور وہ اس موضوع پر قدیم ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے باب ۳۴ میں لکھا ہے۔ جنید بغدادی رح (م ۲۹۸ھ) فرماتے ہیں۔ تصوف اوقات کی محافظت کرنے کا نام ہے اور حفظ اوقات یہ ہے کہ بندہ اپنی حدود کے سوا کسی اور چیز کی طرف نگاہ نہ رکھے۔ اور اپنے رب کے سوا کسی اور کے ساتھ موافقت نہ کرے اور اپنے وقت کے سوا کسی اور کا ساتھ نہ دے۔

ابن عطا رح (م ۳۰۹ھ) فرماتے ہیں حق تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار رہنے کا نام تصوف ہے۔

ابو یعقوب سوسی رح (۱) فرماتے ہیں صوفی وہ ہے جو کسی چیز کے چھن جانے سے بے قرار نہ ہو اور نہ کسی چیز کی تلاش میں اپنے آپ کو تھکائے۔ کسی نے جنید بغدادی رح (م ۲۹۸ھ) سے پوچھا التصوف کیا ہے؟ فرمایا باطن کا حق تعالیٰ سے یوں ست ہو جانا اور یہ کیفیت صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نفس، روح کی قوت اور حق کے ساتھ قائم رہنے کی وجہ سے اسباب سے بے تعلق ہو چکا ہو۔

کسی نے شبلی رح (م ۳۳۴ھ) سے دریافت کیا۔ صوفیوں کو صوفی کیوں کہا گیا؟ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے موجودہ طریقوں کو اپنایا اور اپنا خاص وصف ثابت کیا۔ اگر وہ پہلے طریقوں کو مٹانے کی رسم ڈالتے تو صوفی کو رسم ڈالنے والا کہا جاتا۔ انکو انکے وصف کے ثابت کرنے والے نے ان رسموں سے اتارا ہے۔ شبلی رح نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ مستحق صوفی کی کوئی رسم ہوتی ہے یا کوئی وصف ہو سکتا ہے۔

(۲) ابو یزید طیفور رح (م ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں، صوفی لوگ، خدا کی گود میں بچے کی طرح ہوتے ہیں۔

امام ابو بکر بن اسحاق رح نے اسی طرح دوسرے بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں۔

---

(۱) یہ ابو یعقوب ہرجوری (م ۳۰۳ھ) کے استاد تھے۔
(۲) تعرّف مترجم (لاہور ۱۳۹۱ھ) - صفحہ ۱۳۸۔

Marfat.com

بعض کتابوں میں یہ اقوال بھی آتے ہیں۔

ابو سہل صعلوکی (م ۳۶۹ھ) کا قول ہے التصوف الاعراض عن الاعتراض (تصوف اعتراض سے روگردانی کا نام ہے۔

معروف کرخی (م ۲۰۰ھ) کے نزدیک تصوف، حق کو لے لینے اور ماسوا کو ترک کر دینے سے عبارت ہے۔

شیخ ابو علی زرینی نے تصوف کی تعبیر اخلاق رضیہ سے کی ہے۔

حضرت جنید (م ۲۹۸ھ) سے کسی نے تصوف کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا، التصوف هو تصحیح الخیال (تصوف، خیال کی درستی کا نام ہے،

ابن السماک، فرماتے ہیں۔ التصوف ترک التکلف (یعنی بناوٹ ترک کر کے خلوص اختیار کرنا)

ابو محمد، فرماتے ہیں، اخلاق حسنہ سے اتصاف اور اخلاق سیئہ سے انحراف صوفی کی شان ہے۔

ابو الحسین نوری (معاصر جنید) فرماتے ہیں۔ هو تغییر الظاهر والباطن،

بہر حال امام ابوبکر بن اسحٰق، لکھتے ہیں کہ (صوفیہ سے متعلق) تمام اوصاف اور ان ناموں کے تمام معانی اس قوم کے ناموں اور القاب میں جمع ہو گئے ہیں اور ان کے حق میں یہ تمام عبارات درست اور ماخذ قریب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ بظاہر الفاظ مختلف ہیں مگر معانی ایک ہیں اس لئے کہ اگر اسے صفا اور صفوۃ سے ماخوذ سمجھا جائے تو اسم نسبت صفویہ ہوگا (پھر تخفیف کر کے صوفیہ بن گیا) اور اگر اسے صفہ اور صف اول کی طرف نسبت دی جائے تو اسم نسبت صفیہ یا صفیہ ہوگا (پھر واو کا اضافہ کیا اور فاء کو مخفف کیا تو صوفی بنا)

Marfat.com

یہ بھی جائز ہے کہ لفظ صوفیہ میں واو کو فاء سے پہلے لانا اور اُسے زائد کرنا (کثرت استعمال اور) زبانوں پر جاری ہونے کی وجہ سے ہو اور اگر اُسے صوف سے لیا جائے تو لفظ بھی درست ہوگا اور لغت کے اعتبار سے اسکی تعبیر و تشریح بھی درست ہوگی۔ ان تمام ناموں کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے اور یوں کہا گیا ہے کہ دنیا سے خالی ہونے، اس سے علیحدگی اختیار کرنے، وطن ترک کرنے اور سفر اختیار کرنے، نفس کو حظوظِ نفسانی سے باز رکھنے، پاکیِ معاملات، پاکیِ باطن انشراحِ صدر اور صفِ اوّل کے لوگوں کی صفات رکھنے کا نام تصوف ہے۔" (۱)

پھر انہوں نے جن اوصاف و فضائل پر بحث کی ہے وہ یہ ہیں:۔

زہد، صبر، فقر، تواضع، خوف، تقویٰ، اخلاص، شکر، توکل، رضا، ذکر، اُنس، قرب، اتصال، محبت، تجرید و تفرید، وجد، غلبہ، سُکر، غیبت و شہود، جمع و تفرقہ، تجلّی و استتار، فنا و بقا، حقائق معرفت، توحید، مرید و مراد، مجاہدات و معاملات و حظوظ صحبت، اور صوفیہ پر مختلف الزامات وغیرہ کا ذکر ہے۔

صاحب تعرّف کے بعد امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیری، م ۴۶۵ھ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضؓ کے علاوہ کوئی اور لقب ایجاد نہیں ہوا تھا کیونکہ شرف صحبت سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا تھا۔" (۲)

امام قشیری نے بھی ایک عارف کے اوصاف میں مذکورہ بالا فضائل پر بحث کی ہے مثلاً یہ اوصاف ہیں:۔ توبہ، مجاہدہ، خلوت و عزلت، تقویٰ، ورع، زہد، خوف، رجا، جوع، ترک شہوۃ

(۱) تعرّف - صفحہ ۴۲-۴۳

(۲) الرسالۃ القشیریہ (القاہرہ ۱۳۷۹ھ) - صفحہ ۸

Marfat.com

خشوع وتواضع، مخالفۃ النفس، قناعت، توکل، شکر، یقین، صبر، مراقبہ، رضا، عبودیت، ارادت، استقامت، اخلاص، صدق، حیا، ذکر، فتوت، فراست، جود وسخا، خلق، فقر، ادب، صحبت، توحید، محبت، شوق وغیرہ وغیرہ۔

اسی زمانے میں حضرت داتا گنج بخش (م ۴۶۹ھ) نے کشف المحجوب لکھی جو فارسی میں سب سے قدیم تصنیف تصوف کی ہے۔ اس میں بھی ان فضائل پر بحث ہے۔

توبہ، محبت، جود وسخا، جوع، مشاہدہ، صحبت، سفر وحضر، کلام وسکوت، تزویج وتجرید، سماع القرآن، سماع الشعر، سماع الالحان، تواجد، رقص، خرق، وغیرہ۔

لیکن یہ تمام اوصاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قربان تھے، حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت تمام محاسن کی جامع تھی، شمع رسالت کے یہ پروانے اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے یہ دیوانے تلہیت کی اقلیم کے سلطان تھے، اور دنیا میں رہ کر دنیا سے بے نیاز تھے، یہی وہ خاص خدا تھے جنہوں نے تابعین رض اور تبع تابعین رض کی ایسی جماعت چھوڑی تھی جن کے فیوض وبرکات قیامت تک جاری وساری رہیں گے۔

Marfat.com

تصوّف اور تقویٰ۔

حقیقت یہ ہے کہ تصوّف، تقویٰ ہی کی طرف لے جاتا ہے سورۃ الحجرات (۱۳) میں ارشاد ہے۔
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (بے شک تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔) یعنی بزرگی اور بڑائی کا معیار رنگ، نسل، وطن، دنیوی شان وغیرہ نہیں ہے بلکہ صرف تقویٰ ہے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر تقویٰ کی وضاحت ہے۔ خود قرآن ہی متقین کی ہدایت کے لئے ہے۔ کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ۔ ۲) سورۃ البقرۃ (۱۷۷) میں "متقی" لوگوں کی اس طرح تعریف آئی ہے۔ کہ "کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں، اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے۔ اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت۔ یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی متقی لوگ ہیں۔" اسی سورۃ مبارکہ میں (۱۸۹) میں ارشاد ہے وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی (ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے) پھر اسی سورۃ مبارکہ میں (۱۹۷) میں ارشاد ہوتا ہے۔ فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی، (کہ بیشک سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔)

اور اصل کامیابی بھی یہی ہے جیسا کہ سورۃ ھود (۴۹) میں فرمایا ہے فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ (صبر کیجئے کیونکہ آخرکار کامیابی متقین کیلئے ہے) غرض کہ اوصاف حسنہ سب تقویٰ میں داخل ہیں اور اوصاف رذیلہ سے بچنا تقویٰ کیلئے لابد ہے۔

اہل لغت نے اس لفظ کی اصل وقویٰ کو قرار دیا ہے اور یہ کہ یہ لفظ تقیا تھا جس کو بدل کر تقویٰ کر لیا گیا۔

Marfat.com

امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے کہ:۔

التقوٰی اس کے اصل معنی نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کے ہیں جس سے گزند پہنچنے کا اندیشہ ہو لیکن کبھی کبھی لفظ تقوٰی اور خوف ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جس طرح کہ سبب بول کر مسبب اور مسبب بول کر سبب مراد لیا جاتا ہے۔ اور اصطلاح شریعت میں نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کا نام تقوٰی ہے جو گناہ کا موجب ہو اور یہ بات محظورات شرعیہ کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر اس میں درجہ کمال حاصل کرنے کیلئے بعض مباحات کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ "حلال بھی بیّن ہے اور حرام بھی بیّن ہے اور جو شخص چراگاہ کے اردگرد چرائے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائے"۔ (۱) یعنی مشتبہ چیزیں اگرچہ درجہ اباحت میں ہوتی ہیں لیکن ورع کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں بھی چھوڑا جائے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحؒ نے بھی تقوٰی کی حقیقت اور اہمیت اس طرح بیان فرمائی ہے۔ ہر اچھے کام کرنے اور برائی سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ضمیر کا احساس بیدار ہو۔ اور دل میں خیر و شر کی تمیز کیلئے خلش ہو۔ یہ تقوٰی ہے، پھر اس کام کو خدائے واحد کی رضامندی کے سوا ہر غرض و غایت سے پاک رکھا جائے۔ یہ اخلاص ہے، پھر اس کام کے کرنے میں صرف خدا کی نصرت پر بھروسا رہے یہ توکل ہے، اس کام میں رکاوٹیں اور دقتیں پیش آئیں یا نتیجہ مناسب حال برآمد نہ ہو تو دل کو مضبوط رکھا جائے اور خدا سے آس نہ توڑی جائے۔ اور اس راہ میں اپنے برا چاہنے والوں کا بھی برا نہ چاہے یہ صبر ہے اور اگر کامیابی کی نعمت ملے تو اس پر مغرور ہونے کے بجائے اسکو خدا کا فضل و کرم سمجھا جائے۔ اور جسم و جان و زبان سے اس کا اقرار کیا جائے اور اس قسم کے کاموں کے کرنے میں اور زیادہ انہماک صرف کیا جائے۔ یہ شکر ہے۔ (۲)

(۱) مفردات القرآن مترجم صفحہ ۹۹۲، لاہور سنہ ۱۹۶۳ء، (۲) سیرۃ النبی ۲ جلد پنجم، ص ۲۰۲، اعظم گڑھ۔ سنہ ۱۹۵۲ء)

Marfat.com

اس بیان سے واضح ہے کہ سارے اسلامی احکام کی غرض وغایت تقوٰی ہے۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ،

یہ (تقوٰی) دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر وناظر ہونے کا یقین پیدا کرکے دل میں خیر وشر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کر دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اسکی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے۔ (۱)

علامہ مرحوم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ:-

① تقوٰی کا اصلی تعلق دل سے ہے اور وہ سلبی کیفیت (بچنا) کے بجائے ایجابی اور ثبوتی کیفیت ہے جو امورِ خیر کی طرف رغبت اور شعائر اسلام کی تعظیم اور محبت پیدا کرتی ہے اور ② تقوٰی کا مرکز دل ہے پھر دل دوسرے جوارح میں بھی یہی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کی طرف اشارہ کرکے صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ (التقوٰی ھٰھنا) (تقوٰی کی جگہ یہ ہے۔ چنانچہ دل کا تقوٰی ہی تمام فضائل کی اساس اور تمام رذائل کا قاطع ہے۔ یہی تقوٰی علم میں عمل اور اخلاص پیدا کرتا ہے۔ جو شریعت کے اجزاء ہیں۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (۱۰۳۴ھ) نے فرمایا ہے کہ "شریعت کے تین جزو ہیں (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص، جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی جو دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔ اور کوئی ایسا مطلب پھر باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کیلئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔

(۱) سیرت النبی جلد پنجم صفحہ ۴۲۸ (اعظم گڑھ ۱۹۵۲ء)

Marfat.com

طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔ اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے۔ نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف، جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقصد سے نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گذر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہیے جو مقام جذبہ و سلوک کی نہایت ہے کیونکہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کیلئے لازمی و ضروری ہے۔ (۱) ورع و تقویٰ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں "نجات کا دارومدار دو جزو پر ہے۔ (۱) اوامر کا بجا لانا۔ اور (۲) نواہی سے رک جانا اور ان دونوں میں سے آخری جزو زیادہ عظمت والا ہے۔ جس کو ورع و تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر عبادت و اجتہاد کے ساتھ اور دوسرے شخص کا ذکر ورع کے ساتھ کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ورع (یعنی پرہیزگاری) کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا مِلَاکُ دِیْنِکُمُ الْوَرَعُ (تمہارے دین کا مقصود پرہیزگاری ہے) اور فرشتوں پر انسان کی فضیلت اسی جزو سے ثابت ہے اور قرب کے درجوں پر ترقی بھی اسی جزو سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ فرشتے جزو اول میں شریک ہیں اور ترقی ان میں مفقود ہے۔ پس ورع و تقویٰ کے جزو کا مدنظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے۔ اور اس جزو کی رعایت جس کا مدار محرمات سے بچنے پر ہے کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتی ہے

(۱) مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۳۶۔

Marfat.com

جبکہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے کیونکہ مباحات کے اختیار کرنے میں باگ کا ڈھیلا چھوڑنا مشتبہ امور تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ حرام کے نزدیک ہے۔ جس چرواہے نے شاہی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چرنے دیا تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں جا پڑے (۱) پس کمال تقوٰی کے حاصل ہونے کیلئے بقدر ضرورت، مباحات پر کفایت کرنا ضروری ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ وظائف بندگی (عبادات) کے ادا کرنے کی نیت ہو۔ ورنہ اس قدر بھی وبال ہے اور اس کا قلیل بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے۔ اور چونکہ فضول مباحات سے پورے طور پر بچنا تمام اوقات میں اور خاص طور اس وقت میں بہت ہی دشوار ہے اس لئے محرمات سے بچنے حتی المقدور فضول مباحات کے اختیار کرنے کا دائرہ بہت تنگ کرنا چاہیئے۔ اور اس ارتکاب میں ہمیشہ شرمندہ ہونا چاہیئے۔ اور مغفرت طلب کرنی چاہیئے اور اس کو محرمات میں داخل ہونے کا دروازہ سمجھ کر ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں التجا اور گریہ وزاری کرنی چاہیئے شاید کہ ندامت و استغفار اور التجا و تضرع، فضول مباحات سے بچنے کا ذریعہ بن جائے اور اس کی آفت سے محفوظ کر دے (۲)..... ایک اور مکتوب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے عبدالرحیم خانِ خاناں (م ۱۰۳۶ھ) کو توبہ و انابت اور ورع و تقوٰی کیلئے اس طرح لکھا تھا..... چونکہ تمام عمر معصیت اور لغزش، تقصیر اور بیہودہ کاموں میں گزر گئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ توبہ و انابت کی نسبت کلام کیا جائے اور ورع و تقوٰی کو بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون (۳) (اے مومنو، سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاجاؤ) اور فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسٰی ربکم ان یکفر عنکم

(۱) یہ نسائی شریف کی حدیث ہے جس کا ذکر مفردات القرآن کے حوالے میں آچکا ہے۔
(۲) مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۴۶
(۳) سورہ النور (۲۴)

Marfat.com

عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم ویدخلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر (۱) اے ایمان والو اللہ کی طرف خالص توبہ کرو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو دور کر دے اور تمہیں جنتوں میں داخل کر دے جن میں نہریں جاری ہیں۔ اور فرماتا ہے وذروا ظاھر الاثم وباطنہ (۲) اور ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو، گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کیلئے واجب اور فرض عین ہے۔ کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں جب انبیاء علیہم السلام بھی توبہ سے مستغنی نہیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے حضرت سید المرسلین خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ (۳) "میرے دل پر پردہ آجاتا ہے۔ اس لئے رات دن میں ستر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔"

پس اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے مظالم اور حقوق کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے، جیسے زنا (۴)، شراب پینا، سرود ملاہی کا سننا، غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا۔ بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا۔ اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان امور کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت و افسوس اور بارگاہ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہو گی اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا تو توبہ میں اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کئے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور انکے حق میں دعا کریں اور اگر مال و اسباب کا حصدار شخص مر گیا ہو تو اس کیلئے استغفار و احسان کریں

(۴) زنا بالرضا ۱۲ دسمبر کیونکہ زنا بالجبر کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہو جاتا ہے (المرتب)

(۱) سورہ التحریم (۸)
(۲) سورۃ الانعام (۱۲۰)
(۳) مسلم باب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار (۲۷۰۲) اس حدیث کی شرح کیلئے دیکھو فیض القدیر للمناوی ۳/۱۱۔

Marfat.com

اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دیدیں۔ اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال وجنایت کے برابر مال صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو۔ فقرا و مساکین پر صدقہ و خیرات کریں۔ (پھر ورع اور تقویٰ کے متعلق احادیث اور علماء کے اقوال بھی ہیں) (۱) غرض کہ ورع و تقویٰ والا شخص ہی اسلام میں انسان کامل ہے جیسا کہ شروع میں سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کا ارشاد نقل ہوا ہے وہی شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کامل ہوا کرتا ہے۔

جنایت

نئی سطر

(۱) یہ نسائی شریف کی حدیث ہے جس کا ذکر اوپر کے حوالے میں آچکا ہے۔

(۲) مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۷۶۔

(۳) سورۃ النور (۳)

(۴) سورۃ التحریم (۸)

(۵) الانعام (۱۱)

(۶) مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۶۶

(۱) مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۶۶

Marfat.com

انسانِ کامل

انسانِ کامل، اسلام میں تو مومنِ کامل وہ ہے جو حضور الورصلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کامل ہو لیکن اسلام سے پہلے بھی انسانِ کامل کی تلاش بہت سے مفکرین نے کی ہے۔ اور وہ تلاش کرنے خیال رہی ہے۔ یونان کا فلسفی درویش دیوجانس Diogenes جس کا زمانہ ۴۱۲-۳۲۲ قبل مسیح ہوا ہے ایک دن دھوپ کی روشنی میں ایک چراغ ہاتھ میں لئے ہوئے بازار میں گھوم رہا تھا لوگوں نے تعجب سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں انسانِ کامل کو ڈھونڈ رہا ہوں جو کہیں ملتا نہیں ہے۔ مولانائے روم (م ۶۷۲ھ) اسی واقعہ کی طرف اپنے دیوان میں اشارہ کرتے ہیں۔

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر ۔۔ کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست۔

نیں ہمرہان سست عناصر دلم گرفت ۔۔ شیر خدا و رستم دستانم آرزوست۔

گفتند یافت می نشود جستہ ایم ما ۔۔ گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست۔

علامہ اقبالؒ بھی ایسے ہی انسان کیلئے دعوت دیتے ہیں اور اپنی مثنوی "اسرار خودی" کے شروع میں انہی اشعار کو تمہید بناتے ہیں۔

دیوجانس اور اس کے گروہ کے لوگ سقراط کے شاگرد این تھس تھینز (Antis Theses) کے مقلد تھے جو نکوکاری میں عمل کو منحصر جانتے تھے۔ اور لذت و دولت سے نفرت کرتے تھے ان لوگوں کو کلبی کہا جاتا تھا (1) افلاطون کے شاگرد ارسطو کا زمانہ بھی یہی ہے اس کے یہاں بھی "معیاری" انسان کا ذکر ہے۔ یہودی فلسفی philo فائلو (۴۰ سنہ مسیحی) جس نے توراۃ کی تعلیم کو افلاطون افکار سے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے عقل (عقل اول)

(1) ان سے پہلے "رواقیین" بھی نکوکاری کی تلاش میں تھے۔ رواق (سائبان) کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے اس لیے رواقیین کہلاتے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ خدا کائنات کی روح ہے اور مسرت کے حصول کا ذریعہ فطرت و عقل کی ہم نوائی ہے اور یہ عقل (عقل اول) خدا کا مظہر کامل ہے جو کائنات پر حکمران ہے۔

Marfat.com

کی دو حیثیتیں سمجھی ہیں ایک کو وہ حقیقۃ الحقائق کہتا ہے۔ اور دوسری کو انسان کامل جو عقل کی تجلی سے مستفیض ہے۔ پھر مسیحی عقیدہ آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ یا انسان کامل ہیں جن میں خدا نے حلول کیا ہے۔ اسی طرح نوافلاطونیت (اشراقیت) کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ ذات واحد نے عقل کل کو پیدا کیا۔ عقل کل نے نفس کل کو نفس کل نے افلاک کو اور افلاک نے عالم اور یہ کہ عقل کل ذات باری کا مظہر کامل ہے۔ اور نفس کو چاہیئے کہ وہ مادہ کے وہم سے آزاد ہو کر ذات باری کے اخلاق سے متخلق ہو جائے کیونکہ مادہ کا حقیقی وجود نہیں ہے مسلمانوں میں مومن کامل کا عقیدہ "خلافت الٰہیہ" سے ماخوذ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنایا ہے۔ اور یہ نیابت شرعی اوصاف و فضائل سے متصف ہو کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ "اور الکامل التام" کا منصب دلا سکتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی (م ۲۶۱ھ) حلاج (م ۳۰۹ھ) امام غزالی (م ۵۰۵ھ) اور شیخ ابن العربی (م ۶۳۸ھ) وغیرہ نے اپنے اپنے انداز سے اس "مومن کامل" کی وضاحت کی ہے۔ اور مؤخر الذکر نے بکثرت ناموں سے پکارا ہے۔ عبدالکریم جیلی (م ۸۱۱ھ) نے اپنی کتاب الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر والاوائل میں ابن العربی رح سے "انسان کامل" والی اصطلاح لی ہے۔ اور اسی کی بنیاد پر اپنی عمارت قائم کی ہے۔ (1) غرض کہ ہر مفکر نے اپنے اپنے خیال کی توجیہ اور ترتیب سے مباحث پیش کئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کامل" مومن کامل ہی ہے۔ جسے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (سورۃ حجرات ۱۳) کا منصب ملا ہے۔ اور وہ منصب بغیر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ علامہ اقبال نے اسی فکر و عمل والے مومن کو انسان کامل کہا ہے۔

(1) پروفیسر ضیاء احمد مرحوم نے مباحث و مسائل (صفحہ ۶۵-۷۱) میں ان مفکرین کے خیالات کا جائزہ لیا ہے

Marfat.com

"قدرت کے مقاصد کا معیار اس کے ارادے۔ دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان"
اور انسان کو یہ کمال صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہو سکتا ہے خواہ
اس مقلد اور متبع کو کسی بھی نام سے پکارا جائے۔

① ان سے پہلے "رواقیین" بھی نکوکاری ہی کی تلاش میں تھے۔ رواق (سائبان) کے نیچے
بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے اس لئے رواقیین کہلائے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ خدا کائنات
کی روح ہے۔ اور مسرت کے حصول کا ذریعہ فطرت و عقل کی ہم نوائی ہے۔ اور یہ عقل
(عقل اول) خدا کا مظہر کامل ہے جو کائنات پر حکمراں ہے۔

② پروفیسر ضیاء احمد مرحوم نے مباحث و مسائل صفحہ ۶۵-۷۱ میں ان مفکرین
کے خیالات کا جائزہ لیا ہے۔

Marfat.com

ذکر اللہ

(قرآن پاک کی روشنی میں) — درمیانہ قلم سے نیچے لکھیں

ذکر سے ذاکر اپنے مذکور تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے بلکہ مذکور کے حکم کی پیروی میں خرید و فروخت، خورد و نوش، نشست و برخاست وغیرہ جملہ امور پر عملی عمل بھی ذکر میں داخل ہے۔ حدیث قدسی ہے:۔

فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بھا ورجلہ الذی یمشی بھا۔[1] (پس میں اسکی شنوائی ہوتا ہوں کہ وہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور اسکی بینائی ہوتا ہوں کہ وہ اس کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اور میں اس کا ہاتھ ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوتا ہوں کہ ان کے ساتھ چلتا ہے۔ یعنی وہ کسی عضو کو رضائے حق کے بغیر استعمال نہیں کرتا۔ اسی لئے اللہ کی رضا کا حصول اس کیلئے آسان ہو جاتا ہے۔)

پس ذکر کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) دل سے۔ (۲) زبان سے۔ (۳) دل اور زبان دونوں سے ایک ساتھ۔ اور (۴) اعضاء و جوارح سے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ رضائے الٰہی اور احکام الٰہی کو ہر طرح پیش نظر رکھا جائے تو پھر عمل ذکر بن جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران (۱۴)

سورۃ البقرۃ (۱۵۲) میں ارشاد ہے:۔ (۱) واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار (اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور صبح اور شام اسکی تسبیح کیا کرو۔ اسی سورۃ آل عمران (۱۹۱) میں اہل عقل کی پہچان بتائی گئی ہے۔

(۲) الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموٰت والارض، (وہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی

[1] رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ (۲۲۶۶) (۳۶)

Marfat.com

اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔)

سورۃ المائدۃ (۹۱) میں شیطان کی حرکتوں کے سلسلے میں ہے کہ:۔

(۳) انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ ج۔ (وعن الصلوٰۃ) (شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے)۔

(۴) سورۃ الاعراف (۵۵) میں ارشاد ہے:۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ط۔ (تم لوگ اپنے رب کو پکارتے رہو عاجزی سے اور چپکے چپکے)

(۵) سورۃ الانفال (۲) میں ارشاد ہے:۔ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون۔ ہ

ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔)

(۶) سورۃ الحجر (۳۴-۳۵) میں فرمایا ہے۔ وبشر المخبتین ہ الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم والصابرین علی ما اصابھم والمقیمی الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ہ۔

(اور آپ خشوع کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں جن کا حال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو افتاد ان پر پڑتی ہے اس کو برداشت کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھنے والے اور ہمارے دئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں)

Marfat.com

(۷)

سورۃ السجدۃ (۱۶-۱۷) میں فرمایا ہے: تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً ومما رزقنٰھم ینفقون ۰ فلا تعلم نفسٌ ما اخفی لھم من قرۃ اعین ۲ جزاءً بما کانوا یعملون۔ (انکی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے۔ وہ اپنے رب ﷻ کو پکارتے ہیں ڈر سے اور رحمت کی امید سے اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیا کیا سامان خزانہ غیب میں محفوظ ہے بدلہ اس کا جو کچھ وہ کرتے تھے،

(۸)

سورۃ الاحزاب ع۔ (۲۱) میں ارشاد ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا" (بے شک تم لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ یعنی ہر اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو۔

(۱۲۴-۱۲۶)

اور جو شخص جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کرے تو اس کا حشر سورۃ طٰہٰ (۱۲۴-۱۲۶) میں بیان فرمایا گیا ہے۔

(۹)

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ قال رب لم حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیرا ۰ قال کذالک اتتک ایاتنا فنسیتھا وکذالک الیوم تنسیٰ ۰ (اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا یعنی منہ پھیرا تو بے شک اس کیلئے زندگانی تنگ ہے۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائینگے۔ وہ کہیگا کہ اے رب مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا ہے میں تو انکھیارا تھا۔ فرمائیگا یوں ہی تیرے پاس

Marfat.com

(۱۵) سورۃ الاعراف کے آخر میں ارشاد ربانی ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ
مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

(اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری اور ڈر سے، اور بے آواز نکلے
زبان سے صبح اور شام، اور غافلوں میں نہ ہونا)

اس آیت میں آہستہ اور دل میں ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ
خفی ذکر کو اخلاص میں زیادہ دخل ہے اور حسنِ تفکّر کے زیادہ قریب ہے (نسفی)

Marfat.com

باب دوم

سلسلہ نقشبندیہ

[صوفیۂ کرام کے تمام سلاسل کی تعلیم کا محور یہی بات ہے کہ بندہ اپنے قلب کو ماسوی اللہ سے پاک کر کے اپنے خالق و منعم حقیقی کی محبت اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کرے — چونکہ ہمارا موضوع سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی علمی خدمات ہے لہٰذا ہم آئندہ صفحات میں سلسلہ مذکور کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں]

Marfat.com

ہماری آیتیں آئی تھیں، تو نے انہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تیری کوئی خبر نہ لیگا۔

اسی طرح بہت سی آیات موجود ہیں اور احادیث بھی بکثرت ہیں۔ چند یہاں عرض کی جاتی ہیں۔

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرتہ فی ملا خیر منھم وان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ (رواہ احمد والبخاری فی الادب والترمذی والنسائی وابن ماجہ وغیرھم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اور جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یذکر عن ربہ تبارک وتعالیٰ اذکرنی بعد العصر وبعد الفجر ساعۃ اکفک فیما بینھما۔ (اخرجہ احمد)[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لے۔ میں درمیانی حصے میں تیری کفایت کروں گا۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۰، سورۃ قٓ آیت ۳۹) بھی دیکھیے۔

[1] الترغیب، کتاب الذکر والدعا (۱) فضائل ذکر باب اول، فصل ثانی (۱) (۱۹)
[2] الدر المنثور ۶/۶۲۰ الجزء ۲۲

ایک حدیث اس طرح ہے۔

(۳) عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر مثل الحی والمیت۔ (متفق علیہ)[1] حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا انکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے)

ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے۔

(۴) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا وما رياض الجنة قال حلق الذكر۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ[2] کتاب الدعوات باب الذکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو خوب میوے کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا (یا رسول اللہ) جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے)۔

ایک حدیث اس طرح آئی ہے۔

(۵) عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول لکل شیء صیقلۃ وصیقلۃ القلوب ذکر اللہ۔ (بیہقی مشکوٰۃ[3]) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، فرماتے تھے ہر چیز کا صیقل (صفائی) ہے اور دلوں کا صیقل ذکر اللہ ہے۔

ایک حدیث میں ذکر اللہ کرنے والوں کے متعلق اس طرح ہے۔

(۶) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ما من قوم یقومون من مجلس

---

[1] مشکوٰۃ، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ (۲۲۶۳)
فضائل ذکر، باب اول، فصل ثانی (۵)
(۱۳)

[2] مشکوٰۃ، کتاب الدعوات (۲۲۶۶)

[3] مشکوٰۃ، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ (۲۲۸۶)

Marfat.com

پھر ذکر خفی کی فضیلت میں بھی حدیثیں آئی ہیں۔

امام احمد نے مسند میں، امام طبرانی نے کتاب الدعاء میں، امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن حبان، ابو یعلی، دیلمی، اسحاق، مسدد اور عبد بن حمید نے اپنی اپنی تصانیف میں مندرجہ ذیل حدیث کو روایت کیا ہے[۷]: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي، وَخَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِي۔ (عن سعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر رزق وہ ہے جو [illegible] کافی ہو اور سب سے بہتر ذکر خفی ہے۔

امام سیوطی نے جامع صغیر میں اس حدیث پر صحیح کی علامت تحریر کی ہے علاوہ ازیں بہت سے محدثین اور فقہاء نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کو ذکر کر کے اس سے استدلال کیا ہے اور خفی ذکر کو افضل اور اعلیٰ قرار دیا ہے۔ (جوہر و اختیار وغیرہ)

(۸) ذکرِ قلبی جو ذکرِ خفی کی ایک قسم ہے، اس کی فضیلت بھی حدیث میں مذکور ہے، چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں: اَلذِّكْرُ الَّذِي لَا تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ، يَزِيدُ عَلَى الذِّكْرِ الَّذِي تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِينَ ضِعْفًا۔ (جامع صغیر، للسیوطی) [۸]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ذکر جسکو حفظہ (اعمال لکھنے والے فرشتے) نہیں سنتے (یعنی ذکر خفی) اس ذکر پر جسکو حفظہ سنتے ہیں (یعنی ذکر جلی) ستر درجے فضیلت رکھتا ہے۔ (اس حدیث کا تتمہ بھی قابل مطالعہ ہے دیکھو فیض القدیر ۳/۵۷۰)

[illegible]

امام نسفی آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ کے تحت لکھتے ہیں عن الحسن جہن دعوۃ السر والعلانیۃ سبعون ضعفا

[۸] رواہ ابو یعلی والبیہقی والدیلمی وغیرہم (فیض القدیر للمناوی)

Marfat.com

لا یذکرون اللہ فیہ الا قاموا عن مثل جیفۃ حمار وکان علیہم حسرۃ (رواہ احمد وابو داؤد)[1]

= حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نے فرمایا کہ کوئی قوم کسی مجلس سے کھڑی نہیں ہوتی اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا ہو مگر یہ کہ مردار گدھے پر کھڑے ہوئے اور ان پر حسرت ہوگی۔ (یعنی جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا ہو وہ مجلس مردار گدھے کی مانند ہے اور جو لوگ وہاں سے اُٹھے گویا مردار کھا کر اٹھے)

پھر ذکر خفی کی فضیلت میں بھی حدیثیں ہیں۔ بیہقی کی ایک حدیث ہے۔

(۷) وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام الذکر الذی لا تسمعہ الحفظۃ یزید علی الذکر الذی تسمعہ الحفظۃ سبعین ضعفاً۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ذکر جس کو حفظہ (حفاظت کرنے والے فرشتے) نہیں سنتے (یعنی ذکر خفی) اس ذکر پر کہ جس کو حفظہ سنتے ہیں (یعنی ذکر جلی) ستر درجے فضیلت رکھتا ہے۔

(۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال اکثروا ذکر اللہ حتیٰ یقولوا مجنون۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں (رواہ احمد وغیرہ)[3] لیکن ان تمام فضائل کے باوجود ذکر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ رہبانیت اختیار کی جائے اور پوری طرح دنیا کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اور سخت عبادتوں کو ضروری سمجھ لیا جائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا[4] (اور تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے)

اور یہ بھی ارشاد ہے لا رہبانیۃ فی الاسلام[5] (اسلام میں ترک دنیا نہیں ہے)

---

[1] مشکوٰۃ، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ (۲۲۷۳)

[3] فضائل ذکر، باب اول فصل ثانی، حدیث نمبر ۱۵۔

[4] ریاض الصالحین، باب الاقتصاد فی الطاعۃ حدیث ۸۔

Marfat.com

تاہم ذاکر کسی درجے کا ہو اُسے اپنی ذات میں تواضع اور عاجزی کو ہمیشہ غالب رکھنا چاہیئے۔
کیونکہ صحیح ذاکر وہ ہے جو اپنے مذکور کی عظمت اور کمال کے آگے اپنے ذکر اور اپنی ذات کے نقائص کا
ادراک و استحضار ہمہ وقت کرتا ہو اور اگر نہیں کرتا۔ تو کرنا چاہیئے۔ حضرت سعدیؒ نے صحیح فرمایا ہے

بندہ ہمہ بہ کہ ز تقصیر خویش ۔ عذر بہ درگاہِ خدا آورد۔
ورنہ سزاوارِ خداوندیش ۔ کس نتواند کہ بجا آورد۔

اگر وہ ایسا نہ کریگا تو دنیا کی شہرت اسے شیطان کے جنگل میں پھنسا دیگی حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے
کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بحسب امرئ من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الّا
من عصمہ اللہ[1]۔ آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ اسکی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے کہ یہ
دین میں یا دنیا میں مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

دنیا میں شہرت بکثرت آفتوں اور فتنوں کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن دین کے معاملے میں شہرت
اچھی چیز نہیں، کیونکہ اس شہرت سے بھی نفس موٹا ہوتا ہے۔ جو صراط مستقیم سے ہٹا دیتا ہے
البتہ اگر کسی کی شہرت غیر اختیاری طور پر من جانب اللہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نفس
و شیطان کے غوائل سے محفوظ رکھے تو ایسے شخص کے حق میں شہرت مضر نہیں ہے بہر حال مذکورہ
بالا آیات اور احادیث کی موجودگی میں تزکیہ، تصفیہ اور ذکر و اذکار کیلئے مزید دلائل کی ضرورت
نہیں۔ لیکن یہاں بے محل نہ ہوگا اگر ہم کچھ ایسے اقوال کو نقل کریں جنہیں عموماً احادیث کا درجہ
دیا جاتا ہے۔

[1] مشکاۃ، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ (۵۳۲۶) فیض القدیر ۳/۱۹۶۔

Marfat.com

(۱)

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

ابن تیمیہ نے کہا کہ موضوع ہے اور امام نووی نے ان سے پہلے فرمایا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ ابو المظفر بن سمعانی نے قواطع میں کہا ہے کہ یہ مرفوعاً نہیں معروف ہے بلکہ یحیٰی بن معاذ رازی سے نقل کیا جاتا ہے یعنی ان کا قول ہے۔

ابن عرس نے نووی کا یہ قول نقل کرکے کہ "یہ ثابت نہیں ہے" کہا کہ صوفیہ کی کتابیں اس سے بھری ہوئی ہیں اور اس کو حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ محی الدین بن عربی وغیرہ اور کہا کہ ہم سے شیخ حجازی واعظ نے جو سیوطی کی جامع صغیر کے شارح ہیں، ذکر کیا کہ شیخ محی الدین بن عربی کا شمار حفاظ میں ہے۔ اور بعض اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ شیخ محی الدین نے لکھا کہ یہ حدیث اگرچہ روایت کے طریق سے ثابت نہیں ہے لیکن بطریق کشف ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ حافظ سیوطی نے ایک رسالہ اس کے متعلق لکھا ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے "القول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" ماوردی کی کتاب ادب الدین والدنیا میں روایت مذکور ہے عن عائشہ رضؓ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم "من اعرف الناس بربہ۔ قال اعرفھم بنفسہ" یعنی حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار کو پہچاننے والا کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ اپنی ذات کو پہچاننے والا ہو۔ (کشف الخفاء ۲/۳۴۳)

کشف الخفاء الجزء الثانی صفحہ ۲۶۲

ملا علی قاری فرماتے ہیں: فمعناہ ثابت (اس کے معنے ثابت ہیں (الاسرار ص ۲۳۸)

علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ میں اس کی شرح میں بڑے مفید اقوال بیان فرمائے ہیں۔ (الحاوی ۲/۴۵۱ تا ۴۵۵)

Marfat.com

(۲)

مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ فَكَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيدًا ۔

خطیب نے اس کو محمد بن داؤد اصبہانی کے ترجمہ (حالات) میں حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت سے کیا ہے جس میں "مات شہیدا" کی بجائے "فھو شہید" کا لفظ مذکور ہے۔

جعفر السلمی نے مصارع العشاق میں سوید سے روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "من عشق فظفر وعف فمات مات شہیدا" اور اس کو مرزبان نے ابوبکر ازرق عن سوید موقوفاً روایت کیا ہے اور کہا کہ ان کے شیخ نے اس کو مرفوعاً روایت کیا تھا اس پر عتاب کیا تو رفع کرنا چھوڑ دیا پھر اس کے بعد موقوفاً روایت کرنے لگے۔ اور یہ ان حدیثوں میں سے ہے کہ یحیٰی بن معین وغیرہ نے سوید پر نکیر کی ہے یہاں تک کہ حاکم نے اپنی تاریخ میں بیان کیا کہ کہا جاتا ہے کہ یحیٰی بن معین نے جب اس حدیث کو ذکر کیا تو کہا کہ اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سوید سے جنگ کرتا۔

امام سخاوی نے مقاصد میں تحریر کیا ہے کہ یہ اس میں متفرد نہیں ہے اسکو زبیر بن بکار نے مجاہد سے مرفوعاً بہ سند صحیح روایت کیا ہے۔ نیز ابن حزم نے احتجاج و استدلال کے طور پر ذکر کیا ہے چنانچہ اس شعر میں کہا ہے

فَإِنْ أَهْلِكْ هَوًى أَهْلِكْ شَهِيدًا ۔ وَإِنْ تُمْنَنْ لَقِيتُ قَرِيرَ عَيْنِ

رَوَى هٰذَا لَنَا قَوْمٌ ثِقَاتٌ ۔ نَأَوْا بِالصِّدْقِ عَنْ كَذِبٍ وَمَيْنِ

اور اس کے مثل باجی اور ابوالقاسم قشیری وغیرہ کے منظومات ذکر کئے۔

منجملہ ان کے ابن الربیع کا یہ قول ہے۔

Marfat.com

تَعَفَّفْ اِذَا مَا تَخْلُ بِالْخِلِّ عَالِمًا۔ بِكَوْنِ اِلٰهِیْ نَاظِرًا وَشَهِیْدًا۔
فَفِیْ خَبَرِ الْمُخْتَارِ مَنْ عَفَّ كَاتِمًا۔ هَوَاهُ اِذَا مَا مَاتَ مَاتَ شَهِیْدًا۔

سیوطی کی امام

دُرر میں مذکور ہے کہ حدیث من عشق فعف فکتم فمات فھو شھید۔
یہ کئی طرق سے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور خطیب
نے تاریخ بغداد میں ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دیلمی نے
بلا سند ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ العشق من غیر ریبۃ کفارۃ الذنوب
بعض نے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ من عشق فعف فکتم فصبر فمات
فھو شھید اور بیہقی نے اسکو مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اپنے

(کشف الخفاء جلد ۲ ص ۳۴۵ و ۳۴۶)

~~(مزید تحقیق کیلئے دیکھو ... التذکرۃ للزرکشی ص ۱۸۰)~~

علامہ ابن تیمیہ نے اپنے ایک فتویٰ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ دیکھو
روضۃ المحبین لابن قیم ص ۱۳۸۔

Marfat.com

(۳۹)

موتوا قبل ان تموتوا

حافظ ابن حجر رح نے کہا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے اور ملی القاری نے کہا کہ یہ صوفیہ کا کلام ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ شہوت کو چھوڑ کر اختیاری موت مرجاؤ قبل اس کے کہ حقیقی موت کے ذریعے اضطراری موت مرو۔ (کشف الخفاء ۲/۳۸۴)

شہوات

کشف الخفا جلد (۲) صفحہ (۲۹۱)

(الاسرار المرفوعہ لمدلا علی القاری ص ۲۴۶)

Marfat.com

(۲) کان اللہ ولا شیٔ معہ وھو الآن کمان

ابن حبان، حاکم اور ابن شیبۃ نے بریدہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کان اللہ ولا شیٔ معہ۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ولا شیٔ غیرہ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں ولم یکن شیٔ قبلہ۔ ملا علی القاری نے فرمایا ہے کہ "حدیث تو ثابت ہے لیکن اس میں وھو الآن علی ما علیہ" کے الفاظ کی زیادتی صوفیہ کے کلام میں سے ہے۔ اور شبہ یہ ہوتا ہے کہ یہ وجودیہ کا افتراء ہو جو عینیت کے قائل ہیں۔ ابن تیمیہ اور حافظ عسقلانی نے آخری جملہ کے موضوع ہونے پر صراحت کی ہے۔ اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو اسکی تاویل یہ ہوگی۔ کہ موجودات کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ میں ذات کمال اور صفات جلال کے اعتبار سے کوئی تغیر نہیں ہوا۔ انتھی ملخصاً[1]۔ لیکن نجم نے کہا کہ ابن عربی نے فتوحات میں ذکر کیا کہ یہ خبر میں مدرج ہے (مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں راوی اپنا کلام اضافہ کر دے۔) اور اس کے الفاظ بریدہ سے جو منقول ہیں وہ یہ ہیں کہ دخل قوم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقالوا جئنا نسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونتفقہ فی الدین ونسألہ عن بدء ھذا الامر۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اللہ ولا شیٔ غیرہ الخ۔ اور اسکو امام احمد بخاری اور ترمذی وغیرہ نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ "قال رسول اللہ اخبرنا عن اول ھذا الامر کیف کان قال کان اللہ قبل کل شیٔ وکان عرشہ علی الماء الخ۔ (کشف الخفاء ۲/۱۷۱)

کشف الخفاء ج (۲) ص ۱۳۰)۔

[1] الاسرار المرفوعہ ص ۱۷۲

Marfat.com

(۵) "کنت کنزاً لا اُعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقاً فعرفتهم بی فعرفونی"

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں فتعرفت الیھم فبی عرفونی۔ ابن تیمیہؒ نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ صلی علیہ وسلم کے کلام میں سے نہیں ہے۔ اور نہ اس کی سند صحیح یا ضعیف معلوم ہے زرکشی نے تذکرہ میں اور حافظ ابن حجر نے لآلی میں اور سیوطیؒ وغیرہ نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں اور یہ مستفاد ہے اس آیت قرآنی سے کہ "ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی تاکہ وہ مجھے پہچان لیں جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ نے تفسیر بیان کی ہے۔ اس حدیث کے یہ الفاظ مشہور اور زبان زد ہیں کہ "کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت خلقاً فبی عرفونی"۔ اور یہ صوفیہ کے کلام میں اکثر آتا ہے جس پر ان لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔ اور اسی بنا پر انہوں نے اپنے اصول وضع کئے ہیں۔ (کشف الخفاء ۲/۱۷۳)

~~کشف الخفا ج (۲) ص (۱۳۲)~~

~~۱۷۹~~ ۱۷۹ له الاسرار المرفوعہ، لملا علی القاری ص

Marfat.com

(۶) **اذا صدقت المحبۃ سقطت شروط الادب**

سخاوی[1] نے کہا ہے کہ یہ مبرد کے کلام میں سے ہے۔ لیکن اس لفظ کے ساتھ کہ "اذا صحت المودۃ سقط التکلف والتعمل" اس کو خطابی نے ذکر کیا ہے اور اس کو رسالہ قشیریہ میں حضرت جنید کی طرف ان الفاظ میں منسوب کیا ہے سقطت شروط الادب اور بعض نے کہا ہے کہ "سقط الادب"[2] اور ابو عثمان حیری نے کہا ہے کہ "اذا صحت المحبۃ تاکدت علی المحب ملازمۃ الادب" نجم غزی نے منبر التوحید میں اس کی تطبیق کی کوشش کی ہے۔ اور مشہور اور زبان زد یہ الفاظ ہیں "اذا وجدت الالفۃ سقطت الکلفۃ۔ (جب الفت پائی جاتی ہے تو تکلف ختم ہو جاتا ہے)

کشف الخفاء ج (۱) ص (۹۱) (کشف الخفاء ۱/۹۶)

قشیریہ

ادبھا

جیزی

[1] المقاصد ص ۸۷۔ [2] الاسرار ص ۵۶۔

~~[3] الاسرار ص ۵۶۔~~

Marfat.com

(۷) تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ۔

ایک روایت کے لفظ سِتِّيْنَ سَنَةً ہیں۔

ملا فاکہانی نے فِكْرُ سَاعَةٍ کے لفظ ذکر کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے۔

امام سیوطی نے جامع صغیر میں لکھا ہے: ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے: فِكْرَةُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً اور پھر اس کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن موضوع نہیں۔

علامہ مناوی نے فیض القدیر میں علامہ سیوطی کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی تخریج میں اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

علامہ عجلونی نے کشف الخفا میں لکھا ہے کہ یہی الفاظ حضرت ابن عباس اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

تنبیہ: محدثین رحمہم اللہ کی تنقید کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات بلا سند صحیح منسوب نہ ہو۔ رہا یہ معاملہ کہ حقیقت میں یہ بات صحیح ہے یا نہیں یہ الگ مسئلہ ہے۔ اسی لئے بعض جگہ محدثین وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ الفاظ ثابت نہیں لیکن معنے صحیح ہیں۔

مذکورہ بالا روایت میں ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر بیان کیا گیا ہے، یہ تو صحیح سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ہاں یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کر کے خالق کائنات کی معرفت اور اسکے افعال و کمالات کا مشاہدہ کرنا عبادت ہے، قرآن پاک میں جابجا اس کی دعوت دی گئی ہے سورۂ آل عمران کے آخر میں صاحب بصیرت لوگوں کے اوصاف کا ذکر ان الفاظ میں ہے: الذين يذكرون الله قيامًا وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموٰت والارض الاية سورۂ سبا کے آخر میں ہے: ثُمَّ تتفكروا ما بصاحبكم من جنة الاية غرضیکہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات میں بڑے زوردار انداز میں دعوتِ تفکر دی گئی ہے۔ اسی طرح کئی حدیثوں میں یہ دعوت موجود ہے اور صحابہ کا عمل بھی اس پر شاہد ہے۔ امام طبرانی نے اوسط میں اور امام بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے: تَفَكَّرُوا فِي آلَاءِ اللهِ وَلَا تتفكروا في الله (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرو لیکن اللہ کی ذات میں فکر نہ کرو) حضرت عبداللہ بن سلام، ابوہریرہ، ابن عباس اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی حدیثیں مروی ہیں[1]۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے کئی اقوال تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر اور الدر المنثور میں سورۂ آل عمران کی مذکورہ آیت کے تحت درج ہیں۔

---

[1] وكفى التذكرة للزركشي ص ۱۳۲۔ مجمع الزوائد ۱/۸۱۔ تفسیر ابن کثیر ۲/۲۵۹ و ۳۸۵۔ المقاصد الحسنہ ص ۲۶۰۔ الجامع الصغیر حدیث رقم ۳۳۲۸۔ الاسرار المرفوعہ ص ۹۷۔ تنزیہ الشریعۃ ۱/۳۰۵۔ الدر المنثور ۱/۴۰۸۔ ۴۱۰۔ کشف الخفا ۱/۳۷۰۔ الغماز للسمہودی ص ۸۲۔

Marfat.com

لہ الاسرار المرفوعہ لملا علی القاری ص ۹۷

(۷) **تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ**

اور ایک لفظ میں ہے ستین سنۃ" فاکہانی نے اس کو ذکر کیا ہے اس کے الفاظ ہیں

"تفکر ساعۃ" اور کہا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے[لہ] اور اس کو جامع صغیر میں ذکر کیا ہے جس

کے الفاظ ہیں فکرۃ ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ * (ایک ساعت کا غور ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے)

کشف الخفاء ۔ ج (۱) ص (۳۱۰)

(۸) **حب الدنیا رأس کل خطیئۃ**

بیہقی نے اس کو شعب الایمان میں اسناد حسن کے ساتھ حسن بصری رح سے مرسلاً مرفوع کرتے

ہوئے ذکر کیا ہے۔ دیلمی نے اس کو فردوس میں نقل کیا ہے اور ان کے بیٹے نے بلا سند حضرت علی رض

سے مرفوعاً نقل کیا ہے ابن عرس نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے نیز بیہقی نے اسکو زہد میں نقل کیا ہے

اور ابو نعیم نے اس کو حضرت عیسیٰ بن مریم کا قول نقل کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان میں اس کو مالک بن دینار کا قول کہا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ

مصر میں سعید بن مسعود کا قول کہا ہے۔ اور ابن تیمیہ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ یہ جندب بجلی کا

قول ہے۔ تاریخ ابن عساکر میں سعید بن مسعود الصدفی تابعی سے یہ الفاظ نقل کئے

ہیں۔ "حب الدنیا رأس الخطایا۔" (کشف الخفاء ۲/۴۱۲)

کشف الخفاء جلد (۱) ص (۳۴۴)

Marfat.com

صفحہ ۴۲ کے نیچے متن میں (۸) کے تحت

ابن تیمیہ اور بعض حضرات جو اس حدیث پر موضوع کا حکم لگاتے ہیں۔ علماء نے کئی طریقوں سے ان کا رد کیا ہے۔ ~~اس بارے میں ابن المدینی کا قول بھی قابل ذکر ہے وہ کہتے ہیں: حسن بصری کی مرسلات صحیح~~ علامہ سخاوی لکھتے ہیں: ابن المدینی کا قول ہے کہ حسن بصری کی مرسلات صحیح کا درجہ رکھتی ہیں جبکہ ان سے روایت کرنے والے ثقہ ہوں۔ ابو زرعہ کہتے ہیں: ہر چیز جکو حسن یہ کہہ کر بیان کریں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میں نے اسکی اصل کو ثابت پایا ہے سوائے چار حدیثوں کے۔

ملا علی قاری تحریر کرتے ہیں: جو لوگ اس حدیث کے موضوع ہونے کے قائل ہیں انہوں نے اسکی سند کی صراحت نہیں کی اور سندیں مختلف ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں جمہور کے نزدیک مرسل حدیث حجت ہے۔

ابن قیم نے عدۃ الصابرین میں مع سند اس کو عبداللہ بن امام احمد اور امام احمد کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں امام بیہقی نے بھی کتاب الزہد میں اپنی سند کے ساتھ اسکو حضرت مسیح کا قول روایت کیا ہے۔

ترغیب اور مشکاۃ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (آخر حدیث تک) اسکو رزین نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ بہت سی اور احادیث موجود ہیں جن میں اس حدیث کے مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ محدثین کی کتابوں میں زہد کے بیان میں جو روایات پائی جاتی ہیں ان کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

(۹) رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر۔ قالوا وما الجهاد الاكبر قال جهاد القلب۔

حافظ ابن حجرؒ نے تسدید القوس میں کہا ہے کہ یہ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے حالانکہ یہ ابراہیم بن عیلہ کا قول ہے۔ میں (یعنی ملا علی قاریؒ مصنف کشف الخفاء) کہتا ہوں کہ یہ حدیث احیاء العلوم میں ہے۔ عراقی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ بیہقی نے اس کو سند ضعیف کے ساتھ حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت جابرؓ سے جو نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قدم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من غزاۃ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام قدمتم خیر مقدم و قدمتم من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر قالوا وما الجهاد الاكبر قال مجاهدة العبد هواه انتهى

اور لوگوں میں جو مشہور ہے تو وہ صرف اتنا ہی ہے کہ "رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر"

(کشف الخفاء ج ۱ ص ۴۲۴ / ۱/ ۵۱۱)

(۱۰) الفقر فخری وبہ افتخر۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس کو باطل موضوع کہا ہے۔ ابن تیمیہؒ نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے اور اسکی سند ضعیف ہے۔ اور معروف یہ ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کا کلام ہے

کشف الخفاء ج ۲ ص ۱۱۳/۲ / المقاصد الحسنۃ ص ۴۸۰)

(نوٹ) کشف الخفا و مزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس"۔ مصنفہ محدث شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی المتوفی سنہ ۱۱۶۲ھ سے ترجمہ کیا ہے

اور چند دوسری کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور ان کے حوالے اپنے اپنے مقام پر درج کر دیئے ہیں

لہ الاسرار المرفوعہ - لملا علی القاری ص ۱۲۷ مطبوعہ بیروت -

Marfat.com

۱؎ سورۂ حدید (۴)

۲؎ سورۂ ق (۱۶)

۳؎ سورۂ نساء (۸۰)

غرض کہ مذکورہ بالا مباحث کا خلاصہ اس طرح ہو سکتا ہے:-

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے خالق اور مخلوق میں رابطہ پیدا کیا کرایا اور غیر اللہ کی اطاعت سے روکنے کی کوشش کی اسی رابطے کو ہم Mysticism یا باطنیت کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جس طرح حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دین مکمل نہیں ہوا تھا یہ رابطہ بھی مکمل نہیں تھا کیونکہ اس رابطے کا تقاضا یہ ہے کہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھا جائے۔ اور اسکی اطاعت ہی کو زندگی کا مقصد گردانا جائے۔ کیونکہ وہی ایسی ذات ہے کہ "ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم۔ الحدید (۳) (وہی اول و آخر ہے وہی ظاہر و باطن ہے اور وہی تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے۔ وھو معکم این ما کنتم ۱؎ (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو) الا انہ بکل شیٔ محیط۔ (حم سجدۃ ۵۴) (موجود ہے تمام کائنات کے ہر ذرے (آگاہ ہو جاؤ کہ وہی تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے) نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ۲؎ (ہم تو اس کی طرف اسکی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا رابطہ اور اسکی محبت کیلئے واحد شرط حضور کی پیروی ہے ارشاد ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (آل عمران ۳۱) آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا اور اللہ تعالیٰ مغفرت فرمانے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور یہی پیروی اللہ کی اطاعت ہے اور اس کا صحیح رابطہ ہے سورۃ النساء (۸۰) میں اسی پیروی کیلئے تاکید ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا ۳؎ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا (یعنی آپ کی اطاعت سے اعراض کیا) تو ہم نے آپ کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

Marfat.com

باب دوم
سلسلہ نقشبندیہ

نقشبندیہ طریقے کے متعلق صاحب حضرات القدس[1] تحریر فرماتے ہیں :-

یہ طریقہ دراصل حضرت صدیق اکبرؓ کا طریقہ ہے۔ کیونکہ آپ کا کمالِ نسبتِ جبّی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے اور آپ اسی راستے سے فیض حاصل کرتے تھے چنانچہ یہ بات اہل تحقیق کے نزدیک مسلم ہے اور صاحب رشحات[2] نے ہمارے خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم جو حضرت صدیق اکبر رضؓ سے منسوب ہے وہ اسی نسبت جبّی کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ اس طریقہ میں نسبت جبّی کی نگہداشت ہے۔ اسی نسبت اور اسکی کیفیات کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مبدء و معاد کے شروع میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"ماہ ربیع الثانی ۱۰۰۰ھ کے آخری دنوں میں یہ فقیر ایک بزرگ (حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں شرف اندوز ہوا۔ وہ اس خاندان عالیہ (نقشبندیہ) کے خلیفہ تھے اور ان بزرگوں کے طریقے کو حاصل کر کے اسی سال نصف ماہ رجب میں اس فقیر کو (نقشبندی سلسلے کے) حضور (قلب) کی سعادت نصیب ہوئی"

---

① دفتر اول (سیالکوٹ سنہ ۱۴۰۱) صفحہ ۲۹۰

② شیخ علی بن حسین الواعظ کاشفی ہروی کی رشحات عین الحیات ترکیہ سنہ ۱۳۰۷ھ صفحہ ۱۰۷ میں یہ تفصیل ہے۔

Marfat.com

اس مقام پر آغاز میں انجام کی جلوہ فرمائی۔ (اندراج نہایت در بدایت) کا منظر پیش ہوتا ہے۔ ان بزرگ (خواجہ صاحب) نے فرمایا کہ نقشبندی نسبت دراصل اسی حضور (قلب) کا نام ہے اور پورے دس سال اور چند ماہ کے بعد ماہ ذیقعدہ کے نصف اول میں وہ انتہا (نہایت) جو ابتدا (بدایت) ہی میں بے شمار ابتداؤں اور درمیانی درجوں کے بے شمار پردوں کے پیچھے سے جلوہ گر ہوئی تھی۔ نقاب چاک کر کے عیاناً جلوہ گر ہوگئی اور یہ یقین حاصل ہوگیا کہ آغاز (بدایت) میں جو تجلی نظر آئی تھی وہ اسی اسم کی صورت تھی اور وہ اسی پیکر کی پرچھائیں تھی۔ اور اسی اسم کا مسمّیٰ کا ایک اسم تھا۔ اور دونوں (یعنی بدایت و نہایت) میں بہت بڑا فرق ہے جس کی حقیقت اسی مقام پر پہنچکر منکشف ہوئی۔ اور معاملے کا راز یہاں پہنچ کر ہی ظاہر ہوا۔ (۱)

پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مختلف مواقع پر اس سلسلہ عالیہ کی سب سے بڑی خصوصیت یعنی شریعت کی غلامی اور پیروی پر زور دیا ہے۔ ایک موقع پر فرماتے ہیں۔ نجات کا طریق اور (عذاب الٰہی) سے خلاصی کا راستہ، اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کی متابعت ہے استاد اور پیر کو اس لئے پکڑتے ہیں کہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں۔ اور انکی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہو۔ نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو چاہیں کھائیں پیر اُن کیلئے ڈھال بن جائیں گے (یہ جگہ خالی نہ چھوڑیں عبارت مسلسل ہے)

(۱) مزید تفصیل کیلئے دیکھیں مکتوبات شریفہ ۱/ ۲۹۰

Marfat.com

اور عذاب سے بچالیں گے۔ کیونکہ ایسا خیال ایک نکمی اور بے کار آرزو ہے وہاں (حشر میں) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکیگا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اسکی شفاعت پیش کریگا۔ اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے جبکہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے۔ شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہوگا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہوسکیگا۔ ① ایک موقع پر شریعت کی جامعیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں :۔ ..... حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمال کے طور پر تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے جامع اور ان کمالات کا مظہر ہیں۔ وہ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی ہے ان تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ (عمدہ حصہ) ہے جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی ہیں۔ اور وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے تمام گذشتہ شریعتوں کا خلاصہ (عمدہ حصہ) ہے اور وہ اعمال جو اس شریعت حقہ کے موافق ہیں سب سابقہ شریعتوں کے اعمال بلکہ فرشتوں کے اعمال سے بھی منتخب ہیں۔ کیونکہ بعض فرشتوں کو رکوع کا حکم ہے اور بعض کو سجدے کا اور بعض کو قیام کا اور ایسا ہی گذشتہ امتوں میں سے بعض کو صبح کی نماز کا حکم تھا اور بعض کو دوسری نمازوں کا۔ اس شریعت میں گذشتہ امتوں اور مقرب فرشتوں کے اعمال کا خلاصہ و زبدہ (خالص اور عمدہ حصہ) انتخاب کرکے انکے بجالانے کا حکم ہے

① دفتر سوم۔ مکتوب نمبر (۴۱)

Marfat.com

پس اس شریعت کو سچا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا درحقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق تصدیق کرنا اور ان کے موافق عمل کرنا ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اس شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہوں گے۔ اور اسی طرح اس شریعت کو جھٹلانا اور ان (جھٹلانے والوں) کے موافق عمل کرنا۔ اسی طرح تمام سابقہ شریعتوں کو جھٹلانا اور ان (جھٹلانے والوں) کے موافق عمل کرنا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا تمام اسمائی و صفاتی کمالات کا انکار کرنا ہے۔ اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق ان سب کی تصدیق ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور اس شریعت کے منکر تمام امتوں سے بدتر ہوں گے۔ الاعراب اشد کفرا ونفاقا (سورۃ التوبہ ۹۷) (اعرابی کفر و نفاق میں بہت سخت ہیں) پس اسی کی طرف اشارہ ہے محمد عربی ﷺ کا آبروئے ہر دو سرا ست ۔۔

کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او۔ (۱)

ایک اور مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے شریعت کے تین اجزا بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد ہے۔

"شریعت کے تین جزو ہیں۔ (۱) علم (۲) عمل اور (۳) اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوگئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے

(۱) دفتر اول - مکتوب ۷۹ -

Marfat.com

ورضوان مِّنَ اللّٰہِ اکبر۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے۔) پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔ اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا۔ جس کے حاصل کرنے کیلئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔ اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے، نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد سے نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں۔ جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گذر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہیئے جو مقام جذبہ و سلوک کی نہایت ہے۔ کیونکہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقام رضا کے حاصل کرنے کیلئے لازمی ضروری ہے۔ (۱) اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ: اس سیر و سلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔ جو آفاقی و انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے۔ اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں۔ (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص۔ پس طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں۔ (۲)

(۱) دفتر اول۔ مکتوب (۲۶) اسی طرح دفتر اول کے مکتوب نمبر ۴۸ میں فرمایا ہے کہ کل قیامت کے روز شریعت کے بارے میں پوچھیں گے اور تصوف کے بارے میں کچھ نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام کیا لانے پر منحصر ہے۔

(۲) دفتر اول مکتوب ۴۰)

Marfat.com

صفحہ ۵۰

۲۔ حدیث کی مشہور کتابوں میں یہ الفاظ بندہ کو نہیں مل سکے، ہاں اس کے ہم معنی احادیث پائی جاتی ہیں، طبرانی کی ایک حدیث میں ہے:
طَهِّرُوا هٰذِهِ الأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللهُ الحدیث (مجمع الزوائد ۱/۲۲۶)
ایک اور حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ
إن الخصلة الصالحة تكون في الرجل يصلح الله بها عمله كله، وطهور الرجل لصلاته يكفر الله بطهوره ذنوبه وتبقى صلاته له نافلة - رواه ابو يعلى والطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد ۱/۲۲۵) (الجامع الصغیر، رقم ۱۹۶۵)
(ناشر)

(الجامع الصغیر، رقم ۵۳۷۸)
(المتجر الرابح ص ۱۲۲)

Marfat.com

خصوصیات خواجہ نقشبند اور سلسلہ نقشبندیہ

حضرت خواجۂ خواجگان سید بہاء الدین نقشبندی بخاری قدس سرہٗ (سنہ ۷۱۸ھ تا سنہ ۷۹۱ھ) کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا (سنہ ۷۳۹ھ تا سنہ ۸۲۲) نے رسالہ قدسیہ میں اپنے شیخ کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ اور ان کے حواشی و تعلیقات خود لکھے ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے یہ فرمودات ایک صحیح مسلمان اور ایک کامل صوفی کی تعریف میں ہیں۔

مسلمانی و انقیادِ احکام و رعایت تقویٰ و عمل بعزیمت و دور بودن از رخصتہا، بقدر قوت، ہمہ نور و صفا و رحمت است و واسطۂ وصول بہ درجات ولایت است۔ بہ منازل و مقامات شریفہ اولیاء اللہ از پرورش ایں صفات می رسند۔ (۱)

ذکر کے متعلق حضرت شیخ رح کے یہ فرمودات آتے ہیں۔

حدیث اجمعوا وضوءکم جمع اللہ سبحانہ شملکم۔ اشارت است بہ آں کہ وضوء باطن را با وضوء ظاہر جمع کنید تا استقامت باطن بہ حاصل آید و استقامت باطن آنست کہ در جنب کلمۂ توحید، ہمہ تعلقات روحانی و جسمانی منتفی گردد و نفی ایں ہمہ تعلقات استقامت احوال است و دلیل بر استقامت احوال و استقامت افعال است کہ امتثال امر و نہی خداوندی است و تعظیم فرمانہائے حضرت اجل ذکرہ و جز بہ استقامت افعال استقامت احوال معلوم نمے گردد۔

(۱) رسالہ قدسیہ راولپنڈی سنہ ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۲۳ عزیمت کیلئے حضرت مجدد کے مکتوبات ۱/۷۳ ۲۲۱ وغیرہ میں بھی ترجیح ہے۔

Marfat.com

روندہ راہ را ہر آئینہ روش و کوشش می باید تا کار او بجائے رسد روش یعنی رعایت ادب با اہل اللہ و کوشش یعنی سعی نمودن در کارہائے حق سبحانہ و عمل کردن بآنچہ از و معلوم شدہ است ہر چہ ما گویم از لوازم است کہ بآن عمل ما کنیم۔ لم تقولون ما لا تفعلون (۱)۔ کار مشکل است فاذکرونی اذکرکم (۲) ذکرِ حق سبحانہ و تعالیٰ بتوفیق یاد کردن است بر آں مراتب کہ مذکور است ہر چہ دیدہ شدہ و دانستہ شد ہمہ غیر است۔ و جواب است بر حقیقت کلیہ لا۔ آں را نفی باید کردن و نفی کردنِ خاطر کہ شرط اعظم سلوک است بے تعرفِ عدم در وجودِ سالک کہ آں تعرف عدم اثر و نتیجہ جذبہ الٰہی است۔ بہ کمال میسر نہ گردد۔ (۳)

---

(۱) سورۃ صف (۲)

(۲) سورۃ البقرۃ ۔۔۔ (۱۵۲)

(۳) رسالہ قدسیہ، صفحہ ۱۴۲ ۔ ۱۴۳۔ اس عبارت کے بعد وقوف قلبی اور ذکر قلبی کی خوب وضاحت ہے۔ حضرت بہاالدین نقشبندی بخاری قدہ کس سرہٗ کے ملفوظات ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۹ء میں شائع کئے تھے۔

Marfat.com

آگے چل کر خواجہ محمد پارسا لکھتے ہیں۔

و مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم از جملہ اذکار ذکر لا الٰہ الا اللہ را اختیار کردہ اند و حدیث نبوی چنین وارد ست افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ و صورت این کلمہ مرکب است از نفی و اثبات و بہ حقیقت راہ حضرت حق سبحانہ تواند برد حجب روندگان نیستی نسیان است و حقیقت حجاب انتقاش صور کونیہ است در دل۔ و در این انتقاش نفی حق و اثبات غیر است و بحکم المعالجۃ بالاضداد در کلمہ توحید نفی ماسوائے حق و اثبات حق سبحانہ و تعالیٰ است و خلاص از شرک خفی جز بہ مداومت و ملازمت بر معنی این کلمہ حاصل نمی شاید۔ پس ذاکر باید کہ در طرف نفی وجود جمیع محدثات را بنظر فنا و نابودی خواستن مطالعہ می کند و معنی ذکر می اندیشد و نفی خواطر می کند و در طرف اثبات وجود قدیم حضرت عزت را جل ذکرہ بنظر لقا و مقصودی و مطلوبی و محبوبی مشاہدہ می نماید و در ہر ذکر بے بطول و آخر حاضر ہے شود باشد و ہر چیزے کہ دل را بدو پیوندے می بیند بہ نفی آن پیوند را باطل می کند و باثبات محبت حق را تا تمام مقام آن محبت می گرداند تا بتدریج دل از جملہ محبوبات و مألوفات فارغ شود و ہستی ذاکر در نور ذکر مضمحل گردد۔ و علائق و عوائق وجود بشریت از و برخیزد۔ و گفتہ اند باز داشتن نفس در وقت ذکر سبب ظہور آثار لطیفہ است و مفید شرح صدر و اطمینان دل و یاری دہندہ است در نفی خواطر و عادت کردن باز داشت

Marfat.com

نفس سبب وجدانِ حلاوت عظیمہ است در ذکر و واسطۂ بسیارے از فوائدِ دیگر و حضرت خواجہ ماقدس سرہٗ در ذکر باز داشتنِ نفس را لازم نمے شمردند چنانچہ عدد را لازم نمے شمردند امّا رعایت وقوف قلبی را مہم مے داشتند۔ ولازم مے شمردند۔ خلاصہ آنچہ مقصود است از ذکر در وقوفِ قلبی است و بواسطۂ مطالعۂ جمیع مکوّنات بنظرِ فنا و مشاہدۂ وجود قدیم حق سبحانہٗ و تعالیٰ بنظرِ بقا و بملازمت بدین معنی صورتِ حقیقتِ توحید در دلِ ذاکر قرار گیرد۔ و چشمِ بصیرتِ وے کشادہ گردد تا او را میانِ شرع و عقل و توحید ہیچ تناقض نہ نماید و دریں مقام ذکر صفت لازم دل گردد۔ و بعد ازاں بجائے رسد۔ کہ حقیقت ذکر با جوہرِ دل یکے شود و ہیچ اندیشۂ غیر حق سبحانہٗ نہ ماند و ذاکر در ذکر و ذکر در ذاکر فانی گردد و چون بارگاہ دل از زحمتِ اغیار خالی گردد و بحکم لا یسعنی ارضی و سمائی و یسعنی قلب عبدی المومن (الحدیث) جمال سلطان الازلی تجلی نماید بر حکم وعدۂ ذکر کم مجرد از لباسِ حرف و صوت و خاصیتِ کل شیٔ ہالک الا وجہہٗ عیاں آشکارا گردد۔ ذکر روح با ذاکر بے روح و وجود او در بحر نامتناہی ذکر کم مستغرق و مستہلک گردد۔ ①

---

① رسالہ قدسیہ ص ۱۴۹ - ۱۵۱ - "خدا کے سوا کسی اور کا گذر دل پر نہ رہے یہ ایسا مضمون ہے جو دوسرے بزرگوں کے یہاں بھی ملتا ہے حضرت مجدد الفثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب (۱/۵۶) میں لکھتے ہیں جو کچھ ہم پر اور آپ پر لازم ہے وہ ماسوائے حق کی گرفتاری سے دل کا سلامت رکھنا ہے اور یہ سلامتی اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا گذر دل پر نہ رہے اگر بالفرض ہزار سال تک زندہ رہیں پھر بھی اس سینہ کے باعث جو دل کو ماسوائے حق سے حاصل ہوا ہے دل پر غیر کا گذر نہ ہو سکے کار ایں است و غیر ایں ہمہ ہیچ ۔

Marfat.com

اسکے بعد حضرت خواجہ محمد پارسا نے نقشبندیہ سلسلے کی اختیار کردہ اصطلاحات یاد کرد
بازگشت نگہداشت اور یادداشت کی تشریح فرمائی ہے اور ذکر کے مقامات
کی توضیح بھی فرمادی ہے مقصود از ذکر لسانی وقلبی ۔ ونگہداشت کہ مراقبۂ خواطر
است یادداشت است کہ مشاہدہ است وفانی شدن و ذکر خفیہ آنست علی الحقیقۃ
وذکر لسانی وقلبی بمنزلہ تعلم الف وبا است تا ملکہ خوانائی اورا حاصل آید ۔
واگر معلم حاذق بود ودر طالب صادق استعداد آں بیند شاید کہ در قدم اول
اورا خوانندہ گرداند وبمرتبہ یادداشت رساند۔ بے زحمت تعلم الف وبا امّا
اغلب طالباں آنانند کہ ایشاں را بریادداشت دلالت کردن پیش از ذکر
لسانی وذکر قلبی بمنزلہ آں است کہ یکے پرو بال نہ دارد اورا تکلیف کنند و مے گویند
کہ بپر و بر بام برآئی ۔ وگفتہ اند۔ حقیقۃ الذکر عبارۃ عن تجلیۃ
سبحانہ لذاتہ بذاتہ من حیث الاسم المتکلم اظہاراً للصفات الکمالیہ
ووصفاً بالنعوت الجمالیہ والجلالیۃ وذکر بے شرکِ خفی اکنون دست دہد
وبترکلمۂ شہادت لا الٰہ الا ھو۔ اکنون آشکار گردد ۔
تا زخود بشنود نہ از من ولو ۔
لمن الملک الواحد القہار ۔
روح در بدایت فطرت اگرچہ حق سبحانہ را بے یگانگی دانست امّا بے یگانگی نہ
شناخت زیرا کہ شناختن از شہود خیزد ۔ وشہود از وجود درست نیاید

Marfat.com

زیرا کہ شہود ضد وجود است چوں وجود روح پدید آمد عین وجود او را دوگانگی ثابت کردو شرح این اطناب دارد۔ ومقصود آن است کہ اشارت شود بہ چیزے از معنی آنچہ حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ فرمودہ اند در معنی اذکر کم۔ ذکر حق سبحانہٗ بندہ را توفیق یاد کرد است بر آں مراتب کہ مذکور راست۔ یعنی ذکر بہ زبان و ذکر دل و ذکر روح و ذکر سر۔ و ذکر خفی دل واسطہ دو عالم جسمانی و روحانی است۔ و روح واسطہ دو عالم دل و سر است۔ و سر نزد طائفہ از اہل اللہ برتر از مرتبہ روح و قلب است و نزد طائفہ ای برتر از مرتبہ قلب و فوق تر از مرتبہ روح است۔ و تحقیق سر عین روح و دل است در نہایت مقام و ہر یک چوں روح و دل در نہایت مقام خود متجلی گردند بوصف غریب و آں صفت غریب تر باشد بنسبت کسی کہ بآں نہایت دل و روح کہ ذکر کردہ شد نہ رسیدہ است۔ و خفی روحیست خاص حضرتے کہ خالق حضرت را دہند کہ وایدھم بروح منہ تا واسطہ گردد میان عالم صفات خداوندی و میان سر تا بواسطہ او راہ یابند بہ عالم صفات الوہیت۔

گر رستم را کشد ہم رخش رستم۔

(۱) رسالہ قدسیہ صفحہ ۱۵۱ - ۱۵۳۔

Marfat.com

آگے چل کر حضرت خواجہ محمد پارسا نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کی تشریح
علل اہل تلوین اور اہل تکوین کے متعلق نقل کی ہے۔

اہل تکوین را مرتبہ ندمانست تا ایشاں را بہ اختیار ایشاں بحضرت سلطنت باز
نہ دہ آرند۔ بار نیابند۔ و اہل تمکین را مرتبہ وزارت است کہ حضرت سلطنت
ایشاں را نائب مناب خویشتن ساختہ است۔ و در تصرف ملک صاحب اختیار
و مطلق العنان گردانیدہ پس اہل تمکین را حال از زوال ایمن بود و ہرگاہ کہ
خواہند بہ اختیار از صفتے بصفتے و از حالتے بحالتے منتقل گردند و اہل تمکین را
نیز تلوینات احوال است۔ امّا فرق آنست کہ ایشاں بر احوال باطن خویش غالب اند
و متصرف و مے توانند شد۔ آنکہ طائفہ از اہل اللہ گفتہ اند کہ مقصود از وضع تکلیف
و ایں سخن از ایشاں در وقت مطالعہ اطلاف ربوبیت بودہ باشد و در زمان غلبہ و تصرف
آں حال بر ایشاں امّا طائفہ از اہل اللہ کہ بر احوال باطن خویش متصرف باشند آں احوال
را بمیزان شرع سنجند اگر موافق قواعد شرعیہ بود بر آں اعتماد نمایند و بظہور آرند
و اگر نہ بر آں اعتماد نکنند (۱) ان مصطلحات کی مزید وضاحت آگے آتی ہے

(۱) رسالہ قدسیہ صفحہ ۱۶۱ - ۱۶۲ - ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے عرصہ ہوا دو مجموعے شائع کئے تھے ایک مجموعہ رسالہ مشاہیر
نقشبندی، سنہ ۱۹۵۸ء میں شائع کیا تھا۔ جس میں رسالہ شریفیہ از خواجہ عزیزان علی رامیتنی، رسالہ قدسیہ
(ملفوظات خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری) اور رسالہ النسبیہ از مولانا یعقوب چرخی اور رسالہ انفاس نفیسہ
از خواجہ عبید اللہ احرار وغیرہ تھے۔ اور دوسرا مجموعہ ملفوظات سنہ ۱۹۵۹ء میں شائع کیا تھا جس میں
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری، خواجہ محمد پارسا اور انکے خلیفہ مولانا شمس الدین ترکی مولانا سعد الدین کاشغری اور
مولانا عبد الرحمٰن جامی وغیرہ کے ملفوظات اور فرمودات ہیں۔ پھر سنہ ۱۹۶۱ء میں امیر کلال کے سوانح، جو
انکی صاحبزادی کے پوتے نے لکھے تھے شائع کئے تھے یہ سب رسالے نقشبندیہ سلوک کیلئے اہم منابع و مآخذ ہیں

Marfat.com

حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ گو کہ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ (م ۷۷۲ھ) سے بیعت تھے لیکن طریقے پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ (م ۵۷۵ھ) سے مستفیض تھے اور آپکی طرف سے عزیمت پر مامور تھے۔ اس لئے آپنے ذکر خفی اختیار کیا گو کہ اس سلسلے کے حضرات نے خواجہ محمود فغنوی (م ۷۱۵ھ) کے زمانے سے سید امیر کلال کے زمانے تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کیا تھا۔ (۱) حضرت بدرالدین سرھندی اپنی کتاب حضرات القدس (دفتر اول) میں لکھتے ہیں ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت نقشبند قدس سرہ نے تحصیل جذبہ خواجگان قدس اللہ اسرارھم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس سلوک کو نہایت تک پہنچایا۔ اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے مشرف ہوئے اور یہ مرتبہ ولایت کا ہے۔ پھر آپ مقام شہادت پر گئے جو ولایت سے بالا ہے اس مقام کو مقام ولایت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کو تجلی ذاتی سے ہے۔ اسکے بعد آپنے مقام صدیقیت پر جو مقام شہادت سے اوپر ہے نسبت مذکورہ کے ذریعہ سے عروج فرمایا۔ اور مقام صدیقیت کے انتہا پر پہنچے۔ اور باوجود ان درجات کمال اور تکمیل حاصل کرلینے کے، آپ معیت ذاتیہ کی راہ سے گئے جس سے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ غنیا ہویت تک پہنچے ہیں۔ اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے اور حضرت غوث ثقلین قدس سرہ بھی اس راہ سے نہایت الہدایت تک پہنچے اور اسی میں فنا حاصل کی

(۱) یہاں سے خطاب نقشبند تک مضمون حضرات القدس (حصہ اول) سیالکوٹ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۶۶-۱۶۳ سے ماخوذ ہے۔

Marfat.com

اور اس میں مستہلک ہونا ولایتِ خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات کی منتہا ہے (۱)۔

جس وقت آپ حضرت مولانا زین الدین (۲) رح کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے توصبح کی نماز کے بعد مولانا اورادِ جہریہ میں مشغول ہوئے اور حضرت خواجہ نقشبند (رح) بھی آکر بیٹھ گئے مولانا نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو۔ یعنی ہمارے حال پر توجہ فرمائیں حضرت خواجہ نے بطور تواضع جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کیلئے آتے ہیں اس کے بعد مولانا نے آپکو مہمان پر لائے اور آپکی ضیافت کی۔ کہ ہم خود اور دونوں کی باہم بڑی صحبت رہی تین دن تک آپ نے ان پر توجہ فرمائی غالباً اسی روز سے آپ کا لقب نقشبند ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپکی پہلی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا تھا اس لئے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں اور چونکہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کنندہ کے معنی میں آیا ہے اس لئے کہ جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب نقشبند بھی بارگاہ رب العزت سے آپکو سرفراز ہوا ہو۔

(۱) یہ مضامین مکتوبات (۱/۲۹۰، ۳/۱۲۱) اور مبدء و معاد (مہنا نمبر ۱) میں بھی آئے ہیں

(۲) مولانا زین الدینؒ کا ذکر مکتوبات (۲/۴۶) میں بھی ہے

Marfat.com

اصطلاحاتِ صوفیہ و نقشبندیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (۱۰۷۹ھ) نے ایک مکتوب ۲/۲۰۶ میں صوفیہ کی اصطلاحات کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔ (۱) جمع اس چیز سے عبارت ہے کہ مخلوق کو حق جل وعلیٰ سے جدا نہ دیکھے اور سُکر کی وجہ سے ایک کے احکام دوسرے پر جاری کرے اس کو کفرِ طریقت کہتے ہیں۔ اور اکثر شطحیات اور سُکریات جو کہ مشائخ سے صادر ہوئے ہیں۔ وہ مقام جمع سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس مقام میں (سالک) ذکر کو سکر کے غلبے کی وجہ سے تعلقہ اور وسوسہ جانتا ہے۔ اور نماز کو شرک سمجھتا ہے اور بعد دوئی دوئی دیکھتا ہے۔ اور کلمہ انا الحق اور سبحانی کا راگ الاپتا ہے۔

(۲) فرق بعد الجمع کہ جس کو فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں۔ یہ ہے کہ مخلوق کو حق سبحانہ سے جدا دیکھے اور عدمِ فرق کی حالت کے بعد جو کہ مقامِ جمع میں تھی فرق کرنے لگے اور سُکر کے بعد صحو حاصل ہو جائے اور کفر کے بعد اسلام روشنا ہو جائے اور ذکر و نماز میں مشغول ہو جائے۔ (۳) سیر آفاقی یعنی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور (۴) سیر انفسی میں اپنے میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ سیر آفاقی بُعد در بُعد ہے اور سیر انفسی قرب در قرب ہے اور یافت (پانا) اپنے اندر ہے۔ اپنے سے باہر یافت نہیں ہے ہمچو نابینا بر ہر سو دست ہا تو در زیرِ گلیم است ہر چہ ہست۔

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست با تو در زیرِ گلیم ست ہر چہ ہست

Marfat.com

کہ سالک کا مبدأ تعیّن سے اس سیر میں دائرۂ امکان کا طے کرنا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس اسم تک پہنچتی ہے جو

نمبر ۵ سیر الی اللہ اسمائے الٰہی جل وعلیٰ میں سے اس اسم تک ہے جو مراتب وجوب
نئی سطر یعنی سے ہے۔ نمبر ۶ سیر فی اللہ اس اسم (مبدأ تعین سالک) میں اور اس
اسم کے اصول کے ظلال میں ہے۔ پس سیر فی اللہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اسماء
اور اسکی صفات میں سیر ہے ایک یہ دونوں سیریں (سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ)
مراتب عروج میں کمال حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں اور یہاں دو سیریں اور بھی
ہیں۔ جو کہ نزول اور تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی (نمبر ۷) سیر عن اللہ
نئی سطر باللہ۔ اور (نمبر ۸) سیر فی الاشیاء) سیر عن اللہ اثنائے نزول میں سے
نئی سطر اور چوتھی سیر، نزول کا کمال ہے جو کہ دعوت کا مقام ہے نمبر ۹ برزخ اس
نئی سطر چیز کو کہتے ہیں جو کہ دو چیزوں کے درمیان واسطہ ہو اور دونوں کا رنگ رکھتا
ہو۔ حقیقت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو جو کہ مقام وحدت ہے برزخ کبریٰ
کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ اطلاق، ذات اور مرتبہ احدیّت کے تقیّدات کے درمیان
جو کہ اعیان ثابتہ اور ممکنات کے حقائق میں واسطہ ہے اور یہ مرتبہ وحدت
اطلاق کا رنگ بھی رکھتا ہے اور تقیّد کا رنگ بھی اور وہ ایسا مطلق ہے جو کہ اطلاق
کا قید کے ساتھ مقیّد ہے اور ایسا مطلق ہے کہ جس کی ضد تقید ہے اور مرتبہ
فوق جو کہ مرتبہ لاتعین ہے اس کا اطلاق ایسا اطلاق ہے جو اطلاق کا قید
اور تقید کی ضدیت کے بعید ہے۔ اور اعیان ثابتہ کو جو (۱) وجود وعدم کے درمیان

(۱) وجود اور عدم کی تفصیل بھی مکتوبات معصومیہ (۱/۱۲) میں ہے (۱) عدم (۲) وجود عدم (۳) فنا حقیقی اور (۴) وجود فنا کی بحث اسی مکتوب میں ہے اور اس میں بڑی باریکیاں ہیں۔

(۶۶)

Marfat.com

برزخ کہا جاتا ہے تو اس لئے کہ وجود کا رنگ بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ علم الٰہی میں وجود رکھتے ہیں۔ اور عدم کا رنگ بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ خارج میں معدوم ہیں۔ اور بزرگوں نے قبر کو دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ کہا ہے۔ اور وہ دونوں کے احکام رکھتی ہے من مات فقد قامت قیامتہ[1] (جو شخص مر گیا اسکی قیامت قائم ہو گئی) (بشیر) اور (قبر) قیامت کے احکام یعنی عذاب و ثواب و حساب ہونا اور اعمال کا منقطع ہونا بھی رکھتی ہے۔ (۱۰) ولایت صغریٰ (۱۱) ولایت کبریٰ اور (۱۲) ولایت علیا۔ یہ الفاظ ہمارے حضرت عالی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خاص اصطلاحات میں سے ہیں کہ یہ قوم (صوفیہ) کے کلام میں موجود نہیں ہیں۔ ولایت صغریٰ ولایت اولیا ہے۔ جو کہ اسماء و صفات کے ظلال سے تعلق رکھتی ہے ولایت کبریٰ ولایت انبیاء علیہم السلام ہے جو کہ اصل ذات سے متعلق ہے۔ اور ولایت علیا ولایت اعلیٰ ہے جو ان دونوں ولایتوں کے اوپر ہے اور کمالات نبوت وہ کمالات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور تینوں قسموں کی ولایات کے کمالات کے اوپر ہیں۔ اور تینوں قسموں کی ولایات کے کمالات اور کمالات نبوت کی تفصیل ہمارے حضرت عالی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریفہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰ کے طریقے کے لیا والے مکتوب میں ہے وہاں سے حاصل فرمائیں ۱۲ یہ اصطلاحات بھی خصوصی ہیں اور سلسلۂ نقشبندیہ میں کچھ اور بھی ہیں۔ یعنی سلسلہ نقشبندیہ کا

(۱) وجود و عدم کا تفصیل بھی مکتوبات میں ہے

گیارہ خاص اصطلاحات ہیں جن میں سے آٹھ تو حضرت عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی ہیں

[1] یہ حدیث الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ حدیث کی کئی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو الفردوس (۱۱۱۷) کنز العمال (۴۲۷۴۸) المقاصد الحسنۃ (۳۶۲۸) کشف الخفاء (۲۶۱۸) ۔ ناشر

Marfat.com

کی گیارہ خاص اصطلاحات ہیں۔ جن میں سے آٹھ تو حضرت عبدالخالق غجدوانی رہ
قدس سرہٗ کی ہیں اور تین حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کی ہیں۔ حضرت
عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی اصطلاحات یہ ہیں۔

(۱) ہوش در دم۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ہر سانس میں بیداری
اور ہوشیاری بھی رکھے کہ ذکر لسانی اور ذکر قلبی حضورِ دل سے ہو اور غفلت پیدا
نہ ہونے پائے۔ یعنی ہر سانس جو باہر آئے یا اندر جائے اس میں حضور اور آگاہی
ہو اور اس کے آنے جانے کے درمیان کے وقفے میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد قائم رہے
اس کو پاسِ انفاس بھی کہتے ہیں رہے

دم بدم۔ دم را غنیمت دان ہمدم شو بہ دم۔
واقفِ دم باش و در دم، ہیچ دم بے جا مدم۔

اس ہوش در دم کی برکت سے اور اسی سیر انفسی میں سیر آفاقی بھی حاصل ہو جاتی
ہے اسی لئے بدایت میں نہایت مندرج کہی جاتی ہے۔
اور معنی خاص یہ ہیں کہ ہر سانس میں غیر اللہ کی نفی اور صرف اللہ کا اثبات
ہو اور ہمیشہ لا موجود الا اللہ پیشِ نظر ہو۔ ①

(۲) نظر بر قدم۔ یعنی سالک پر واجب ہے کہ وہ سوائے قدم کی پشت کے کسی
طرف نظر نہ کرے۔ اور ماسوی اللہ کو اپنے قدم کے نیچے رکھے۔

① ہشت شرائط نقشبندیہ (از ملا حسین خباز) اور عمدۃ السلوک حصہ دوم۔ (از حضرت مولانا زوار حسین رہ) میں یہ سب
تفصیل درج ہے)

Marfat.com

نیز تواضع فروتنی، حلم اور نرمی کو اختیار کرے۔ سورۃ النور (۳۰) میں ہے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (مسلمانوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں) اس طرح جمعیت قلبی بھی حاصل ہوتی ہے اور تکبّر سے دوری بھی۔ سورۃ بنی اسرائیل (۳۷) میں ارشاد ہے وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (اور مت چل زمین پر اکڑ کر) دراصل انسان کی راہ میں دو خاص رکاوٹیں ہیں۔ (۱) آفاق یعنی یہ دنیا اور (۲) انفس یعنی نفس کی رضاجوئی میں مبتلا ہو کر اللہ کی رضاجوئی سے غفلت۔ نظر بر قدم سے آفاق کا رشتہ دور ہوتا ہے ہوش در دم سے انفس کا تفرقہ دور ہو جاتا ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں جب تمام حرکات و سکنات قائم ہو جاتے ہیں تو آفاق اور انفس کی تمام رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (۳) سفر در وطن۔ یعنی باطنی اور روحانی سفر۔ صفات رذیلہ (مثلاً حسد، بغض، تکبر، ریا، غیبت، بغض وغیرہ سے جب صفات ملکیہ فاضلہ (یعنی صبر، شکر، خوف، رجاء وغیرہ) کی طرف ترقی ہوتی ہے اور ولایت صغریٰ۔ اور محبت کی کیمیا وغیرہ کی طرف عروج ہو حاصل ہوتا ہے تو پھر غیر اللہ کی محبت ختم ہو جاتی ہے اور نفس کی رضاجوئی سے بیزاری ہو جاتی ہے۔

(۴) خلوت در انجمن یہ مقام سفر در وطن کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے اور سالک کسی قدم پر اور کام میں اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورۃ النور ۳۷) دوم تفرقہ ظاہری سے بعض اوقات چارہ نہیں ہوتا کیونکہ مخلوق کے حقوق ادا کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن تفرقہ باطنی کسی وقت بھی اچھا نہیں۔ کیونکہ باطن

سورۃ النور (۳۷) 62

Marfat.com

نئی سطر

خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے (۵) یاد کرو اس کے مراد ذکر ہے خواہ لسانی ہو خواہ قلبی خواہ نفی اثبات ہو خواہ اسم ذات کا ذکر ہو ہر حال میں بلا ناغہ اللہ کی حضوری حاصل کی جائے۔ (۶) بازگشت یعنی جب نفی اثبات (کلمہ طیبہ کو) طاق عدد کی رعایت سے چند بار کہے تو اس کے بعد دل کی زبان سے مناجات بھی کرے کہ اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اپنی رضا سے مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔ یہ اس لئے ہے کہ اگر غرور یا کبر اور عجز بے کی آمد ہو تو اس طرح وہ عاجزی اور فروتنی سے دور ہو سکے۔ (۷) نگہداشت یعنی نفس کے وسوسوں سے دل کو پاک کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان وسوسوں سے بے خیال ہو جائے اور فوراً ذکر الٰہی میں محو ہو جائے۔ (۸) یادداشت یعنی بعد وہم اور نگہداشت ہے۔ یعنی پھر کوئی اور مرتبہ نہیں ہے حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کی یہ تین اصطلاحات اور ہیں۔ یعنی.....

(۹) وقوف زمانی۔ یعنی ہر ساعت کے بعد سالک اپنا محاسبہ کرے کہ کہیں غفلت تو نہیں آئی۔ گویا ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے اور غفلت کو دور کرنے کیلئے استغفار کرنا اور اس کے ترک کرنے کا عزم کرنا بھی ضروری ہے۔ (۱۰) وقوف عددی یعنی ذکر نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت کیجائے۔ کیونکہ حدیث میں ہے ان اللہ وتر یحب الوتر۔ اللہ اکیلا ہے اور وہ اکیلے کو یعنی طاق عدد کو پسند فرماتا ہے۔

ان اللہ وتر یحب الوتر

لہ رواہ الترمذی وابوداود والنسائی (مشکوٰۃ، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

Marfat.com

(۱۱) وقوف قلبی یعنی ہر وقت قلب کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھنا اور ہر طرف سے توجہ کو ہٹانا تاکہ غفلت دور ہو اور ذکر دائم بن جائے۔ اگر کسی کو قلبی ذکر اثر نہ کرے تو محض وقوف قلبی کا امر کیا جائے (۱)

(۱) مکتوبات معصومیہ ۱/۱۶۵۔ خواجہ محمد معصوم رح نے اس ترتیب سے ان اصطلاحات کی تشریح کی ہے۔ (۱) سفر در وطن (۲) خلوت در انجمن (۳) نظر بر قدم (۴) ہوش در دم (۵) یاد کرد (۶) یاد داشت (۷) وقوف قلبی (۸) وقوف عددی (۹) مراقبہ (۱۰) سلطان الاذکار (۱۱) الطبہ (۱۲) توحید (۱۳) عدم (۱۴) وجود عدم (۱۵) فنا حقیقی (۱۶) وجود فنا (۱۷) بازگشت۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رح قدس سرہ نے ایک مکتوب دفتر اول (۲۲۱) میں اس طریقہ علیہ کے متعلق اس طرح تفصیل ارشاد فرمائی ہے۔

..... اے برادر، اس بلند طریق کے سر حلقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق کے بزرگوں کی جماعت عبارتوں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے افضل ہے کیونکہ انکی نسبت جس سے مراد خاص حضور اور آگاہی ہے۔ بعینہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اور حضور ہے جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں نہایت اس کی ابتداء میں مندرج ہے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں (۱)

ع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

اور اگر کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی انتہا انکی ابتداء میں مندرج ہے تو پھر انکی انتہا کیا ہوگی۔ نیز جب دوسروں کی نہایت وصول بحق ہے تو پھر انکو حق سے آگے کہاں تک سیر میسر ہوگی۔ حالانکہ لیس وراء العبادان قریۃ (عبادان جزیرہ عبادان کے آگے کوئی اور قریہ نہیں ہے) مثل مشہور ہے۔ تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں۔ اس طریقہ علیہ کی نہایت اگر میسر ہو جائے وصل عریانی ہے جس کے حاصل ہونے کی علامت مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کا حاصل

(۱) حضرت مجدد کے مکتوبات ۱/۶۶، ۲۲۵، ۲۹۰ اور ۳/۴۳ وغیرہ میں نہایت در بدایت کی تفصیل ہے

Marfat.com

ہوتا ہے پس اس سے سمجھ لے، کیونکہ ہمارے کلام میں اشارے ہیں جنکو خواص بکہ اخص
ہی سے بہت تھوڑے سمجھتے ہیں۔ اس اعلیٰ دولت کے حاصل ہونے کی علامت
اس واسطے بیان کی ہے کہ اس گروہ میں سے بعض نے وصل عریانی کا دم مارا ہے
اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کے قائل ہوئے ہیں۔
لیکن اگر ان دونوں دولتوں کا جمع ہونا انکے پیش کیا جائے تو نزدیک ہے کہ
انکے جمع ہونے کو جمع ضدین خیال کریں۔ اور محالات کی قسم سے
جانیں وہ جماعت جو وصل کا دعویٰ کرتی ہے یا اس کو حرمان جانتی ہے۔ اور
وہ گروہ جو یاس کے مدعی ہیں وصل کو عین فصل خیال کرتے ہیں یہ سب
کچھ اس بلند مرتبہ تک نہ پہنچنے کی علامت ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ
اس عالی مقام کا ایک پرتو انکے باطن پر چمکا ہے جس کو بعض نے وصل خیال
کیا ہے اور بعض نے یاس۔ اور یہ تفاوت ہر ایک گروہ کی استعداد سے
پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک گروہ کی استعداد کے مناسب وصل ہے۔ اور
دوسرے گروہ کی استعداد کے مناسب یاس ہے۔ اس حقیر کے نزدیک وصل
کی استعداد سے یاس کی استعداد بہت اچھی ہے۔ اگرچہ وصل و یاس
ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ اس جواب سے دوسرے اعتراض کا جواب
بھی روشن ہو گیا کیونکہ وصل مطلق اور ہے اور وصل عریان اور۔ ان دونوں
میں بڑا فرق ہے۔ اور وصل عریانی سے ہماری مراد یہ ہے کہ حجاب بیت کے سب اٹھ جائیں

Marfat.com

اور تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ اور چونکہ ہر قسم کی تجلیات اور مختلف قسم کے ظہورات بہت بڑے اور قوی حجاب ہیں۔ اس لئے ان سب تجلیات وظہورات سے گذر جانا اور آگے بڑھنا ضروری ہے خواہ یہ تجلی وظہور امکانی آئینے میں ہو۔ خواہ وجودی مظہروں میں کیونکہ اصل حجابوں کے حاصل ہونے میں دونوں برابر ہیں اور اگرچہ کچھ فرق ہے تو شرف اور رتبے میں ہے۔ اور وہ طالب کی نظر سے خارج ہے۔

اور اگر یہ پوچھیں اس بیان سے لازم آتا ہے کہ تجلیات کی نہایت ہے۔ حالانکہ مشائخ طریقت نے تصریح کی ہے کہ تجلیات کی نہایت نہیں ہے۔ تو اس کا جواب ہے کہ تجلیات بے نہایت ہونا اس لحاظ سے ہے کہ اسماء وصفات میں سیر مفصل طور پر واقع ہو۔ اس تقدیر پر حضرت ذات تک پہنچنا میسر نہیں ہے۔ اور وصل عیانی حاصل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت ذات تک پہنچنا اسماء وصفات کو مجمل طور پر طے کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اسی وجہ سے تجلیات کی نہایت ہوگی۔ اور اگر کہا جائے کہ تجلیات ذاتیہ کو بھی بے نہایت کہا ہے۔ چنانچہ مولوی جامی قدس سرہ نے شرح لمعات میں اس کی تصریح کی ہے پس تجلیات کی نہایت کس وجہ سے درست ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجلیات ذاتیہ بھی شئون واعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر نہیں ہیں۔ کیونکہ اس ملاحظہ کے بغیر تجلی کا ہونا ممکن نہیں۔ اور جس کا ہم ذکر کرتے ہیں وہ ایک ایسا امر ہے جو تجلیات کے ماوراء ہے خواہ وہ تجلیات صفاتی ہوں خواہ ذاتی۔

Marfat.com

کیونکہ اس مقام میں تجلی کا اطلاق جائز نہیں۔ خواہ کوئی تجلی ہو۔ اس لئے کہ تجلی مراد ہے شئی کے ظہور سے جو دوسرے یا تیسرے یا چوتھے مرتبہ میں ہو۔ جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور یہاں سب مراتب ساقط ہو گئے۔ اور تمام مسافت طے ہو چکی ہے۔

مراتب

اور اگر یہ پوچھیں کہ ان تجلیات کو ذاتی کس اعتبار سے کہا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر معانی زائدہ کے ملاحظہ سے ہیں تو تجلیات صفات ہیں اور اگر غیر زائدہ معانی کے ملاحظہ سے ہیں۔ تو تجلیات ذات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وحدت کے ظہور کو جو تعین اول ہے اور ذات پر زائد نہیں ہے۔ بزرگوں نے تجلی ذات کہا ہے۔ اور ہمارا مطلب حضرت ذات تعالیٰ وتقدس ہے۔ جب معانی کے ملاحظہ کو ہرگز گنجائش نہیں ہے خواہ وہ معانی زائد ہوں یا غیر زائد۔ کیونکہ معانی سب کے سب اجمالی طور پر طے ہو کر حضرت ذات تعالیٰ تک وصول میسر ہوا ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ وصل اس مقام میں مطلب کی طرح بیچون و بے چگون ہے۔ اور وہ اتصال جس کو عقل سمجھ سکے وہ بحث سے خارج ہے۔ اور اس جناب پاک کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ چون کو بے چون کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔ (لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ۔ بادشاہ کے عطیوں کو اسی کے اونٹ اٹھا سکتے ہیں)۔

اجمال

ے۔ الصلے بے تکیف بے قیاس۔ بہت رب الناس را باجان ناس۔

اس طریقہ علیہ کے مشائخ میں سے کسی نے اپنے نہایت کی خبر نہیں دی ہے

Marfat.com

سب نے اپنے طریق کے مراتب کی ابتدا کی نسبت کہا ہے۔ کہ نہایت اسی میں مندرج ہے
جب انکی ابتدا میں دوسروں کی انتہا ملی ہوئی ہو۔ تو انکی نہایت بھی اسی بدایت
کے مناسب ہونی چاہیئے۔ اور وہ وہی ہے جس کے ظاہر کرنے سے فقیر نے
امتیاز حاصل کیا ہے۔ ؎

اگر پادشہ بر در پیر زن ۔ بیاید تو اے خواجہ مسبلت مکن ۔

بس سبحان الحمد والمنۃ علی ذالک ۔ اس بات پر اللہ کی حمد اور احسان ہے۔
اے برادر۔ اس طریق سے اور دوسرے طریقوں سے اس نہایت کے وصل
بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اگر ان افراد کی تعداد ظاہر کریں تو نزدیک ہے کہ نزدیک رکے
لوگ دوری اختیار کریں۔ اور بعیدوں کے انکار سے تو کچھ تعجب ہی نہیں یہ سب
کچھ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے نہایت النہایہ تک
کمال وصول کے سبب سے ہے۔

اور اس طریقہ علیہ کی خصوصیتوں میں سے ایک سفر در وطن ہے جو سیر انفسی سے
مراد ہے اگرچہ سیر انفسی مشائخ کے تمام طریقوں میں ثابت ہے۔ لیکن وہ
سیر سیر آفاقی کے قطع کرنے کے بعد نہایت میں میسر ہوتا ہے۔ اور اس طریق
میں ابتدا اس سیر سے ہے۔ اور سیر آفاقی اسی سیر کے ضمن میں قطع ہو جاتا ہے
پس اس سیر کا منشا جو ابتدا میں حاصل ہوتا ہے ابتدا میں انتہا کا مندرج
ہوتا ہے۔ اور دوسرا خاصہ خلوت در انجمن ہے جو سفر در وطن پر متفرع اور مترتب

Marfat.com

جب سفر در وطن میسر ہو جائے خلوت در انجمن اس کے ضمن میں میسر ہو جائیگا۔
پس سالک تفرقہ کی انجمن میں بھی ہو کر وطن کے خلوت خانہ میں سفر کرتا ہے۔ اور
اتفاق کا تفرقہ نفس کے حجرہ میں راہ نہیں پاتا۔ یہ خلوت در انجمن اگرچہ دوسرے طریقوں
کے منتہیوں کو حاصل ہے۔ لیکن اس طریق میں چونکہ ابتدا ہی سے میسر ہو جاتی ہے
اس لئے اس طریق کے خاصوں میں ہے۔

اور جاننا چاہیئے کہ خلوت در انجمن اس تقدیر پر ہے کہ خلوت خانہ کے دروازوں
کو بند کیا ہو اور تمام سوراخوں کو مسدود کیا ہو۔ یعنی انجمن تفرقہ میں کسی طرف
متوجہ نہ ہو۔ اور متکلم و مخاطب نہ ہو۔ نہ یہ کہ آنکھ کو ڈھانپے اور حواس کو تکلف
کے ساتھ بیکار کرے۔ کیونکہ یہ بات اس طریق کے منافی ہے۔

اے برادر۔۔۔ یہ سب حیلہ اور تکلف ابتدا اور وسط ہی میں ہے۔ اور انتہا
میں اس قسم کا حیلہ و تکلف درکار نہیں ہے۔ عین تفرقہ میں جمعیت ہے اور نفس غفلت
میں حاضر ہے۔ اس سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ منتہی کے حق میں تفرقہ و عدم تفرقہ
مطلق طور پر مساوی ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ تفرقہ ہو و عدم تفرقہ اس کے باطن
کی نفس جمعیت میں برابر ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے
اور ظاہر سے بھی تفرقہ کو دفع کر دے تو پھر بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔
اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کرتا ہوا فرماتا ہے واذکر اسم
ربک وتبتل الیہ تبتیلا[1]۔ (اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے توڑ کر اس سے جوڑ)

[1] سورۃ المزمل آیت ۸۔

Marfat.com

جاننا چاہیئے کہ بعض اوقات ظاہر کے تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا تاکہ خلق کے حقوق ادا ہوں۔ پس تفرقہ ظاہر بھی بعض اوقات اچھا ہے۔ لیکن تفرقہ باطن کسی وقت میں جائز نہیں کیونکہ وہ خالص حق تعالیٰ کے لیے ہے۔

~~کیونکہ خالص حق تعالیٰ کیلئے ہے~~

پس (مسلمان) بندوں سے تین حصے خدائے تعالیٰ کیلئے مقرر ہوئے۔ باطن سب کا سب اور ظاہر سے ایک نصف اور ظاہر کا دوسرا نصف خلق کے حقوق ادا کرنے کیلئے باقی رہا۔ لیکن ان حقوق کے ادا کرنے میں چونکہ حق تعالیٰ کے امر کی بجا آوری ہے اس لئے وہ دوسرا نصف بھی حق تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ الیہ یرجع الامر کُلّہ فاعبدہ وتوکل علیہ وما ربک بغافل عما تعملون۔ (سورۂ ھود آیت ۱۲۳) سب امر اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ پس اسکی عبادت کر اور اسی پر توکل کر۔ اور تیرا رب اس سے جو تم کرتے ہو غافل نہیں۔

دوسری حصول کی

اور اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اور سیر کی ابتداء عالم امر سے ہے نہ کہ عالم خلق سے۔ برخلاف اکثر دوسرے طریقوں کہ ان کے سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہے اور اس طریق میں سلوک کی منزلیں جذبہ کے مراتب طے کرنے کے ضمن میں قطع ہو جاتی ہیں۔ اور عالم خلق کا سیر عالم امر کے سیر میں میسر ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس اعتبار سے بھی کہیں اس طریق میں انتہا ابتدا میں درج ہے تو گنجائش رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ابتدا کا سلسلہ اس طریق میں انتہا کے سیر میں مندرج ہے نہ یہ کہ انتہا سے ابتدا کی سیر کیلئے اترآتے ہیں

Marfat.com

اور نہایت کا سیر تمام کرنے کے بعد بدایت کا سیر کرتے ہیں۔

اس مضمون سے اس شخص کا خیال باطل ہو گیا جو یہ کہتا ہے کہ اس طریق کی انتہا دوسرے مشائخ کے طریقوں کی ابتدا ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس طریقے کے بعض مشائخ کی عبارتوں میں واقع ہے کہ اسمائی وصفاتی میں ان کا سیر انکی نسبت کے تمام ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے پس درست ہوا کہ انکی نہایت دوسروں کی بدایت ہے۔ کیونکہ اسمائی وصفات کا سیر تجلیات ذاتیہ کے سیر کی نسبت ابتدا میں ہے تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ان کا سیر اسمائی وصفات میں تجلیات ذاتیہ کے سیر کے بعد نہیں ہے۔ بلکہ اسی سیر کے ضمن میں وہ سیر بھی واقع ہو جاتا ہے۔

قابل کلام یہ ہے کہ جب سیر اسمائی وصفاتی کسی عارضہ کے پیش نظر آنے کے باعث ظہور کرتا ہے۔ اور تجلیات ذاتیہ کا سیر پوشیدہ ہوتا ہے تو خیال میں آتا ہے کہ اس سیر کو تمام کر کے تجلیات اسمائی وصفاتی میں داخل ہو گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہاں ولایت کے مدارج میں سیر پورا کرنے کے بعد خلق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کیلئے عالم کی طرف جو رجوع واقع ہوتا ہے۔ اگر اس رجوع کو اسکی نہایت سمجھ کر اپنی بدایت تصور کیا ہو تو بعید نہیں۔ لیکن کس طرح کہے کہ جب اس کے مشائخ نہایت میں یہی رجوع رکھتے ہیں۔ اور نیز نہایت و بدایت سے مراد ولایت کی نہایت و بدایت ہے۔ اور یہ رجوع کا سیر ولایت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ مرتبۂ دعوت و تبلیغ کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ طریق سب طریقوں سے اقرب ہے اور بیشک موصل ہے

Marfat.com

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریقہ طلب کیا ہے۔ جو کہ بیشک موصل ہے۔ اور آپکی یہ التجا قبول ہوگئی ہے۔ چنانچہ رشحات میں حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ کیونکر اسے اقرب اور موصل نہ ہو جبکہ انتہا اسکے ابتدا میں مندرج ہے وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے۔ شعر۔

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست۔

ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص کے ہاتھ پڑ جائے تو طریق کا کیا گناہ ہے۔ اور طالب کا کیا قصور۔ کیونکہ حقیقت میں اس طریق کا ہر سر موصل ہے۔ نہ نفس طریق۔ اور اس طریق میں ابتدا میں حلاوت و وجدان ہے۔ اور انتہا میں بیمزگی اور فقدان ہے جو نا امیدی کے لوازم سے ہے۔ برخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ابتدا میں بے مزگی اور فقدان رکھتے ہیں۔ اور انتہا میں حلاوت و وجدان۔ اور ایسے ہی اس طریق کے ابتدا میں قرب و شہود ہے اور انتہا میں بعد و حرمان۔ برخلاف دوسرے مشائخ کرام کے طریقوں کے۔ پس اس مضمون سے طریقوں کے فرق کو قیاس کرنا چاہیئے۔ اور اس بلند طریق کی بزرگی کو معلوم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قرب و شہود اور حلاوت و وجدان دوری اور مہجوری سے خبر دیتے ہیں۔ اور بعد و حرمان اور بے حلاوتی اور فقدان نہایت قرب سے خبر دیتے ہیں۔ عقلمند اس بات کو سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

اس بھید کی شرح میں اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کو اپنے نفس سے زیادہ پیارے
اپنے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرب شہود اور حلاوت وجدان اس کیلئے اپنے
نفس کے حق میں مفقود ہیں۔ اور اپنے غیر کی نسبت جس بیگانگی رکھتا ہے یہ سب
نسبتیں موجود ہیں۔ فالعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ پس عقلمند کیلئے ایک اشارہ کافی ہے
اور اس طریقہ علیہ کے بزرگواروں نے احوال و مواجید کو احکام شریعہ کے تابع کیا ہے
اور اذواق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم بنایا ہے۔
احکام شریعہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے عوض
ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اور صوفیہ کی بے ہودہ باتوں پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے۔
اور انکے احوال کو جو شرعی ممنوعات اور سنت سنیہ کے خلاف ہو اختیار کرنے
سے حاصل ہوں۔ قبول نہیں کرتے۔ اور نہ ہی انہیں چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماع
و رقص کو پسند نہیں کرتے۔ اور ذکر جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کا حال اعلیٰ
ہے اور ان کا وقت استمراری۔ وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کیلئے برق خاطف کی طرح
ہے ان کیلئے دائمی ہے۔ اور حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان بزرگواروں کے نزدیک
بے اعتبار ہے۔ بلکہ ان کا معاملہ حضور تجلی سے برتر ہے جیسے کہ اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے
حضرات احرار خواجہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ علیہ کے خواجگان قدس
سرہم ہر زندیق اور ہر رقاص یعنی مکر کرنے والے اور ناچنے والے کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے
اس کا کارخانہ اس سے بلند تر ہے اور اس مقام میں پیری و مریدی طریقہ کے تعلم و تعلیم

Marfat.com

پر موقوف ہے نہ کلاہ و شجرہ پر جو مشائخ کے طریقوں میں مرسوم ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے متاخرین نے پیری و مریدی کو کلاہ پر منحصر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیر متعدد تجویز نہیں کرتے اور طریق سکھانے والے کو مرشد کہتے ہیں پیر نہیں جانتے اور آداب پیری کو اس کے حق کو مدنظر نہیں رکھتے۔ یہ انکی بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ نہیں جانتے کہ انکے مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر کہا ہے۔ اور پیر کا تعدد تجویز فرمایا ہے بلکہ پیر اول کی حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ اس بات کی تجویز کیلئے علیٰ بخارا سے اس بات کا فتویٰ درست فرمایا تھا۔ پس اگر ایک پیر سے خرقۂ ارادت لیا ہو تو پھر دوسرے سے خرقۂ ارادت نہ لے۔ اور اگر لے تو تبرک کا خرقہ لے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا پیر ہرگز نہ پکڑے بلکہ روا ہے کہ خرقۂ ارادت ایک سے لے اور طریقت کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے کے ساتھ رکھے اور اگر یہ تینوں دولتیں ایک ہی سے میسر ہو جائیں تو زہے قسمت و نعمت۔ اور جائز ہے کہ مشائخ متعددہ سے تعلیم و صحبت کا استفادہ کرے۔

جاننا چاہیئے کہ پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے۔ کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی ہے۔ برخلاف پیر خرقہ کے۔ پس پیر تعلیم کی آداب کا

Marfat.com

زیادہ تر رعایت کرنی چاہیئے اور پیر بننے اور کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے۔
اور اس طریق میں ریاضتیں اور مجاہدے نفس امارہ کے ساتھ احکام شرعی کے
بجالانے اور سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کو لازم پکڑنے
سے ہیں۔ کیونکہ پیغمبروں کو بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے نفس امارہ کی
خواہشوں کو دور کرنا مقصود ہے جو اپنے مولائے جل شانہٗ کی دشمنی میں قائم ہے
پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعیہ کے بجالانے پر وابستہ ہے۔ جس قدر شریعت
میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا۔ اسی قدر ہوائے نفس سے دور تر ہوگا ہوگا۔ کیونکہ
نفس پر شریعت کے اوامر و نواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے
اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اسکی خرابی متصور نہیں ہے۔ وہ
ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں
کیونکہ جوگی اور ہندو برہمن اور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں اور وہ ریاضتیں
انکے حق میں گمراہی کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتیں۔ اور سوائے خسارے کے کچھ فائدہ
نہیں دیتیں۔ اور اس طریقہ میں طالب کا سلوک شیخ مقتدا کے تصرف پر منحصر ہے
اس کے تصرف کے بغیر کچھ کام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ابتدا میں نہایت کا درج ہونا
اسکی شریف توجہ کا اثر ہے اور بے چونی اور بے چگونی کا حاصل ہونا اسکے کمال تصرف
کا نتیجہ ہے۔ بے خودی کی وہ کیفیت جس کو انہوں نے محفی یعنی پوشیدہ راہ سے تعبیر کیا ہے
اس کا حاصل ہونا مبتدی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اور وہ توجہ جوشش جہت سے

Marfat.com

معرّا ہے اس کا وجود طالب کے حوصلہ سے باہر ہے ؎

نقشبندیہ عجیب قافلہ سالارانند ۔ کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را ۔

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور آگاہی بخش دیتے ہیں ۔ اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری طاقت رکھتے ہیں ۔ اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں ۔ ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں ۔ (اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنے اولیاء کرام کے غضب سے بچائے)

اور اس طریقہ میں زیادہ تر افادہ اور استفادہ خاموشی میں ہے ۔ ان بزرگواروں نے فرمایا ہے کہ جس کو ہماری خاموشی سے نفع حاصل نہ ہوا ۔ وہ ہمارے کلام سے کیا نفع حاصل کریگا ۔ اور اس خاموشی کو انہوں نے تکلف کے ساتھ اختیار نہیں کیا ہے ۔ بلکہ ان کے طریق کے لوازم اور ضروریات میں سے ہے ۔ کیونکہ ان بزرگواروں کی توجہ ابتدا ہی سے احدیت مجردہ کی طرف ہے ۔ اور اسم و صفت سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے اور معلوم ہے کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے مناسب (موافق) خاموش اور گونگا ہونا ہے ۔ من عرف اللہ کلّ لسانہ اس بات کی مصداق ہے ۔

نقشبندیہ طریق کی اس تفصیل کے بعد مزید کچھ عرض کرنا بے تحصیل حاصل ہے ۔ صوفیہ کے علوم و معارف اور دیگر اصطلاحات کا ذکر بھی مکتوبات شریف میں ہے ۔ مثلاً جذب و سلوک اور ولایت بیگانہ وغیرہ کی تشریح کیلئے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۸۷ - ۲۳۰ -

(۹۵)

Marfat.com

علم الیقین وعین الیقین ~~کیلئے~~ وغیرہ کیلئے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۷۷ اور دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۳۳۰ کو ملاحظہ فرمائیں اور قطب اور قطب الاقطاب وغیرہ کیلئے دفتر اول کا مکتوب نمبر ۲۵۶ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

(وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رو مجددیہ کی ایک امتیازی خصوصیت وحدۃ الشہود کا عقیدہ بھی ہے جس کا ذکر ضروری ہے۔ عشق الٰہی کی لذت سے سرشار ہو کر ایک سالک بعض اوقات خود کو کھو بیٹھتا ہے اور ماسوائے حق اسکی نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے پھر وہ اس حال میں انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی۔ وغیرہ الفاظ ادا کرنے لگتا ہے۔ گویا مغلوب الحال صوفیہ کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں اسی کو توحید وجودی کہتے ہیں۔ لیکن غیر مغلوب الحال لوگ بلا وجہ ایسا کہیں تو وہ کسی طرح جائز نہیں۔ توحید وجودی والے گروہ کے امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ (م ۶۳۸ھ) ہیں لیکن ان سے پہلے کے مشائخ کی عبارتیں گو کہ توحید وجودی کی خبر دیتی ہیں۔ تاہم وہ توحید شہودی سے زیادہ قریب ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اول جس بزرگ نے توحید وجودی کی تصریح کی ہے وہ شیخ محی الدین ابن عربی رح ہیں۔ ان سے پہلے کے مشائخ کی عبارتیں اگرچہ توحید واتحاد کی خبر دیتی ہیں۔ لیکن توحید شہودی پر محمول کرنے کے قائل ہیں۔ کیونکہ جب وہ حق جل شانہ کے غیر کو نہیں دیکھتے تو بعض کہتے ہیں لیس فی جبتی سوی اللہ عزوجل۔ اور بعض سبحانی ما اعظم شانی پکار اٹھتے ہیں۔ اور بعض لیس فی الدار غیرہ کی آواز لگاتے ہیں۔ یہ سب پھول ایک ہی "یک بینی" کی شاخ سے کھلتے ہیں

Marfat.com

اور ان عبارتوں میں سے کوئی عبارت بھی وحدۃ الوجود پر دلالت نہیں کرتی اور جس شخص نے مسئلہ وحدۃ الوجود کو ابواب ① وفصول میں لکھا ہے اور صرف ونحو کی طرح اس کو تالیف کیا ہے وہ شیخ محی الدین (رح) ہی ہیں۔ کہ اس مسئلے کے بعض دقیق بعض معارف کو اپنے ساتھ مخصوص ومنسوب کیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا ہے کہ خاتم النبوۃ بعض علوم ومعارف کو خاتم الولایت سے اخذ کرتا ہے اور خاتم ولایت محمدی اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اور اس کے شارحین نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے خزانچی سے کوئی چیز لے لے تو کیا نقصان ہے۔

غرض کہ فنا وبقاء اور کمالات ولایت صغریٰ وکبریٰ کے حصول کیلئے توحید وجودی بالکل درکار نہیں۔ توحید شہودی حاصل ہونی چاہیئے۔ تاکہ فنا متحقق ہو جائے اور ماسوی اللہ کا نسیاناً حاصل ہو جائے۔

① یعنی اس مسئلے کو انہوں نے ذہنی اور استدلالی جامہ پہنایا اور تصوف کو خالص فلسفہ بنا دیا مولانا عبدالرحمٰن جامی (۸۹۸ھ) گو کہ وحدۃ الوجود کے مشہور حامی ہیں۔ لیکن اس کو ابواب کی یہ عبارت بھی توحید شہودی سے بہت زیادہ قریب ہے۔ "توحید یگانہ گردانیدن دل است یعنی تخلیہ وتجرید او از تعلق بماسوی اللہ حق سبحانہ تعالیٰ بہم از روئے طلب وارادت وہم از جہت علم ومعرفت یعنی طلب وارادت او از ہمہ مطلوبات ومرادات منقطع گردد۔ وہمہ معلومات ومعقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ واز ہمہ روئے توجہ بگرداند بغیر از حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی وشعور نماند۔

Marfat.com

ہو سکتا ہے کہ سالک ابتدا سے انتہا تک سیر کر جائے اور توحید وجودی کے علوم ومعارف میں سے کچھ بھی اس پر ظاہر نہ ہو۔ بلکہ قریب ہے کہ ان علوم کا انکار کر دے فقیر کے نزدیک وہ راستہ جو ان معارف کے ظہور کے بغیر سلوک کے ساتھ میسر ہو جائے وہ اس راستے سے زیادہ قریب ہے جو اس ظہور پر مشتمل ہے اور نیز اس راہ (توحید شہودی) کے سالکوں میں سے اکثر مطلوب تک پہنچتے ہیں۔ اور اس راہ (توحید وجودی) سے چلنے والے اکثر راستے ہی میں رہ جاتے ہیں۔ اور دریا سے ایک قطرہ لیکر ہی سیراب ہو جاتے ہیں۔ اور ظل کے اصل کے ساتھ اتحاد کے وہم میں گرفتار رہتے اور اصل سے محروم ہو جاتے ہیں ..... (۱)

خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ابتدائی مشرب (توحید وجودی) کا تھا اور ان کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ (۲) مرض موت سے ایک ہفتہ پہلے (۱۶) توحید وجودی کو ایک تنگ کوچہ سمجھنے لگے تھے۔ (۳)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مکتوبات کے دفتر دوم بمہ ۹۹ میں تشریح فرمائی ہے کہ فنا و بقا شہودی ہے۔ وجودی نہیں۔ دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۹۱ میں آپ نے توحید وجودی اور توحید توحیدی کے مراتب پر بھی بحث فرمائی ہے۔ پھر بھی آپ نے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۶۶ (آٹھواں عقیدہ) اور دفتر سوم کے مکتوب

(۱) دفتر اول مکتوب نمبر ۲۷۲۔ (۲) دیکھیں دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۳۱۔

(۳) تفصیل کیلئے دیکھیں مکتوبات امام ربانی رح دفتر اول مکتوب نمبر ۴۳۔

شہودی

(۹۹)

Marfat.com

لمسہ ۸۹ میں شیخ محی الدین ابن عربی رح کو مقبولین میں سمجھا ہے۔ اور انکی خطا کشفی کو خطائے اجتہادی کے حکم میں قرار دیا ہے۔

بہر حال یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے بہت سے اکابر نے عشق الٰہی میں سرشار ہو کر خود کو محو کر دیا اور انہیں زمان و مکان میں بلکہ خود اپنی ذات میں صرف اللہ کا وجود نظر آیا تو وہ توحید وجودی (ہمہ اوست) کا دم بھرنے لگے۔ اس لئے اس عقیدے کے خوب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری حیات طیبہ میں کبھی اور کسی موقع پر انا الحق جیسا کوئی کلمہ (جس سے توحید وجودی ظاہر ہو) اپنی زبان مبارک سے نہیں نکالا اور مخلوق کو کبھی خالق سے بیوستہ نہیں کیا گویا ہماری اصطلاح کے مطابق توحید شہودی یعنی (ہمہ از اوست) پر عمل فرمایا۔ اس لئے موخر عقیدہ جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اختیار کیا ہے وہی افضل و اشرف ہے۔

* لیکن عوام اور غیر مغلوب الحال لوگوں کیلئے یہ نظریہ ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے لوگوں نے نا سمجھی سے اس مسئلہ کی حقیقت کو نہ پایا اور وہ گمراہ ہو گئے۔ غالباً اسی لئے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ ۔ ۔ ۔

Marfat.com

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کا شجرہ بھی بیان کیا جائے۔

شجرہ خاندان نقشبندیہ

باعث تخلیق موجودات۔

حضور سرور کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محسن انسانیت بھی ہیں اور منبع روحانیت بھی ہیں۔ صوفیہ کے تمام سلسلے حضورؐ سے اور حضورؐ کے صحابہ کرامؓ سے زندہ و پائندہ ہیں۔ کس کی زبان میں طاقت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کر سکے بقول جامی ع ... ہمہ قرآن در شان محمدؐ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے کس محبت سے کہا ہوگا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ را بواسطہ آن دوست مے دارم کہ رب محمدؐ است صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مبدا و معاد)

دوشنبہ بارہ ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو یہ نعمت ظاہری آنکھوں سے غائب ہو گئی لیکن ظاہر و باطن، زمان و مکان، اور دنیا کے چپے چپے میں قلب و نظر کے سامنے ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہیگی۔ (۲) امام المسلمین خلیفہ رسولؐ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت کیلئے سورۃ التوبہ (۴۰) الفتح (۲۹) النور (۲۲) الحجرات (۱۳) اللیل (۱۸) وغیرہ کی آیات کافی ہی ہو سکتی ہیں۔ افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ میں یہ واحد صحابی ہیں کہ جن کے ماں باپ بیٹے اور بیوی صحابی تھے ۶۳ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔ بقول اقبال ع ثانی اسلام و غار و بدر و قبر۔

(۱) سلسلہ نقشبندیہ واحد سلسلہ ہے جس میں دو جلیل القدر صحابہ ہیں۔

Marfat.com

(۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آپ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ[1]
(سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے) سورۃ الحدید کی آیت (۲۸) آپ ہی کے متعلق ہے مدائن و عراق
کے گورنر رہے لیکن فقر و ایثار میں بے مثل تھے۔ مدائن میں آرام فرمائیں۔ ۱۰ رجب
سنہ ۳۶ھ تک کم از کم ڈھائی سو سال عمر رہی۔ آپ نے چاروں خلفاء راشدین رضہ سے
فیض پایا اور خصوصیت کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضہ سے مستفیض ہوئے

(۴) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضہ کے پوتے حضرت امام
زین العابدین کے خالہ زاد بھائی اور حضرت امام جعفر صادق رضہ کے نانا تھے۔
مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہائے تابعین میں سے تھے بڑے بڑے فقہا اور علما
آپ سے مستفیض ہوئے ۲۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۱ھ میں وصال ہوا۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق آپ کی والدہ ام فروہ رضہ سیدنا ابوبکر صدیق رضہ کی پوتی بھی تھیں
اور نواسی بھی۔ اس لئے آپ فرمایا کرتے تھے مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی دوہری
اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ سے ائمہ اسلام نے جیسے امام ابوحنیفہ، امام مالک،
یحیٰ بن سعید انصاری، محمد بن اسحٰق، ابن جریج رضہ، سفیان ثوری رضہ اور آپ کے
صاحبزادے حضرت موسیٰ رضہ[2] وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

[1] رواہ الطبرانی (مجمع الزوائد ۶/۱۳۰) والحاکم (کشف الخفاء ۱/۵۵۸)

[2] (۱) بغداد میں حضرت امام موسیٰ الکاظم رضہ کے مزار کے ساتھ ہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ
کا مزار ہے۔ اور وہاں جو مدرسہ ہے وہ حنفی مدرسہ ہے۔

Marfat.com

(۱) ولادت مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ اور وہیں ۶۸ سال کی عمر میں ۱۴۸ھ میں وصال ہوا

روافض نے اپنا باطل مذہب آپ کی طرف منسوب کیا ہے اور معاذ اللہ آپکو تقیہ باز کہا ہے۔ (۶) حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ۔

کنیت ابویزید نام نامی طیفور ابن آدم ابن سروشان۔ لقب سلطان العارفین تھا۔ آپکے دادا آتش پرست تھے پھر مسلمان ہوئے (۲) اویسی طریقے سے آپنے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے فیض پایا (۳) حضرت جنید بغدادی فرماتے تھے کہ "راہ توحید کے سالکوں کی ابتدا بایزید تک کی انتہا کے برابر ہے"۔ حضرت ابوسعید ابوالخیر فرماتے تھے کہ اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں۔ مگر بایزید قدم میں نہیں ہیں۔ (یعنی وہ حق میں محو ہیں) ۷۳ سال کی عمر میں بسطام میں ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو وصال ہوا۔

(۱) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کی نسبت عالیہ کی تفصیل دی ہے دیکھیں مکاشفات عینیہ صفحہ ۱۹-۲۱۔ کراچی ۱۹۶۵ء آپکی روحانیت کے واقعات حضرات القدس ذفراول میں درج ہیں۔ (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک ولی تھے بالواسطہ فیض پانے والوں کو اس زمانے میں برزخی کہا جاتا تھا۔ اس حاشیہ کی عبارت واضح نہیں

(۳) بعض کتابوں میں آپ کو امام علی بن رضا ابن موسیٰ الکاظم ابن امام جعفر صادق رضی سے مستفیض ہونا کہا گیا ہے اسطرح آپ حضرت معروف کرخی رح کے پیر بھائی تھے۔

(۱۰۳)

Marfat.com

(۷) حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ۔

بسطامی رہ سے فیض پایا اور
نام نامی علی بن جعفر تھا۔ اویسی طریقے سے آپ کو حضرت بایزید عشقی رہ سے انہوں
نے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے ابو منظفر مولانا الاترک طوسی سے۔ انہوں نے خواجہ امراۃ بایزید
عشقی رہ سے انہوں نے خواجہ محمد مغربی سے اور انہوں نے حضرت بایزید بسطامی رہ سے کسب
فیض کیا۔ بعض کتابوں میں ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رہ جب خرقان سے گذرتے
تو فرماتے تھے ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کہ یہاں ایک مرد خدا کی خوشبو پاتا
ہوں جو مجھ سے سو برس بعد پیدا ہوگا۔ حضرت خرقانی رہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی وراثت کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔ نہ کہ
کاغذ سیاہ کئے جائیں۔ سلطان محمود غزنوی رہ (م ۴۲۱ھ) سے آپ کا معتقد تھا اور
ابو علی بن سینا (م ۴۲۸ھ) نے بھی آپ کی کرامت اور بزرگی کا اعتراف کیا ہے
خرقان میں ۱۵ رمضان ۴۲۵ھ کو آپ کا وصال ہوا (۱)

آپ کے بعد حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۰ھ) کا نام آتا ہے جن
سے شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ بیعت تھے۔ لیکن وہ بطور اویسیت شیخ ابوالحسن
خرقانی رہ سے مستفیض ہوئے تھے۔ بعض کتابوں میں ہے کہ شیخ ابوالحسن ابوالقاسم گرگانی
کو ارادت شیخ ابوعثمان مغربی سے تھی۔ انکو ابو علی کاتب، انکو ابو علی
رودباری رحمۃ اللہ سے اور ان کو حضرت جنید بغدادی قدس سرہ

(۱) حضرت القدس دفتر اول میں آپکے اقوال درج ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ صاحب بہجۃ الاسرار نے غوثِ پاک کی زبانی خواجہ یوسف ہمدانی کی حضرت میں اپنی حاضری کا واقعہ نقل کیا ہے:

ہمدان سے ایک مردِ خدا بغداد میں آیا جسے یوسف ہمدانی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور انہیں لوگ قطب بھی کہتے تھے۔ انہوں نے رباط میں قیام فرمایا، جب میں نے ان کے بارے میں سنا تو میں رباط کی طرف چل پڑا، وہاں میں نے انہیں نہ دیکھا تو میں نے ان کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تہ خانہ میں ہیں، میں ان کے پاس گیا تو مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے قریب بٹھا لیا۔ اور میں نے اپنے تمام احوال انہوں نے میرے تمام احوال میرے سامنے بیان کر دیئے اور میری تمام مشکلات حل کر دیں۔

Marfat.com

سے تھی اور اسی طرح یہ سلسلہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مل جاتا ہے۔ (۱)

(۸) حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ ابو القاسم رح گرگانی سے بیعت تھے اور انکے داماد بھی تھے۔ اور شیخ ابو سعید ابو الخیر رح (م ۴۴۰ھ) سے بھی ارادت رکھتے تھے۔ (۲) آپ کو وجد و کیف بہت ہوتا تھا ابو القاسم قشیری رح (م ۴۶۵ھ) سے بھی مستفیض ہوئے تھے اور بطور اویسیت حضرت ابو الحسن خرقانی رح سے بھی فیض یافتہ تھے۔ طوس میں ۴ ربیع الاول ۵۱۱ھ کو وصال ہوا۔ (۳) آپ کی ولادت ۴۰۷ھ میں اور وفات ربیع الثانی ۴۷۷ھ میں طوس میں ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ و سیر اعلام النبلاء)

(۹) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو یعقوب کنیت تھی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں ہمدان سے بغداد تشریف لے گئے اور فقہ و حدیث کے علوم پر عبور حاصل کیا۔ حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ (م ۵۶۱ھ) آپ سے مستفیض ہوئے ہیں۔ اور حضرت معین الدین چشتی رح قدس سرہ (م ۶۳۳ھ) آپ کے یہاں چھ ماہ تک مقیم رہے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی ہجری کے مجدد تھے۔ ولادت ۴۴۰ھ میں اور وصال ۵۳۵ھ میں ہوا حکیم سنائی غزنوی رح (م ۵۴۵ھ) آپ کے مرید ہیں

(۱) دیکھیں حضرات القدس دفتر اول صفحہ ۱۱۱

(۲) ایضاً حضرت امام جام رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ ابو سعید ابو الخیر کے مرید تھے۔

(۳) ڈاکٹر پیر محمد حسن نے رسالہ قشیریہ کے ترجمے کے مقدمے میں (صفحہ ۹۷) آپ کے انتقال کی تاریخ ربیع الآخر ۴۷۷ھ لکھا ہے۔ امام غزالی رح (م ۵۰۵ھ) حضرت ابو علی فارابی فارمدی اور مرتضیٰ طوسی المعالی (م ۴۸۰ھ) سے مستفیض تھے۔

حضرت خواجہ اجمیری کی پیدائش ۵۳۷ھ ہے اور خواجہ عمران کی وفات ۵۳۵ھ ہے اس لئے یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی

(۱۰۵)

کہ بہجۃ الاسرار (عربی) لعلی بن یوسف ص ۴۷

Marfat.com

(۱۰) حضرت عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ امام مالک رح کی اولاد میں سے تھے منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا کہ حوض میں اترو اور غوطہ لگاؤ اور دل سے کہو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے اسی طرح کیا اور ذکر خفی اختیار کیا۔ (۱) پھر حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو خواجہ یوسف ہمدانی رح کی طرف رجوع کرایا۔ آپ سنت کے سخت متبع تھے اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ نے خصوصیت سے کم کھانے کم سونے اور کم بولنے کی تاکید فرمائی ہے۔ وہ آٹھ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں۔ (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگاہ داشت اور (۸) یاد داشت۔ غجدوان (بخارا کے قریب ہے) ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو وصال ہوا۔ (۲)

(۱۱) ~~حضرت خواجہ~~

(۱) اسی لئے بعض حضرات پانی میں بیٹھ کر حبس دم کرتے ہیں۔

(۲) حضرات القدس دفتر اول میں ۶۱۷ھ یا ۶۱۶ھ یا ۶۱۵ھ میں ہے۔

(۱۰۶)

Marfat.com

(۱۱۶) حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ۔

مولد و مدفن بخارا اور غجدوان کے قریب ریوگر ہے علم و حلم اور زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔ تصوف میں آپ کا ایک رسالہ عارف نامہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسمٰعیل خان) میں موجود ہے۔

سنہ ۶۱۶ھ یا سنہ ۶۱۷ھ میں وصال ہوا۔

(۱۲۱) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

شہر بخارا سے نو میل کے فاصلے پر موضع انجیر فغنی آپ کا مولد و مدفن ہے آپ نے اپنے شیخ (۲) کی اجازت سے ذکر جہر اختیار کر لیا تھا (حالانکہ آپ کے شیخ اور ان کے شیخ خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ ذکر خفی ہی کرتے تھے)

خواجہ محمود (۱) فرماتے تھے کہ ذکر جہر اس شخص کیلئے درست ہے جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور اس کا حلق، لقمہ حرام و شبہ سے پاک ہو۔ اور اس کا دل صاف ہو ریا اور سمعہ سے یعنی لوگوں کو دکھانے اور سنانے سے) اور اس کا دماغ خالی ہو غیر اللہ کی طرف متوجہ کرنے سے" (۳) لیکن بعد میں آپ نے ذکر خفی اختیار کر لیا تھا۔ سنہ ۷۱۵ھ یا سنہ ۷۱۷ھ میں وصال ہوا۔ ~~(۱۲۱) حضرت خواجہ~~

(۱) بعض کتابوں میں خواجہ محمود (۱) کو ابو انجیر لکھا ہے جو صحیح نہ ہوگا۔

(۲) اور (۳) حضرات القدس دفتر اول دیکھیں۔

(۱۰۷)

Marfat.com

(۱۳) حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ۔

شہر بخارا سے دو کوس پر قصبہ رامیتن میں پیدا ہوئے آپ اپنے آپ کو عزیزان کہا کرتے تھے اس لئے یہی شہرت سے لقب مشہور ہوا۔ آپ فرماتے تھے کہ ؎ باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت۔ وز تو نہ رمید زحمت آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں مے باش۔ ورنہ نہ کند روح عزیزاں بجلت۔

آپ کے دو فرزند تھے (۱) خواجہ محمد جو حضرت والد ماجد بزرگوار رح کے ۱۹ روز بعد فوت ہو گئے۔ (۲) خواجہ ابراہیم انہوں نے والد بزرگوار رح کے مقامات پر ایک رسالہ لکھا تھا۔ آپ کے بہت سے اقوال ہیں مثلاً "یارِ نیک" کارِ نیک" سے بہتر ہے۔ فقیر وہ ہے جو ہاتھ میں اور دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رکھتا۔ خدا سے سوا خدا کے کچھ نہ مانگو۔ (۱)

حضرت عزیزان رحمۃ اللہ نے بتاریخ ۲۸ ذوالقعدہ ۷۱۵ھ میں وفات پائی ..... آپ کا مزار مبارک خوارم میں مشہور و معروف ہے۔

(۱۴) حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ رامیتن کے قریب سماس آپ کا مولد و مدفن ہے۔ محویت اور استغراق کی کیفیت اکثر رہتی تھی۔ جب آپ کا گذر قصر ہندوان پر ہوتا۔ جو حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کا مولد تھا۔ تو آپ فرماتے تھے کہ یہ قصر ہندوان جلد قصرِ عارفان ہو جائے گا حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کو آپ نے اپنی فرزندی میں قبول کر لیا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ یہ بچہ جلد اپنے وقت کا مقتدا ہو گا۔ ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ کو وصال ہوا۔

(۱) حضرات القدس دفتر اول میں بہت سے اقوال درج ہیں۔

(۱۰۸)

Marfat.com

(۱۵) حضرت سیّد شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ عالی نسب سیّد تھے۔ بخارا کے قریب قریہ میسوخار آپ کا مولد و مدفن ہے؟ آپ زراعت کرتے تھے لیکن کوزہ گری بھی کرتے تھے۔ اسی لئے کلال مشہور ہیں۔ جوانی میں پہلوانی اور کشتی کرتے تھے۔ ایک کشتی کے وقت حضرت بابا سماسی رح کا گزر ہوا تو انہوں نے انہی طرف متوجہ کر لیا اور طریقہ عالیہ میں داخل کر کے اپنی فرزندی میں قبول کر لیا۔ آپ تیس ۳۰ سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور بروز پنج شنبہ ۸ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ کو وصال ہوا۔ (۱)

(۱۶) حضرت خواجہ خواجگان سیّد بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ

آپ سلسلہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔ کم خوابی اور خواب بافی کے پیشے کی وجہ سے یا الٰہی کا نقش دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے آپ نقشبند مشہور ہیں۔ بظاہر امیر کلال رح اللہ سے بیعت تھے لیکن بطور اویسیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ سے مستفیض ہوئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے مطابق نقشبندیہ سلسلہ آپ پر خاتمہ ہوا۔ (۲) مولانا جامی رح (م ۸۹۸ھ) فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت امیر کلال رح کے سوانح انکی صاحبزادی کے پوتے نے لکھے تھے۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۶۱ء میں آپ کا نام سید امیر کلال رح سے شائع کئے۔ (۲) آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ ناد علی اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ حضور ﷺ کی سنت کی بدرجہ کمال پیروی کرنا اور صحابہ کرام کے آثار کی پیروی کرنا۔ اس راستے میں ہم کو فضل سے لیا گیا ہے۔ اور آخر تک ہم اسی فضل حق سبحانہ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقے میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں۔ دیکھیں حضرات القدس

Marfat.com

سکہ کہ در بطحا یثرب و بطحا زدند۔ نوبتِ آخر بہ بخارا زدند۔

از خط آں سکہ نہ شد بہرہ مند جز دلِ بے نقش شہ نقشبند رح

رشحات میں خواجہ عبید اللہ احرار رح سے منقول ہے کہ "یہ طریقہ اقرب اور موصل کیوں نہ ہو جب کہ اسکی انتہا اسکی ابتدا میں مندرج ہے"۔

آپ کا فیض امیر و غریب سب پر تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوبات (۹۲/۳) میں امیر تیمور کا ذکر فرماتے ہیں کہ وہ آپکی خانقاہ کی گرد کو صندل و عبیر کی طرح اپنے اوپر لے رہا تھا تو اس کے انتقال پر آپ نے فرمایا کہ "تیمور مر گیا اور ایمان لے کر گیا"۔ آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں دوشنبہ ۳/ ربیع الاول سنہ ۷۹۱ھ کو وصال فرمایا اور آپ کا مولد قصر ہندوان (جس کا ذکر خواجہ محمد بابا سماسی رح کے حالات میں آیا ہے) قصر عرفان جس کا اعداد ۷۹۱ ہوتے ہیں۔) بن گیا۔ آپکی وصیت کے مطابق آپ کے جنازے کے آگے یہ رباعی پڑھی گئی۔ مفلسانیم آمدہ در کوئے تو۔

شیئاً للہ از جمال روئے تو۔ دست بکشا جانب زنبیل ما۔

آفریں بر دست و بر بازوئے تو۔ (۱)

(۱) آپ کے حالات تفصیل سے حضرات القدس کے دفتر اول میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

(۱)

آپ کے چار خلفا بہت مشہور ہیں۔ (۱) خواجہ علاؤ الدین عطار (۲) خواجہ محمد پارسا۔ (۳) خواجہ علاؤ الدین غجدوانی (۴) مولانا یعقوب چرخی (رحمۃ اللہ علیہم)

(۱۷) حضرت خواجہ علاء الدین عطار

آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ کے داماد تھے۔ اور شروع ہی سے صاحب حال تھے۔ آپکی تکمیل سلوک کے بعد حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے تمام طالبان حق کی تربیت آپ ہی کے سپرد کر دی تھی۔ سید شریف جرجانی (م ۸۲۵ھ) جنہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا اور جو حضرت سعدی (م ۶۹۰ھ) سے منسوب کر دیا گیا ہے فرماتے تھے کہ "بخدا میں نے خدا کو نہیں پہچانا تھا جیسا کہ چاہیئے تھا جب تک کہ میں حضرت علاؤ الدین عطار کی خدمت میں نہیں پہنچا"

حضرت علاؤ الدین عطار کے اس شعر سے آپ کے بلند مقامات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

گر نہ شکستی دل دربان راز ۔ قفل جہاں را ہمہ بکشادمے۔ (۲)

---

(۱) حافظ شیرازی (م ۷۹۱ھ) نے آپکے انتقال پر یہ اشعار لکھے تھے۔

بہاء الحق والدین طاب مثواہ۔ امام سنت و شیخ جماعت۔ چوں مے رفت از جہاں ایں بیت مے خواند۔ بر اہل فضل و ارباب براعت۔ بطاعت قرب یزدان مے تواں یافت۔ قدم در نہ گرت ہست استطاعت بدیں دستور تاریخ وفاتش۔ بروں آر از حروف قرب طاعت۔ قرب طاعت سے ۷۸۲ھ کے اعداد بنتے ہیں لیکن "قدم در نہ" کی رعایت سے نہ (۹) کے اعداد شامل کر دیں تو ۷۹۱ھ بن جاتا ہے۔ (۲) مکتوبات امام ربانی (۱/۲۰۰) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بھی آپکی روحانیت سے مستفیض ہوئے تھے۔ دیکھیں (مبدء و معاد) ۔ مینا نمبر (۱)

(۱۱۱)

Marfat.com

مرض الموت میں آپ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث اس لئے ہوئے تھے کہ بشریت کی رسوم عادات کو مٹائیں اور سنت کی عادت پیدا کرائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام کاموں میں احتیاط اور عزیمت پر عمل کرو اور بزرگوں کی صحبت اختیار کرو۔ ۲ رجب ۵۸۳ھ (۱۱۸۷ء) کو چغانیان (ماوراء النہر) میں وصال ہوا۔

(۱۸) حضرت مولانا یعقوب چرخی۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی بیعت اور اجازت حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ سے ہے۔ لیکن تکمیل سلوک خواجہ علاؤ الدین عطار، سے ہوئی۔ فیوض باطنی اور فیوض علمی دونوں آپکی بدولت ہوئے۔ آپکی ایک فارسی تفسیر (۳) (سورۃ الفاتحہ اور آخری دو پاروں کی) مشہور ہے۔ جس میں جگہ جگہ بزرگان دین رح کے اقوال بھی ہیں۔ یہ غور (علاقہ ماوراء النہر) میں ۸۳۸ھ یا ۸۵۱ھ میں انتقال ہوا۔

(۳) یہ تفسیر عرصہ ہوا بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔ راقم الحروف کے پاس اس کا عمدہ قلمی نسخہ موجود ہے)

(۱۱۲)

Marfat.com

(۱۹) مولانا عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔

ع امانت دار او یعقوب چرخی رہ (مولانا جامیؒ)

آپ حضرت یعقوب چرخی رہ کے خاص خلیفے تھے حضرت علاؤ الدین عطارہ رہ اور دوسرے مشائخ سے بھی مستفیض ہوئے ہیں۔ بادشاہ وقت (سلطان ابو سعید) آپکے مرید ہوئے مولانا جامیؒ اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ ...

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد ۔ بتدبیر عبید اللہی آمد۔

آپ ہی کی دعا سے سلطان ابو سعید نے سمرقند کے بادشاہ میرزا عبد اللہ بن ابراہیم بن شاہرخ پر اور بادشاہ بابر (م ۹۳۷ھ) پر فتح پائی تھی۔ آپنے شریعت کی ترویج میں بہت کوشش فرمائی۔ اور آپ اپنے سلسلے کے ایک امام سمجھے گئے ہیں۔ آپکی کرامات بکثرت ہیں۔ کہ بکثرت لوگ شریعت کے متبع بن گئے تھے۔ سمرقند میں ۸۹ سال کی عمر میں (۸۹۵ھ) میں وصال ہوا۔

(۲۰) حضرت مولانا زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ احرار قدس سرہٗ کی ایک مجلس میں آپ کا سلوک مکمل ہوا۔ حضرت یعقوب چرخی رہ کے عزیزوں میں سے تھے سلطان محمود میرزا نے جب اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کیلئے سمرقند کا محاصرہ کیا تو آپکی دعا سے اس کی فتح شکست سے بدل گئی اور سلطان احمد میرزا سرخرو ہوا غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ کو وصال ہوا۔ (ماوراء النہر) میں وخش آپکا مولد و مدفن ہے۔

(۱۱۳)

Marfat.com

(۲۱) حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ مولانا زاہد وخشی کے خلیفہ بھی ہیں اور بھانجے بھی اور حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ خود کو پوشیدہ رکھتے تھے لیکن ایک بزرگ شیخ نور الدین خوافی نے جب امکنہ تشریف لائے تو لوگوں سے آپ کا چرچا اور انکو آپ سے مستفیض کیا کرایا۔ ایک بزرگ شیخ حسین خوارزمی کی عادت تھی کہ جب کوئی درویش ان سے ملتا تو اسکی نسبت سلب کر لیتے۔ مولانا محمد درویش کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے انکی نسبت سلب کر لی۔ وہ بہت شرمندہ اور معذرت خواہ ہوئے۔ استفراز ماوراء النہر) میں ۱۹ محرم کو سنہ ۹۷۰ھ کو وصال ہوا۔

(۲۲) حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپنے سلسلہ نقشبندیہ کو صحیح طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ذکر جہر اور تہجد با جماعت وغیرہ باتوں کو رواج دیا۔ بخارا کے قریب باقی محمد خان کی تھوڑی سی فوج نے آپکی دعا سے پیر محمد خان کی پچاس ہزار سواروں کی فوج کو شکست دی۔ آپ ہی نے خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو برصغیر پاک وہند کی اصلاح کیلئے بھیجا تھا۔ امکنہ و مضافات بخارا میں قریب نوے سال کی عمر سنہ ۱۰۰۸ھ میں وصال ہوا۔ وصال سے ایک دن پہلے آپنے یہ دو شعر خواجہ باقی باللہ کو بھیجے تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ۔ نہ دانم کنون تا چہ پیش آیدم۔
جدائی مبادا مرا از خدا ۔ دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم۔ (۱)

(۱) مذکورہ بالا بزرگوں کے مفصل حالات حضرات القدس دفتر اول میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

(۲۲) خواجہ بے رنگ محمد باقی، باقی باللہ قدس سرہٗ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام خلجی قریشی رح سمرقند سے کابل آ گئے تھے وہیں خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ننھیال کا تعلق حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ سے ہے۔ نانی صاحبہ سید تھیں۔ حضرت خواجہ محمد امکنگی رح نے آپکو ہندوستان جانے کیلئے فرمایا تو آپ نے عاجزی ظاہر کی پھر استخارہ کرنے کیلئے فرمایا تو آپ نے استخارہ میں دیکھا کہ ایک شاخ پر طوطا بیٹھا ہے۔ پھر وہ طوطا آپکے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ آپنے اسکی چونچ میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور اس طوطے نے آپ کے منہ میں شکر ڈالی۔ یہ بات جب حضرت امکنگی رح نے سنی تو حکم ہوا کہ اب فوراً ہندوستان جائیں کہ طوطا وہیں کا پرندہ ہے اور کوئی مرد خدا آپ سے مستفیض ہو کر ایک عالم کو فیض پہنچائیگا۔ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مراد ہیں۔ چنانچہ آپ لاہور تشریف لے آئے۔ اور قریب ایک سال تک وہاں قیام فرمایا۔ پھر ماوراالنہر تشریف لے گئے لیکن پھر واپس ہو لئے۔ اور دھلی میں قیام فرمایا وہاں جمنا کے کنارے قلعہ فیروز آبادی میں قیام تھا۔ ایک ہی مراقبے میں پوری رات گذار دیتے تھے اور جس شخص پر نظر ڈالتے تھے تڑپ جاتا تھا۔ چنانچہ ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔ ۱۰۰۸ھ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی دھلی میں آپ سے بیعت ہوئے۔ اور بہت جلد مدارج اعلیٰ پر فائز ہو گئے۔

(۱۱۵)

Marfat.com

امرا اور وزراء بھی وغیرہ بھی آپکے معتقد ہوئے۔ اور قریب پانچ سال تک
قیام فرما کر ۲۵/ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ کو وصال فرمایا۔ (۱)

(۲۴) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ
آپکا نسب شریف ۲۸ پشتوں میں حضرت عمر فاروق رضہ سے ملتا ہے۔ ۹۷۱ھ
میں سرھند میں پیدا ہوئے اور ۶۳ سال کی عمر میں وہیں ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو
وصال ہوا۔ آپکے خلفا یعنی حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رح نے نزہۃ المقامات میں
اور حضرت خواجہ بدر الدین سرھندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات القدس دفتر دوم
میں آپکے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور موجودہ دور میں حضرت مولانا شاہ زوار حسین رح
(م ۱۴۰۰ھ) کی کتاب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نہایت مکمل و مفصل ہے،
آپنے جو کچھ کیا وہ ایک عالم پر روشن ہے اور موجودہ زمانے میں دابکر کے بعد اسلام
اور مسلمانوں کی جس قدر بقا اور سلامتی نظر آتی ہے وہ محض آپکے فیض سے ہے۔
حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے صرف دو جملے آپکے متعلق عرض کرنا کافی
ہوگا۔

(۱) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ پر مفصل مقالہ ڈاکٹر سید محمد عشرت علی ہاشمی صاحب کا
ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

فرماتے ہیں "شیخ احمد آفتابے است کہ مثل ماہ ہزاراں ستارہ بگرد
سایۂ او گم اند"

(۲) "مثل ایشاں درین وقت زیر فلک نیست"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات (تین دفتر)، ان کی دیگر تصانیف اور خود ان کی عملی زندگی کے فیوض و برکات اظہر من الشمس ہیں۔ زبان و قلم میں یارا نہیں کہ ان کی صحیح قدر و منزلت بیان کی جا سکے۔

یہاں یہ بات بھی عرض کرنے کی ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے راہ سلوک کی سولہ منزلیں بتائی تھیں جنھیں اصطلاح میں اسباق کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) لطیفۂ قلب (۲) لطیفۂ روح (۳) لطیفۂ سر (۴) لطیفۂ خفی (۵) لطیفۂ اخفی (۶) لطیفۂ نفس (۷) لطیفۂ قالبیہ (۸) ذکر نفی اثبات (۹) ذکر تہلیل لسانی (۱۰) مراقبۂ احدیت (۱۱) مشارب اول (۱۲) مشارب دوم (۱۳) مشارب سوم (۱۴) مشارب چہارم (۱۵) مشارب پنجم (۱۶) مراقبۂ معیت

ان سولہ اسباق کو سلوک باقیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان اسباق کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے انیس اسباق کا اضافہ فرمایا۔ ان تمام کا خلاصہ یہ ہے:

"اول استغراق و جذبات جو قلب میں حاصل ہوتے ہیں اس کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں اس کے بعد استہلاک و اضمحلال نفس میں اور توحید وجودی حاصل ہوتی ہے، اس کو ولایت کبریٰ کہتے ہیں پھر توحید شہودی اور کمال استہلاک و اضمحلال اور فنائے رنانیت حاصل ہوتی ہے اس کو کمالات شہودی کہتے ہیں۔ اس کے بعد تمام وجود میں اضمحلال حاصل ہوتا ہے اور بتدریج وسعت باطن اور کمال وسعت

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے اس کو حقائق البیہ کہتے ہیں پھر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اُنس و محبت و اُلفت، خصوصاً سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور ایمانیات و عقائد حقہ میں قوت حاصل ہوتی ہے اس کو حقائق انبیاء (علیہم السلام) کہتے ہیں ۔۔۔۔" (۱)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مقامات صرف شیخ کامل کی صحبت اور شفقت ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں کوئی اپنے طور پر ان کو حاصل کرنا چاہے تو فائدہ نہیں کسی نے سچ کہا ہے:۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر فلک باشد سیہ ہستش ورق (۲)

(۱) عمدۃ السلوک حصہ دوم (از حضرت شاہ نثار حسین علیہ الرحمۃ) ۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جو انیس اسباق کا اضافہ کیا ہے ان کی تفصیل بھی اسی کتاب میں مل سکتی ہے

(۲) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بعد راقم الحروف کا سلسلہ اس طرح ہے:۔

(۲۵) حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رح (م ۱۰۷۹ھ) (۲۶) حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی رح (م ۱۰۹۶ھ) (۲۷) حضرت مولانا سید نور محمد بدایونی رح (م ۱۱۳۵ھ) (۲۸) حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید رح (م ۱۱۹۵ھ) (۲۹) حضرت شاہ غلام علی (عبداللہ) (م ۱۲۴۰ھ) (۳۰) حضرت مولانا ابوسعید زکی القدر رح (م ۱۲۵۰ھ) (۳۱) حضرت شاہ احمد سعید رح (م ۱۲۷۷ھ) (۳۲) حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رح (م ۱۲۸۴ھ) (۳۳) حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رح (م ۱۳۱۴ھ) (۳۴) حضرت خواجہ سراج الدین رح (م ۱۳۳۳ھ) (۳۵) حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی رح (م ۱۳۵۴ھ) (۳۶) حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رح (م ۱۳۶۳ھ)

(۳۷) حضرت مولانا شاہ نثار حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ)
(حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۸۹ھ سے بھی فیض حاصل ہوا ہے)

Marfat.com

باب سوم

متقدّمین

شروع سے خواجہ اکلنکی تک

Marfat.com

(اولیائے نقشبندیہ کی علمی و ادبی خدمات)

باب سوم متقدمین - شروع سے خواجہ محمد امکنگی تک۔

(۱) یوں تو حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ (م ۷۹۱ھ) سے سلسلۂ نقشبندیہ متعین کیا جاتا ہے لیکن ان سے پہلے کے بزرگوں نے بھی کچھ نہ کچھ علمی سرمایہ چھوڑا ہے۔ مثلاً حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (م ۴۲۵ھ) کے دامن فیض سے وابستہ حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۲۵ھ) بھی تھے (۱) انکی رباعیات سے کون واقف نہیں؟ وہ غالباً پہلے شخص ہیں جنہوں نے متصوفانہ اسرار و رموز کو پہلی بار نظم کیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ اچھی امید رکھنے پر زور دیا انکی بعض مشہور رباعیاں یہ ہیں۔

باز باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ۔
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔
گفتم کہ کرائی تو بدیں زیبائی ۔ گفتا خود را کہ من خودم یکتائی۔
ہم عشقم و ہم عاشقم و ہم معشوقم ۔ ہم آئینہ، ہم جمال، ہم بینائی۔
گر سبحہ صد دانہ شماری خوب است ۔ ور جام مے از کف نگذاری خوب است۔
گفتا چہ کنم، چہ تحفہ آرم بر دوست ۔ بے درد میا ہر چہ آری خوب است۔

(۱) آپکے مفصل حالات آپکے نواسے محمد منور رح کی تصنیف اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید میں ملتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رح نے دفتر اول مکتوب ۲۹۰ - حضرت ابوسعید ابوالخیر حضرت بہاء الدین نقشبند رح خواجہ محمد باقی خواجہ محمد عارف ریوگری رح خواجہ عبید اللہ رح احرار - کے سلوک، جذبہ، اور سیور وغیرہ کی وضاحت فرمائی ہے۔

Marfat.com

(۲) پھر امام غزالی رح (۵۰۵ھ) کا زمانہ آتا ہے وہ شیخ ابوعلی فارمدی (۵۱۱ھ) سے بیعت تھے۔ جو شیخ ابوالقاسم گرگانی رح (۴۵۰ھ) سے ارادت رکھتے تھے ہیں۔ لیکن بطور اویسیت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ سے مستفیض تھے۔ امام غزالی رح کی علمی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ انہوں نے قریب ستر کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ احیاء علوم الدین (عربی)، کیمیائے سعادت (فارسی)، المنقذ من الضلال (عربی)، تہافتہ الفلاسفہ (عربی) اور وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے فلسفے پر تنقید کی۔ اور انکے مختلف جماعتوں کا جائزہ لیا۔ انکے مباحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ (۱) دھریئے سب سے قدیم فلسفی ہیں۔ انہوں نے ایک ایسے صانع کا انکار کیا جو مدبر عالم، ذی علم۔ اور ذی قدرت ہے۔ (۲) طبیعین زیادہ تر علم طبیعیات اور حیوانات کے عجائب سے بحث کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ روح فنا ہو کر زندہ نہیں ہوگی۔ انہوں نے اسی لئے آخرت، جنت، دوزخ وغیرہ کا انکار کیا۔ اور بے لگام ہو کر خواہشات نفسانی میں مبتلا ہو گئے۔ (۳) الٰہیین۔ بعد میں آئے۔ یعنی سقراط۔ افلاطون اور ارسطو وغیرہ۔ ارسطو نے اس گروہ کے علوم کی کاٹ چھانٹ کی۔ اور دھریہ اور طبیعیہ دونوں کی تردید کی امام غزالی رح نے فلاسفہ یونان میں ارسطو کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے لیکن جن فلاسفہ اسلام نے اس کی پیروی کی تھی۔ انکی انہوں نے مذمت کی ہے اور ان کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دین کو فلسفہ بننے سے بچا لیا۔

اور اس بات پر زور دیا کہ دین تو تزکیہ سکھاتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ اسے تمام رذائل سے پاک کرے اور اپنے قلب کو غیر اللہ سے خالی کرے۔ پروفیسر براؤن نے صحیح لکھا ہے کہ:۔

"He is the most influential, if not one of greatest thinkers of this period — The Theologian who did more than any one else to bring to an end the reign of philosophy in Islam, and to set up in its stead a devotional mysticism which is at once the highest expression and the clearest limitation of the orthodox Muhammadan doctrine." ①

① A literary history of Persia Vol II. p. 293.

(۲) یہ بات بھی ملحوظ رکھنے کی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۷۹ھ) کے پیر حضرت ابوالفضل محمد بن حسین ختلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۱ھ) تھے جو ایک واسطے سے شیخ شبلی رح اور حضرت جنید رح کے مرید تھے۔ امام غزالی کی ارادت شیخ ابوعلی فارمدی سے تھی انکے شیخ ابوالقاسم گرگانی سے۔ انکے شیخ عثمان مغربی رح سے انکے ابوعلی کاتب اسے انکے ابوعلی رودباری اسے تھی اور انکے حضرت جنید بغدادی رح سے تھی۔ سو خرالذکر کا سلسلہ حضرت علی کرم وجہہ سے مل جاتا ہے ② چنانچہ امام غزالی رح کی طرح حضرت داتا گنج بخش رح کا سلسلہ بھی نقشبندیہ بن جاتا ہے

① A Literary history of Persia vol. II. p. 293

② حضرات القدس دفتر اول (سیالکوٹ) سنہ ۱۴۰۱ھ صفحہ ۱۱۱

Marfat.com

(۴) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رقدس سرہ (م ۵۳۵ھ) کو حضرت شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہ (۵۱۱ھ) سے ارادت تھی۔ یعنی امام غزالی رح کے پیر بھائی تھے اٹھارہ سال کی عمر میں آپنے بغداد میں علامہ ابواسحٰق شیرازی۔ رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ حاصل کیا اور بہت جلد تمام ساتھیوں پر فوقیت حاصل کرلی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ بھی آپ سے مستفیض ہوئے ہیں۔

سماع اور کشف کے متعلق آپکا ایک قول منقول ہے۔

وہ سماع ایک سفیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیام رساں اور بشارت دینے والا اور موارد فتح اور فرائد غیب ہے۔ سماع جسموں کی دوا اور روحوں کی غذا ہے۔ دلوں کی حیات اور بقائے اسرار، نیز سر کا ظاہر کرنے والا ہے۔ اور کشف ایک چمکنے والی بجلی اور آفتاب ہے۔ اور ارواح کا سماع قلب کو سنانے کی وجہ سے بساط قرب ہے حضوری کے شاہد کے ساتھ ہے بغیر حضور نفس کے۔ یہ بس طریق ہے کہ ہر لحظہ پورا غور و فکر و تدبر تفکر ہو (۱)

(۵) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رح قدس سرہ کے مرید حضرت ابوالمجد مجدود سنائی

---

(۱) حضرات القدس دفتر اول صفحہ ۱۱۶ سماع آجکل کی قوالی نہیں ہے جس میں خلاف شرع باتیں ہوتی ہیں یہ صرف عشق الٰہی کے جذبہ کو برانگیختہ کرنے کیلئے اور حدود شریعہ میں رہ کر کلام سننے اور سنانے کو کہتے ہیں اور وہ صرف ان کیلئے جائز ہے جو محبت الٰہی میں مستغرق ہوں اور آداب و شرائط کی پوری رعایت رکھتے ہوں۔ حضرت داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں اس موضوع پر بحث کی ہے۔

Marfat.com

(۲)

غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۵ھ) ہم تھے (۲) وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ۵۲۵ھ میں متصوفانہ مثنوی حدیقۃ الحقیقہ لکھی۔ اس مثنوی میں دس ابواب ہیں۔

(۱) تمجید و تعظیم باری تعالیٰ۔ (۲) نعت۔ (۳) صفت عقل۔ (۴) فضیلت علم۔ (۵) مذمت غفلت۔ (۶) صفت افلاک و بروج۔ (۷) حکمت و امثال (۸) عشق و محبت۔ (۹) احوال خود (۱۰) مدح بہرام شاہ غزنوی و امراء۔

اس مثنوی میں تجرید و تفرید وغیرہ متصوفانہ مضامین پہلی بار بیان ہوئے۔ تو غزنین کے علماء نے اختلاف کیا۔ چنانچہ آپ نے ایک منظوم خط کے ساتھ یہ مثنوی بغداد کے بزرگ عالم۔ برہان الدین ابوالحسن علی بن ناصر غزنوی رح کو بھیجی۔ انہوں نے بعض دوسرے علماء کے مشورے کے بعد اس مثنوی کو سراہا۔ اور سنائی کے خلاف مشورش کو ٹھنڈا کیا۔

اس مثنوی کے پہلے باب کے پند اشعار یہ ہیں۔

پایہ بسیار سوئے بام بلند :: تو بیک پایہ چوں شوی خرسند

از پئے کارت آفریدستند :: جامہ خلعت برید ستند۔

تو بخلقاں چراشوی قانع :: چوں نہ گردی بداں جلل طامع

ملک ملک از کجا بدست آری :: چوں مہی شصت روز بیکاری۔

(۱) نورالحسن شوستری کی طرح آجکل کے ایرانی مصنفین کی کوشش ہے۔ کہ سنی شعراء کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے یا تو کچھ اشعار۔ (جو اسے متعلق) ان کے کلام میں شامل کر دیے جائیں۔ یا غلط روایات گھڑ لی جائیں چنانچہ مدرس رضوی نے جو دیوان سنائی (تہران ۱۳۳۱ھ) شائع کیا ہے اس کے مقدمہ (صہ ب) میں سنائی کو خواجہ یوسف ہمدانی رح کا مرید کہتے ہوئے بھی شیعہ بنانے کی کوشش کی ہے)

Idem (۱۲۵) غالباً صفحہ جلد ۱

105-

Marfat.com

روز بیکاری و شب آسانی ؛ کے رسی بر سریر سلطانی۔

تاج تخت ملوک بنیم میغ ؛ دستہ گرز داں و قبضۂ تیغ۔

آل برمک ز جود کس گشتند ؛ با سخاوت چوں ہم نفس گشتند۔

نام ایشاں چوں روح باقی ماند ؛ ور چہ گردوں فنائے ایشاں ماند۔

(باب پنجم کے چند اشعار یہ ہیں)

ہر شبے کاں زمانہ بر تو شمرد ؛ روزے از زندگانی تو ببرد۔

در رخ ماہ تو کسے خندد ؛ کہ از و سود و مزد بر بندد۔

پس تو بارے چرا نگری خون ؛ کت از و جان کم است وام فزون۔

آپکی مثنویاں یہ ہیں۔

(۱) حدیقۃ الحقیقہ۔ (۲) سیر العباد۔ (۳) طریق التحقیق۔ (۴) عقل نامہ۔ (۵) کارنامہ بلخ (۶) عشق نامہ۔ (۷) بہرام و بہروز ؛۔ انکے علاوہ قصائد غزلیات اور رباعیات بھی ہیں۔

(۶) پھر حضرت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ (م ۵۷۵ھ) کا زمانہ آتا ہے (۱) مولانا فضل اللہ روزبہانی رح (المشہور مولانا اصفہانی) نے آپکے وصایا کی شرح (شرح وصایائے خواجہ عبدالخالق) سنہ ۹۰۰ھ میں لکھی تھی۔ جو علوم و معارف کا خزینہ ہے۔ یہاں چند وصایا کا نقل کرنا ہر شخص کیلئے مفید ہو سکتا ہے۔

(۱) حضرات القدس۔ دفتر اول میں آپکا سال وصال سنہ ۶۱۶ھ اور سنہ ۶۱۷ھ بھی درج ہے۔

Marfat.com

دیکھو تذکرہ غوثیہ صفحہ ۱۸۲

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرزند تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ وظائف اور عبادت پر مضبوطی سے مداومت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اور خدائے پاک سے ڈرتے رہو۔ اور خدا کے بزرگ و برتر اور اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق ادا کرو۔ اور ماں باپ کے بھی۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے سے رضائے حق تعالیٰ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کے احکام کو نگاہ رکھو کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ اور علم کی طلب سے ذرا بھی دور مت رہو علم فقہ و حدیث سیکھو۔ اور جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو اور عوام الناس سے دور رہو کیونکہ وہ راہ دین کے چور ہیں اور مسلمانوں کے راہزن۔ اور مذہب سنت و جماعت کے پابند رہو۔ اور ائمہ سلف کے مذہب پر قائم کیونکہ نئی نئی بدعتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ گمراہی سے خالی نہیں ہیں۔ نوجوانوں اور عورتوں اور مال داروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دور رہو۔ کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کرینگے دو روٹی مل جائیں تو اس پر قناعت کرو۔ البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ روزی حلال کماؤ۔ کیونکہ روزی حلال تمہاری بہتری کی کنجی ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرو۔ ورنہ حق تعالیٰ سے دوری ہو جائیگی دین پر قائم رہو تاکہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے حلال کمائی کا کپڑا پہنو تاکہ عبادت میں حلاوت ہو۔ رات اور دن میں بہت کچھ عبادت کیا کرو۔ مسلمانوں کی جماعت ترک نہ کرو۔ اگرچہ تم مؤذن و امام نہیں۔

Marfat.com

اور ضمانتوں میں اپنا نام مت لکھاؤ۔ نیز عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ اور لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو۔ جیسا شیر سے بھاگتے ہو اور گمنامی اختیار کرو کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہو سکے۔ اور سفر اختیار کرو کہ تمہارا نفس ذلیل ہو۔ خانقاہوں میں قیام اور انکی بنا مت کرو۔ کسی کی مذمت کرنے سے غمگین مت ہو۔ اور کسی کی تعریف پر مغرور نہ ہو۔ مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک ہو یا بد اور ہر حال میں باادب رہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو۔ قہقہہ کی ہنسی دل کو بند کرتی ہے اور ماراتا ہے سردار دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت روؤ گے۔ خدا پاک کے عذابوں سے بے خوف مت رہو اور رحمت الٰہی سے ناامید نہ ہو۔ اور خوف و رجا کی حالت میں زندگی گذارو۔ کہ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے۔ کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی امید میں۔ اے فرزند جب تک ہو سکے شادی مت کرو۔ ورنہ طالب دنیا ہو گے اور دین کی طلب جاتی رہیگی۔ اگر تمہارا نفس مشتاق ہو تو مجاہدہ اختیار کرو۔ اور ساری عمر داغِ حسرت میں گزارو۔ موت کو بہت یاد کرو اور طالب ریاست مت بنو۔ جو شخص طالب ریاست ہو اسکو طریقت کا سالک نہیں کہا جا سکتا۔ ہمیشہ روزہ دار رہو۔ کیونکہ روزہ نفس کو توڑتا ہے۔ اور فکریں ہمیشہ پاکیزہ اور پرہیزگار رہو۔ اور سبک بار اور دیانتدار اور راہ خدا میں تقوٰی۔

Marfat.com

اور فقر اور حلم سے ثابت قدم رہو۔ جان اور مال اور تن سے فقراء کی خدمت کرو۔ اور ان کا دل راضی رکھو۔ اور انکی پیروی کرو اور ان کے راستہ کو یاد رکھو۔ اور ان میں سے کسی کا انکار مت کرو۔ سوائے ان چیزوں کے جو مخالف شرع ہوں اگر فقراء کا انکار کرو گے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اپنے لئے کوئی محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو۔ کیونکہ خدائے پاک فرماتا ہے میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں۔ تو اپنے تئیں آپ کو رنج مت دے۔ مقام توکل میں قدم رکھو کہ حق سبحانہ فرماتا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔ پس معلوم کرلو۔ کہ رزق تقسیم کیا ہوا ہے۔ اور جو نمرد بنو۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس کو تم خلق خدا پر خرچ کرو۔ بخل اور حسد سے دور رہو کیونکہ بخیل اور حاسد کل روز قیامت دوزخ میں رہینگے۔ اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو کہ ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے۔ حق تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو۔ اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ۔ اور ان سے صحبت مت کرو۔ اور حق بات کہو اور کسی سے نہ ڈرو۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو۔ کہ اس کو اصلاح پر لاسکو۔ اپنے نفس کی عزت مت کرو۔ اور ان چیزوں کے طلب سے دور رہو جن کے بغیر کام چل سکیں زبان بند کرو۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو۔ کھانا اور پینا کم کرو۔ اور ہرگز بغیر شدید ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ۔ اور بے ضرورت باتیں مت کرو۔ اور ~~ان چیزوں کا~~

Marfat.com

~~طلب سے کام چل سکے زبان بند کرو~~ جن کے بغیر جب تک کہ نیند غلبہ نہ کرے مت سوؤ۔ اور پھر جلدی اٹھو۔ مجالس سماع میں زیادہ مت بیٹھو کہ سماع کی زیادتی نفاق پیدا کرتی ہے۔ سماع کی کثرت دل کو مارتی ہے مگر سماع کا انکار بھی مت کرو۔ کیونکہ بہت سے بزرگوں نے اس کو سنا ہے سماع صرف اس کیلئے جائز ہے۔ جس کا دل زندہ ہو۔ اور بدن مردہ ہو۔ اور جس میں یہ دو حالتیں نہ ہوں اس کیلئے روزہ نماز میں مشغول ہونا بہتر ہے چاہیئے کہ تمہارا دل ہمیشہ غمگین رہے اور تمہارا بدن نماز میں مصروف رہے۔ اور عمل میں خلوص ہو۔ تمہاری دعا مجاہدہ ہو اور تمہارا کپڑا پرانا اور تمہارے دوست درویش ہوں۔ تمہارا گھر مسجد ہو اور تمہارا مال فقہ کی کتابیں ہوں۔ اور تمہاری آرائش زہد ہو اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ۔ کسی شخص سے اس وقت تک بھائی بندی مت کرو جب تک یہ عادتیں اس میں نہ دیکھ لو۔ (۱) وہ فقر کو تونگری پر ترجیح دے (۲) علم کو دنیا کے سب کاموں سے اچھا سمجھے۔ (۳) راہ خدا کی ذلت کو عزت پر فوقیت دے۔ (۴) وہ علم باطنی و ظاہری سے آراستہ ہو۔ اور (۵) مرنے کے لئے تیار رہو۔ (۱) اسی طرح کی وصایا اور بھی ہیں آپ نے عالم کیف میں ایک رباعی بھی ارشاد فرمائی تھی۔

(۱) حضرات القدس دفتر اول صفحہ ۱۲۳-۱۲۴۔

Marfat.com

بردوست مبارکیم، بردشمن شوم :: درجنگ چوں آہنیم، درصلح چو موم۔

سرچشمہ نور عجدوان منزل ماست :: شمشیر دو رویہ منم تا دیر روم۔ (۲)

(۱) حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی قدس سرہ کے چار بڑے خلفا میں سے

(۷) حضرت خواجہ عارف ریوگری۔ رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۱۶ھ) کو بڑی خصوصیت حاصل ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ایک مکتوب نمبر ۲۹۰ دفتر اول) میں فرماتے ہیں :۔

حضرت امام جعفر صادق نے اس نسبت مرکبہ کو (یعنی جذبہ جس کی بنیاد محبت پر ہے

اور سلوک آفاقی جس کا منشا علوم و معارف ہیں۔) امانت کے طور پر سلطان العارفین

حضرت بایزید بسطامی راقدس سرہ کے حوالے کیا۔ جب خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ

عالم ظہور میں آئے تو وہ نسبت پھر جذبہ اور سلوک آفاقی کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ اور ان

دو جہتوں کے ساتھ کمال معرفت و محبت کی جامع ہوگئی اور ان دو جہتوں کے علاوہ ایک

اور جذبہ جو معیت کی راہ سے پیدا ہوتا ہے انکو عطا فرمایا۔ اور انکے کمالات میں سے بہت

سا حصہ انکے قائم مقام حضرت خواجہ علاء الحق والدین (قدس سرہ) کو حاصل ہوا

اسی طرح حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے ان کمالات سے کامل حصہ حاصل کیا۔

(۲) الیواقیت والدرر۔ حضرات القدس۔ ۱/۱۲۷۔) میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عبدالخالق عجدوانی رح کے ایک

خلیفہ اولیائے کبیر تھے۔ اور ان کے سلسلے میں شیخ سعید الدین عجدوانی نے مسلک العارفین کتاب

لکھی تھی۔ تاریخ نظم و نثر فارسی) از سعید نفیسی) جلد اول صفحہ ۱۸۱ میں ہے کہ اسی نام کی کتاب۔

خواجہ محمد پارسا نے بھی لکھی تھی۔ اسی کا ذکر آگے آئیگا۔

Marfat.com

اور حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ اپنی زندگی کے اخیر میں ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ محمد پارسا کو دیکھ لے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ بہاء الدین کے وجود سے مقصود محمد پارسا کا ظہور ہے۔ اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو باوجود ان کمالات کے مولانا خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہٗ کی فردیت کی نسبت بھی حاصل تھی۔ جو اخیر زندگی میں انکو عطا فرمائی تھی اور اسی نسبت کا غلبہ انکو شیخی اور طلب کی تکمیل سے مانع ہوا ورنہ کمال و تکمیل میں انکو بڑا حصہ حاصل تھا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ انکے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ شیخی کرتے تو تمام جہان اس سے منور ہو جاتا۔ اور مولانا عارف قدس سرہٗ نے اس نسبتِ فردیت کو اپنے والد بزرگوار مولانا بہاء الدین قدس سرہٗ سے حاصل کیا تھا۔

(۱)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مولانا محمد عارف کے جن علوم و معارف کا ذکر فرمایا ہے وہ کس قدر بلند پایہ ہیں۔ کہ بہت کم بزرگ اس شان کے ہوتے ہیں۔

---

(۱) حضرت مولانا عارف ریوگری رح کے ایک رسالہ "عارف نامہ" کے متعلق خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے بزرگ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ العالی نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان سے فرمایا کہ وہ رسالہ انکی خانقاہ میں موجود ہے۔ اور اس کا ہر جزو "اے عارف" سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن باوجود کوشش کے وہ رسالہ دیکھنے کو نہیں مل سکا۔

Marfat.com

(۱۱) حضرت عارف ریوگری قدس سرہٗ کے بعد خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۵ھ یا ۷۱۷ھ نے ذکر جہری بھی جاری کر کیا۔ لیکن فرمایا کہ ذکر جہر اس شخص کیلئے درست ہے جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور جس کا حلق لقمہ حرام اور شبہ سے پاک رہو اس کا دل بیا وسمعہ سے (یعنی لوگوں کے دکھانے اور سنانے سے) اور اس کا دماغ غیر اللہ سے خالی ہو۔ خواجہ عزیزان علی رامیتنی رح فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے (غالباً خود انہوں نے) حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی۔ اور ان سے دریافت کیا کہ اس زمانے میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا مرتبہ رکھتا ہے۔ تاکہ میں اس کا دامن پکڑوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان صفات کے بزرگ خواجہ محمود ہی ہیں۔ (۲)

مذکورہ بالا سب بزرگوں کے ایسے علوم و معارف بھی انکی علمی خدمات کا بیش بہا سرمایہ ہے۔ کیونکہ یہ تن پروری کیلئے نہیں۔ بلکہ "دل پروری" اور تزکیہ نفس کیلئے ہیں۔

(۲) دیکھیں حضرات القدس دفتر اول۔ صفحہ ۱۴۰۔

Marfat.com

(۹) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

ولایت بخارا کے قصبہ رامیتن میں ولادت ہوئی۔ اپنے نفس مبارک کو عزیزان کہا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا یہی لقب ہوا۔ آپ شہر خوارزم میں تھے تو شام کو سوت بیچنے والوں کے بازار میں جاتے تھے اور جن فقیروں کا سوت نہ بکتا تھا وہ خرید لیتے تھے اس لئے آپ کو لنّاج بھی کہا جاتا تھا۔ مولانا رومی (م ۶۷۲ھ) نے آپ ہی کے متعلق کہا ہے۔ گر نہ علم حال فوقِ قال بودے کے شدے۔

بندۂ اعیانِ بخارا خواجہ لنّاج را ——— (۱)

اسی لنّاجی کی وجہ سے ایک شخص آپ کو بازاری کہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو زاری (رکنا) بہت پسند ہے۔ اس لئے میں کیوں نہ بازاری بنوں۔

آپکی یہ رباعی بہت مشہور ہے۔

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت ۔ وز تو نہ رہید زحمت آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش: ورنہ نہ کند روح عزیزان بحلت۔

ایک مرتبہ کسی مدعی نے آپ سے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (غیر سے) اکھڑنا اور (حق سبحانہ) سے ملنا تصوف ہے۔

① نفحات الانس میں یہ فارسی شعر اور رشحات عین الحیوٰۃ میں اس کا عربی ترجمہ ملتا ہے۔ رومی کا انتقال ۶۷۲ھ میں ہوا اور خواجہ رامیتنی نے ۱۳۰ سال کی عمر میں ۸۰۱ھ میں وفات پائی۔ اس لئے ممکن تو ہے کہ رومی نے آپ ہی کے متعلق وہ شعر کہا ہو گا۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی کا ایک رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۹۵۸ء میں رسائل مشاہیر نقشبندیہ نامی مجموعے میں شائع کیا تھا۔

Marfat.com

رشحات میں آپ کا کلام ایک قطعہ اور چار رباعیات) منقول ہیں۔

قطعہ۔ نفس مرغ مقید در درون است ؛ نگہدارش کہ خوش مرغے است دم ساز۔
زبانش بند، مگسل تا نپرد ؛ کہ نتوانی گرفتن بعد پرواز ؛۔

رباعیاں۔ ایک رباعی وہی ہے جو اوپر نقل ہوئی یعنی باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت ۔الخ۔
بقیہ تین رباعیاں یہ ہیں۔

بیچارہ دلم کہ عاشق روئے تو بود ؛ تا وقت صبوح دوش در کوی تو بود
چوگانِ سر زلف تو از حال بحال ؛ مے بردش و ہمچناں یکے گوی تو بود۔

چوں ذکر بدل رسد دلت درد کند ؛ آں ذکر بود کہ مرد را فرد کند۔
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد ؛ لیکن دو جہاں بر دلِ تو سرد کند۔

خواہی کہ بحق رسی بیارام اے تن ؛ واندر طلب دوست نیارامی تن۔
خواہی کہ مدد از روحِ عزیزاں یابی ؛ پای از سر خود ساز و بیارامیتن۔

اس آخری رباعی میں رامیتن کی رعایت ہے۔

Marfat.com

(۱۰) مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاالدین نقشبند (م ۷۹۱ھ) کے پیر و مرشد حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۲ھ) کے سوانح حیات انجو یونی کے بیٹے مولانا شہاب الدین علیہ الرحمۃ نے لکھے تھے۔

(۱) یہ رسالہ تاریخی حیثیت سے بھی بہت اہم ہے کیونکہ اس میں امیر تیمور (م ۸۰۷ھ) کے بھی کچھ حالات ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ اُسے اور اس کے امراء کو حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے کس درجہ عقیدت تھی اور وہ اپنی مہمات میں حضرت ہی سے کس طرح رہنمائی حاصل کرتا تھا ایک مرتبہ جب وہ سمرقند میں تھا تو ایک قاصد آپ کی خدمت میں بخارا میں بھیجا اور درخواست کی کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ آپ نے معذرت کر لی اور اپنے چھوٹے صاحبزادے امید عمر کو بھیجا۔ (بڑے صاحبزادے حمزہ تھے) اور کہلا بھیجا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو تقویٰ اور عدل کو ہرگز ہاتھ سے جانے نہ دو۔ امیر تیمور آپ کو ولایت بخارا وغیرہ بھی پیش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔

امیر تیمور کو حضرت بہاالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑی عقیدت تھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ) اپنے ایک مکتوب نمبر (۹۲ - دفتر دوم) میں لکھتے ہیں۔ "شنیدم کہ روزے صاحبقراں۔ امیر تیمور گورکانی علیہ الرحمۃ بکوچہ بخارا می گشت اتفاقاً درویشانِ خانقاہِ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ دراں کوچہ گلیمہائے

(۱) یہ نایاب رسالہ ۱۲ صفحات، مولانا عبداللہ جان فاروقی نقشبندی مدظلہ۔ گڑھی حضرت خیل، ڈاکخانہ تھانہ ضلع پشاور کے پاس تھا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے کراچی سے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

خانقاہِ خواجہ را مے افشاندند و از گرد پاک مے کردند۔ امیر از حسنِ نشأ ملالی کرد امشت
دراں کوچہ توقف فرمودند۔ تا گردہائے خانقاہ را عبیر و صندلِ خود ساختہ ببرکات
وفیوض درویشاں مشرف گردد۔ مگر بایں تواضع و فروتنی کہ با اہل اللہ نمودہ بود بہ
حسنِ خاتمہ مشرف گردید۔ گشت منقول است کہ حضرت خواجہ نقشبند، اقدس سرہٗ
بعد از وفاتِ امیر مے فرمودند۔ یتمود مُرد و ایمان بُرد۔ (۱)

مولانا شہاب الدین نے اس رسالے میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے والد، والدہ، بیٹیوں
اور عزیزوں کے واقعات بھی ضمناً بیان کئے ہیں۔ تصوف کے مسائل بھی آگئے ہیں۔
آیات اور احادیث سے عبارت آراستہ ہے۔ فارسی اشعار بھی جا بجا ملتے ہیں۔
خود امیر کلال رح کے اقوال بھی آتے ہیں۔ مثلاً فرمودند:۔

اے یاران من بدانید و آگاہ باشید ہر کہ از خدائے عزوجل نترسد ہم بظاہر
وہم بسلامت باطن۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمہ چیزہا را از وے مے ترساند و ہر کہ از
خدائے نمے ترسد از ہمہ چیزہا مے ترسد و بترساندش۔

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ ؛ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ۔
چو خسرو بفرمان داور بود ؛ خدائش نگہبان و یاور بود۔

(۱) حضرت عزیزان علی رامیتنی رح کے خلیفے اور حضرت امیر کلال رح کے پیر و مرشد یعنی بابا سماسی
کی علمی خدمات کا زیادہ علم نہیں البتہ رشحات میں آپکے مقامات و احوال درج ہیں۔

Marfat.com

ونیز فرمودند:۔

لاتخافوا مژدہ ترسندہ است:۔ ہر کہ مے ترسد مبارک بندہ است۔

ترس کاری رستگاری آورد ؛ ہر کہ درد آرد عوض درمان بود۔

ونیز فرمودند:۔ کہ حضرت باری تبارک وتعالیٰ بر آدمی ہیچ چیز را مسلط نمے گرداند کہ بترسد۔ بلکہ آں ہمہ چیزہا از آدمی مے ترسند۔ بشرط آنکہ او از خدائے عزوجل بترسد۔ ودائم الاوقات از حضرت حق ترسان مے باید بودن۔

بترس از خدائے ومیازار کس ؛ رہ رستگاری ہمین است وبس ؛

وہم حضرت امیر مے فرمودند۔ کہ اگر شمارا چناں واقع شود کہ در بستانے در آئید ودر انجا درختان بے شمار باشند وبر ہر شاخے برگہا بے شمار وبر ہر برگے مرغے نشستہ باشد بآواز فصیح گوید۔ السلام علیک یا ولی اللہ۔ زنہار مے باید کہ دراں ساعت غرہ نہ شوی وترس حق سبحانہ وتعالیٰ در ظاہر وباطن خود جائے دہی۔ وترسان باشی۔

(۱۱) مولانا شہاب الدین رح کی سلاست وروانی کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو

روزے حضرت امیر علیہ الرحمۃ در قریہ سماک بودند وجماعتے ~~مے خواستند~~ از مردمان ہماں قریہ با یک دیگر نزاع کردہ بودند۔ ودراں میاں دندان یکے بے جا شدہ بود۔ آں جماعت مے خواستند کہ پیش حاکم بروند۔ ودیت دندان را ازاں شخص ستانند۔ یکے ازاں میان گفتہ کہ بے اجازت حضرت خواجہ

(۱۳۸)

Marfat.com

محمد بابا قدس سرہ ۷۵۵ھ) از سر خود کارے نہ کنیم اولاً با ایشاں عرض کنیم و آنچہ ایشاں فرمایند بداں عمل نمائیم۔ و آں جماعت پیش حضرت خواجہ آمدند و تقریر حال بکردند و حضرت خواجہ فرمودند کہ شما دندان را بنزدیک ما بیارید و چوں بیاوردند بدست حضرت خواجہ تسلیم نمودند بعد ازاں حضرت خواجہ دنداں را بحضرت امیر دادند۔ کہ اے فرزند شما کارے بکنید تا نزاع از میاں ایشاں دور شود۔ حضرت امیر آں دندان را گرفتند و برہماں جائے نہادند و از ارواح مشائخ استعانت طلبیدہ دعا کردند فی الحال ببرکت دعائے آں نیک مرد محکم گردید و صاحب دندان متحیر بماند و از خصومت درگذشت چوں ایں معنی را مشاہدہ کردند توبہ نمودند۔ و از مردان راہ حق شدند۔

(۱۳) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ۔ (م ۷۹۱ھ)

مولانا جامی نے تحفۃ الاحرار میں آپکے متعلق خوب کہا ہے۔ کم زدہ بے ہمدمی و ہوش دم ورنہ گذشت نظرش از قدم۔ بس کہ ز خود کردہ بسرعت سفر باز نماندہ قدمش از نظر۔

شروع میں آپ پر جذب غالب رہتا تھا اور کبھی قبض ہوتا تو جلد ہی بسط ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ قبض شدید تھا کہ ایک مسجد کے دروازے پر یہ شعر پڑھا۔

اے دوست بیا کہ ما ترا ییم بیگانہ مشو کہ آشنا ییم۔

فی الفور بسط ہو گیا۔ پھر آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی آخر حضرت امیر کلال قدس سرہ (۷۲۲ھ) سے مستفیض ہوئے۔ (۱) غرض کہ شروع ہی سے آپکو متصوفانہ کلام سے واسطہ رہا ہے

(۱) حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۱۰۳ از مولوی محمد حسن رح

(۱۳۹)

Marfat.com

آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے طریقے میں ذکر جہر اور خلوت نہیں ہے تو پھر آپکے طریقے کی بنا کس پر ہے آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

(۱) از درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش :: این چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں۔

یہ چند رباعیاں آپ سے منسوب ہیں۔

یارب بخشا بر دلم از توبہ در ے :: بے منتِ مخلوقِ ربّ ما حضرے۔
در باقی محرم چناں بگذاری .. :: کز من نرسد بہ ہیچ کس در دسرے۔

یارب تو درختِ عمر مالیت مکن :: مارا ز شرابِ نیستی مست مکن۔
یارب بکرم جملہ جوانمرداں را۔ دل تنگ پریشان تہی دستاں کن

از خونِ دلم دو چشم پُر نم بہتر :: از عیش و نشاطِ دلِ پُر غم بہتر۔
یک لحظۂ حضورِ دل بدرگاہِ تو :: از پادشاہی تمام عالم بہتر۔

یارب چہ کنم ہیچ کس یارم نیست :: از شرم گناہ زبان گفتارم نیست۔
سرتاسر آفاق بہ پیچم نہ خورند :: یارب چہ متاعم کہ خریدارم نیست۔

(۱) خزینۃ الاصفیا صفحہ ۵۵۰ یہ شعر رسالہ قدسیہ راولپنڈی ۱۹۷۵ء کے صفحے ۱۷۱ میں بھی آیا ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے بیان شہود آفاقی اور شہود انفسی نیز وجود وعدم کے متعلق وضاحت اپنے مکتوب نمبر ۳۰۱ دفتر اول میں فرمایا ہے۔)

Marfat.com

اے فضل تو دستگیر من دستم گیر ؛ حیران شدم ز خویشتن دستم گیر۔
تا چند کنم توبہ و تا کے شکنم ؛ اے تو دہی بہ توبہ شکن دستم گیر ؛ (۱)

رسالہ قدسیہ میں بھی چند اشعار آپکی زبانی درج ہیں جو ضروری نہیں ہے کہ آپ ہی کے ہوں۔

(شعر)

ہر کس بہ درت آرزوئے دیگر اند ؛ اندر تگ و پوی و جست جوئے دیگر اند۔
گرچہ کس را ہیچ کار و بار نیست ؛ جملہ در کارند و کس بے کار نیست۔ (۲)
ملک طلبش بہر سلیمان نہ دہند ؛ منشور غمش بہر دل و جان نہ دہند۔ (۳)
موسیٰ اندر درخت آتش دید ؛ سبز تر مے شد آں درخت از نار
شہوت و حرص مرد صاحب دل ؛ ایں چنیں داں و ایں چنیں انگار (۴)

حضرات القدس (دفتر اول) میں آپکی دو رباعیاں ملتی ہیں۔

تا روے تو دیدہ ام من اے شمع طراز ؛ نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز۔
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز ؛ ور بے تو بوم نماز من جملہ مجاز۔ (۵)

(۱) رسالہ قدسیہ مرتبہ ملک محمد اقبال راولپنڈی ۱۹۷۵ء صفحہ ۹۹ - ۱۰۰
(۲) ایضاً صفحہ ۱۶۵۔
(۳) ایضاً صفحہ ۱۶۶ - اسی رسالہ قدسیہ میں صفحہ ۱۷۲ آپکی زبانی خواجہ عطار کے اشعار درج ہیں
(۴) ایضاً صفحہ ۱۷۸۔
(۵) حضرات القدس (دفتر اول) صفحہ ۱۶۸ - ایضاً صفحہ ۱۶۹ ~~[illegible]~~

Marfat.com

ساقی قدحے کہ نیم مستیم ؛ مخمورے صبوحی الستیم۔
~~ملا کے تو~~ مارا تو زما رہاں کہ تا ما ؛ با خویستنیم بت پرستیم۔ (۱)

ایک اور شعر آپ سے منسوب ہے۔

دل را گفتم بیاد او شاد کنم ؛ چو من ہمہ او شدم کرا یاد کنم۔ (۲)

اس کتاب میں چند اور اشعار آپکے حالات کے ساتھ مندرج ہیں۔ لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس کے ہیں۔ نظم کے علاوہ نثر بھی آپکی علمی یادگار ہے۔ رسالۃ قدسیہ میں آپ کے ملفوظات ہیں۔ انکے ساتھ خواجہ محمد پارسا رہ نے شرح کی ہے انکے ملفوظات "منھا" کے ذیل میں ہیں۔ ہم یہاں پہلا "منہا" نقل کرتے ہیں جس میں آپکے کچھ خود گفتہ حالات ہیں۔ چوں سالک را بہر دو صفت جلالی و جمالی پرورش دہند۔ جلال او را جمال بود ~~جمال بود~~ و جمال او را جلال باشد۔ در استیلا خوف ~~رجا خوف~~ رجا باشد۔ و در غلبۂ رجا خوف باشد۔ و در عین آں زمانے کہ مظہر صفت جلال گردد بہ صفت جمال تواند توجہ نمود۔ و آں نظر سلطان العارفین ابو یزید قدس سرہ کہ بر مرید ابو تراب نخشبی قدس اللہ سرہ نظر جلال بود بہ نسبت تجلی ذات و آں مرید بہ صفت جمال پرورش یافتہ بود۔ و اگر بہر دو صفت پرورش یافتہ بودے او را قوت کشش آں نظر سلطان العارفین بودے و وجودے بشریت متلاشی نہ گشتے۔

(۱) ایضاً صفحہ ۱۶۹ - لیکن یہ رباعی کا وزن نہیں ہے۔ (۲) ایضاً صفحہ ۱۷۱ -

Marfat.com

وقتے با محمد زاہد کہ درویشِ صادق بود۔ در صحرا بودیم بکارے بیرون آمدہ تیشہا
با ما بود۔ حالتے پدید آمد۔ تیشہا را گذاشتیم۔ و روئے دراں بیابان آوردیم و باہم دیگر
از ہر نوع سخن مے گفتیم۔ تا بداں جا رسید کہ سخن در عبودیت و فدائی رفت
او گفت کہ فدا تا چہ غایت باشد؟ گفتم، تا غایتے کہ اگر درویش را گویند ترا مے باید
مردن۔ فی الحال میرد۔ و دریں زمانِ گفتن، صفت در من پدید آمد کہ روئے
بہ محمد زاہد کردم و گفتم، بمیر۔ در حال محمد زاہد بیفتاد و روح از بدن وے
بہ کلی مفارقت کرد و مدتے بدیں صفت بگذشت۔ تنِ او بعد از مفارقتِ روح بیفتادہ
بود۔ پشت بر زمین و روی در آسمان۔ و پائی سوئے قبلہ از چاشت تا نیم روز
و آں روز بغایت گرم بود۔ و آفتاب در برجِ میزان بود۔ ازاں صفتِ قوی مضطرب
شدم۔ و نیک متحیر گشتم۔ و در سا نزدیک آں جا سایہ بود۔ زمانے دراں سایہ در
آں حیرت نشستم و باز از آنجا بزودی آمدم۔ و در روے وے نگاہ کردم۔ رنگ
روے او از تاثیر گرمی بہ سیاہی مے زد۔ حیرتِ من زیادت شد۔ ناگاہ دراں حیرت
الہامے بہ دلِ من رسید کہ بگوی محمد زاہد زندہ شو۔ سہ بار ایں کلمہ را گفتم
اثر حیات در و ظاہر شدن گرفت۔ و در اعضائے وے حرکت پدید آمد و در ہماں ساعت
زندہ شد و بحالِ اصلی باز آمد۔ و بخدمتِ سید امیر کلال رفتم و ایں قصہ را بایشاں (۱)

(۱) آپکے بعض اقوال دوسری کتابوں میں منقول ہیں۔ ایک قول بہت مشہور ہے۔ "ما مرادانیم، ما فضلیانیم
ما نہایت را در بدایت مندرج ساختیم۔ در طریق ما محرومی نیست۔

Marfat.com

عرض مے کردم۔ چوں در اثنائے قصہ گفتم کہ روح از بدنِ او مفارقت کرد و من متحیر شدم امیر فرمودند کہ اے فرزند چرا دراں حیرت نہ گفتی کہ زندہ شو۔ گفتم الہامے رسید تا چنیں گفتم و او بحالِ خود آمد۔

(۱۳) حضرت حافظ شیرازی (م ۷۹۲ھ) بھی حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے معتقدین میں سے تھے آپکی مدح سے متعلق لکھتے ہیں۔

توتیائے چشم سازم خاک پائے نقشبند ؛ تا بیابم سرِ حق از لطف سائے نقشبند
رو بدرگاہ بہاء الدین نظر کن زانکہ ہست ؛ نہ فلک مانند دربان در سرائے نقشبند
مشکلات ما ہمہ ہرگز نیاید در عدد ؛ المدد یا خواجہ مشکل کشائے نقشبند (۱)

غالباً اسی عقیدت کی بنا پر حافظ نے یہ شعر کہا ہوگا۔

بہ مے سجادہ نہ نگین کن گرت پیر مغاں گوید ؛ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا۔

فقر و خلوت رضا و تسلیم توکل و تضرع ان کا شیوہ تھا۔ خود کہتے ہیں۔

حافظا در کنج فقر و خلوت شبہائے تار ؛ تا بود وردت دعا و درس قرآن غم مخور۔

حافظا چوں غم و شادیِ جہاں درگذر است ؛ بہتر آں است کہ من خاطرِ خود خوش دارم۔

اور اپنی شاعری کو وہ معرفت ہی کا بیان سمجھتے ہیں۔

شعرِ حافظ ہمہ بیت الغزل معرفت است ؛ آفریں بر نفس دلکش و طبع سخنش۔

(۱) تاج پور نصرپور (سندھ) کی خانقاہ میں جو قلمی دیوان حافظ رو ہے اس منقبت کے مزید نو اشعار ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ غزل بھی اسی سلسلے سے متعلق ہو۔ چل سال بلیست رفت کہ من لاف مے زنم ؛ کز چاکرانِ درگہ پیر مغان منم۔

Marfat.com

حضرت بہاء الدین نقشبند رہ قدس سرہ کے وصال پر انہوں نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا۔ بہاء الحق والدین طاب مثواہ ؛ امام سنت و شیخ جماعت۔
چو می رفت از جہاں ایں بیت مے خواند ؛ بر اہل فضل و ارباب براعت۔
بطاعت قرب یزداں مے تواں یافت ؛ قدم در نہ گر تا ہست استطاعت۔
بدیں دستور تاریخ وفاتش ؛ بروں آر از حروف قرب طاعت (۹+۷۸۲=۷۹۱ھ)

(۱۴) حضرت بہاء الدین رہ نقشبند رہ بخاری قدس سرہ کے خلفاء میں سے خواجہ محمد پارسا (م ۸۲۲ھ) اور خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی رہ (م ۸۵۱ھ) نے علمی سرمایہ چھوڑا ہے۔ خواجہ محمد پارسا رہ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(۱) تفاسیر۔ (الف) تفسیر سورۃ الفاتحہ (ب) تفسیر سورہائے ہشت گانہ (ج) تفسیر سورۃ من جزء الملک والنبأ۔ (د) تفسیر سورۃ یاسین۔

(۲) شرح فصوص الحکم۔

(۳) رباعیات

(۴) سخن راست۔

(۵) انیس الطالبین وعدۃ الطالبین (وعدۃ السالکین) در مقامات خواجہ بہاء الدین نقشبند رہ۔

(۶) کلمات از خواجہ محمد پارسا رہ

(۷) کشفیہ (رسالۃ الکشفیہ)

(۸) محبوبیہ در مناقب مرشد خود۔

(۱۴۵)

Marfat.com

(۹) فصل الخطاب لوصل الاحباب
(۱۰) عقائد از خواجہ پارسا۔
(۱۱) آداب السالکین (عرفان)
(۱۲) رمز الاقطاب (عرفان)
(۱۳) رسالہ در زمان و مکان (در فلسفہ)
(۱۴) مجموعہ فصول ستہ (در علم حدیث)
(۱۵) رسالہ در باب قصیدہ ابن فارض۔
(۱۶) انفاس قدسیہ (۲۶ مکتوبات)
(۱۷) تحقیقات (در عرفان و اخلاق و سلوک)
(۱۸) جامع الکلم۔
(۱۹) مسلک العارفین (در مناقب نقشبندیہ)
(۲۰) رسالہ فی طریق ذکر الخفی۔
(۲۱) رسالہ قدسیہ فی احوال خواجہ بہاء الدین (نقشبند) ①

① پروفیسر ملک محمد اقبال نے رسالہ قدسیہ کے شروع میں خواجہ محمد پارسا کی کتابوں کی فہرست اور ان کی تفصیل دی ہے۔ (مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

رسالہ قدسیہ میں سے حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کا ایک "منھا" یہاں نقل کیا جاتا ہے اور اس کی شرح بھی جو خواجہ محمد پارسا رح نے کی ہے۔

"ومنھا"

ہمہ دور افتادگیہای خلق ازاں است کہ خود را دور مے دارند و بہ اختیار بار بر خود زیادت مے کنند واگرنہ قصور در فیض الٰہی نیست۔ خدمت سید امیر کلال رح تمثیل مے نمودند۔ و می فرمودند: تا تم تعلقات دور نشود کوزہ وجود شائستہ آں نہ گردد کہ او را در خمدان تصرف آرند و باز چوں کوزہا را در خمدان در آرند بعضے از خمدان درست بیرون مے آید۔ و بعضے شکستہ۔ و ایں بنسبت ظہور ارادت ازلی است۔ و با ایں ہمہ آں را کہ شکستہ بیرون آمدہ است۔ فی الجملہ ہمہ امید ہست کہ دیگر بارہ او را آرد سازند و با گلے دیگر یار کنند و بار دیگر بہ خمدان برند تا باشد کہ ایں بار درست بیرون آید۔ و فرمودہ اند،، امیر کلال رح در آخر حیوٰۃ سہ شبانہ روز بہ قبلہ متوجہ نشستہ بودند و با کسے سخن نمی گفتند۔ بعد ازاں بہ سخن آمدند۔ و شکر گفتند۔ و فرمودند: مقصود ازیں توجہ آں بود کہ شناختہ بشود کہ ایں در را بہ قبول باز مے کنند یا بہ ردّ۔

شرح از خواجہ محمد پارسا رح

اولیاء اللہ را بحکم آیت۔ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الآخرۃ۔ ہم در دنیا در وقت رفتن از حق سبحانہ، بشارت مے بود بہ قبول و غفران

Marfat.com

ودیگر آنچہ فرمودند (ہمہ افتادگیہا) بنا بر آنست کہ ہر چند بندہ را صفت اختیار وخواستہائی طبعی کمتر می گردد وجود بشریت او بیشتر نفی مے شود۔ وازاں نفی قرب بندہ بہ حق سبحانہٗ زیادت مے گردد۔ زیرا کہ گفتہ اند۔ (نظم)

قرب حق دوری تست از بود خویش ؛ بے زیان خود نیابی سود خویش۔

وبہ مقدار نفی اختیار، بندہ را با حضرت الوہیت، موافقت در تدبیر وتقدیر او بیشتر مے شود وبہ مقام رضا وسعادت رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ نزدیک تر مے گردد۔ وہموارہ بندہ بواسطہ ترک اختیار ہا وخواستہا، گوناگون طبعی ومحو کردن آں صفات وصفات بشریہ از خود۔ در درجات قربت ترقی مے نماید۔ تا چوں بہ درجہ اعلیٰ بے اختیاری برسد۔ کہ او را بحقیقت ہیچ خواستی نماند آنگاہ از حضیض بشریت بذروۂ عبودیت ترقی تواند نمود۔ وشائستہ آں تواند گشت کہ بہ تصرف جذبات الوہیت او را بمرتبۂ القاء فی اللہ والبقاء بہ برساند۔ کہ اول درجات ولایت خاصہ است ومنتہای سیر الی اللہ است۔ ومبدء سیر فی اللہ است وعجائب ایں طور را نہایت نیست۔ وسلوک کہ سیر الی اللہ است غالباً بحکم سنت الٰہی، شرط ایں جذبہ است کہ در سیر فی اللہ است۔ × زآنکہ علی القطع ہر کہ طلب کند بیاید یا ہر کہ سلوک کند بہ مقصود برسد۔ (نظم) نہ ہر صدف کہ فرو برد قطرۂ باراں ؛

درون سینۂ او گشت جای دُردانہ ؛ ①

رسالہ قدسیہ (راولپنڈی ۱۹۷۵ء) صفحہ ۱۳۶ - ۱۳۸ - رشحات صفحہ (۳۱) میں ہے کہ خواجہ محمد پارسا کے ایک مرید ابوالقاسم بن محمد بن مسعود بخاری رح نے رسالہ بہائیہ لکھا تھا اور دوسرے مرید۔ احمد بن محمود رح نے تاریخ ملازادہ رح لکھی تھی۔

Marfat.com

(۱۵) مولانا یعقوب چرخی، (م ۸۵۱ھ) آپ حضرت بہاالدین نقشبند قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ آپکی شہرت آج بھی آپکی تفسیر کی وجہ سے ہے۔ یہ سورۃ الفاتحہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر ہے جس طرح شروع ہوتی ہے۔

رَبِّ یَسِّرْ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وتمّم بالخیر۔

للہ الحمد۔ یا من بیدہ الملک وھو علیٰ کل شیء قدیر۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین۔ خصوصًا علیٰ رسولنا محمد ذی السراج المنیر۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ وبعدہٗ فیقول العبد الفقیر المحتاج الی اللہ الغفور الرّاجی۔ یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم الچرخی ثم السروری۔ رحمھم اللہ الرحمٰن الغنی۔ قد التمس منّی زمرۃ من الاصحاب والاحبّاء ان اکتبلھم تفسیر الفاتحۃ وسورۃ الملک الیٰ اٰخر الکتاب۔ منتخبًا من التیسیر و الکشاف والکواشی وغیرھا بالفارسی۔ لینفع بہ الخواص والعوام۔۔۔۔ (۲)

یعنی مولانا یعقوب چرخی، نے اس مختصر تفسیر میں (۳) التیسیر کا حوالہ بھی دیا ہے۔۔۔۔ اور جار اللہ زمخشری، (م ۵۲۸ھ) کی تفسیر کشاف امام فخر الدین رازی، (م ۶۰۲ھ) کی تفسیر کبیر۔ (مفاتیح الغیب) موفق الدین احمد یوسف موصلی شیبانی شافعی، (م ۶۸۰ھ) کی الکواشی وغیرہ کے حوالے ہیں۔ اور حضرت حسن بصری، (م ۱۱۱ھ)

(۲) راقم الحروف کے پاس اس تفسیر کا قلمی نسخہ ۸۳۱ھ کا لکھا ہوا محفوظ ہے۔

(۳) ہو سکتا ہے کہ یہ تفسیر المنان و تفسیر رحمانی، ابو جو شیخ علی بن احمد حسن شافعی مہائمی، (م ۸۳۵ھ) نے لکھی تھی۔ دو جلدوں میں ہے۔ اور صوفیہ کی طرز پر ہے اور قرآن کی آیات میں ربط خوب دیا ہے۔

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی (سنہ ۲۹۸ھ) امام قشیری (سنہ ۴۶۵ھ) کے حوالے بھی ہیں۔ اور بکثرت بزرگوں کے اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ سورۃ القلم کی آیت نمبر ۱ کے ذیل میں حکیم سنائی (غزنوی سنہ ۵۴۵ھ) کے یہ دو شعر آتے ہیں۔

گر دِ نعل اسپ سلطانِ شریعت سرمہ کن ؛ تا بود نورِ الٰہی با دو چشمت مقترن۔
مژہ در چشمِ سنائی چون سنانے باد تیز ؛ گر سنائی زندگی خواہد ز ما نے بے سخن ؛

سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۵ کے ذیل میں حضرت یعقوب چرخی نے اپنی ایک حکایت لکھی ہے کہ۔ ابن فقیر را فرزندے بود ہفدہ سالہ کہ چار ماہ، بانواع کمالات آراستہ و حسنِ سیرت و حسن صورت و خلقِ معنوی داشت۔ چوں او فوت شد خاطر متألم شدم۔ و بسرِ قبر او متوجہ بودم۔ بخاطر از روحانیتِ او این بیت گذشت۔

یا دو قبلہ در رہِ توحید نتواں رفت راست ؛ یا رضائے دوست باشد یا ہوائے خویشتن

و این بیت را با ابیاتِ دیگر خطِ میمونِ او بر پشتِ کتابے نوشتہ دیدم کہ بسیار مے خواند۔

بر درِ میدانِ الا اللہ تیغ لا الٰہ ؛ ہر قرینے کو نہ زاللہ بہر قربان داشتن۔
چون جمالِ زخمِ چوگان دیدی اندر دستِ دوست ؛ خویشتن را پاے کوبانِ گوئے میدان داشتن۔
چون ز دستِ دوست خوردی در مذاقِ از جام جان ؛ لقمۂ الوا و حلوا ہر دو یکسان داشتن۔

و این ابیات خواجہ سنائی غزنوی راست ؛ سورۃ نوح کی آخری آیت کے ذیل میں حضرت عبد الخالق غجدوانی (قدس سرہ، سنہ ۵۷۵ھ) کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

[redacted]۔

Marfat.com

(شعر)

بر دوست مبارکیم، بر دشمن شوم ۔۔ در جنگ چوں آہنیم، در صلح چوں موم۔

سورۃ المزمل کی آیت نمبر (۴) کے ذیل میں یعقوب چرخی رح نے لکھا ہے کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، کو بخارا میں خواب میں دیکھا کہ آہستہ آہستہ تلاوت فرما رہے تھے پھر سورۃ المزمل کی آیت نمبر (۱۰) کی تفسیر کے ذیل میں آپ نے اپنا ایک واقعہ لکھا ہے کہ۔

کہ روزے این فقرا در دنیا یافتہ پیدا شدہ بود و قبضے بودہ کہ دریں راہ ہیچ قبض کمے رسید و در رفتن بہ پیش شیخ تکاسلی مے بود۔ در مسجدے بہ درس مشغول بودم۔ شخصے از در در آمد و کاغذ پارہ بدستِ من داد۔ در وے بیتے نوشتہ بود۔ کہ ازاں جد و جہد در من پیدا شد۔ حضرت خواجہ ما رح مے گفتند کہ مدت پنج ماہ در بیابان بخارا بہ تحیر مے بودم۔ و قبضِ عظیم داشتم۔ در شہر بخارا آمدم۔ و گفتم کہ این درد را بمن کشانید۔ بیا تا در پیشِ مخلوق برَوم۔ و خدمت کنم۔ خواستم تا در پیش حکیم بخارا رح بروم چوں بر در مسجد محکمہ بخارا رسیدم دیدم چیزے بر درِ آں محکمہ نوشتہ اند۔۔۔۔ چوں بخواندم این بیت نوشتہ بودند۔

ای دوست بیا کہ ما ترا میسم ۔۔ بیگانہ مشو کہ آشنائیم۔

فریادے از من صادر شد و روے در بیابان بخارا نہادم فیضِ عظیم پیدا شد۔ تا پنج شبانہ روز بداشت سبحان من یحیی مرۃ لاحیائہ بالقبض والانفضال ومرۃ بالبسط والوصال

(نظم)

ہم دوست خوش ہم موت خوش ۔۔ ہم پیچ زلف و ہم قفا۔

Marfat.com

ہم شیوہ خوش ہم میوہ خوش ؛ ہم لطفِ تو خوش ہم جفا ؛ (۱)

سورۃ المدثر کی ~~آیت~~ آیت نمبر (۶) کے ذیل میں یہ مشہور مصرع اور رباعی درج ہے۔

ع۔ اے شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو ؛

رباعی۔ بے لطفِ تو من قرار نتوانم کرد۔ احسان ترا شمار نتوانم کرد۔

گر سو گر بر تنِ من زبان شود ہر موئے ؛ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد۔

سورۃ النبأ۔ کی آیت نمبر (۳۰) کے ذیل میں خواجہ عزیزان علی رامیتنی رود م ۷۱۵ھ

کا یہ رباعی درج ہے۔

با ہر کہ نشینی و نشد جمع دلت ؛ واز تو نہ رہید زحمت و آب و گلت۔

زنہار ز صحبتش گریزان مے باش ؛ ورنہ نہ کند روح عزیزان بحلت۔

(۲) سورۃ مزمل کی آیت ۸ نمبر (۱۸) کی ذیل میں صوفیہ کے یہ مشہور اشعار نقل ہیں۔

؎ بے عنایات حق و خاصان حق گیر ملک باشد سیہ باشد ورق۔

~~اس شعر کے~~ آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دید ؛ طعنہ زند بر دمہ سخرہ کند بر چلہ۔

اس شعر کے بعد حضرت یعقوب چرخی رح لکھتے ہیں۔ حضرت مخدومی خواجہ ~~مخدومی~~ مے گفتند

کہ ما فضلیانم ما را حق تعالیٰ بفضل خود قبول کردہ است۔ و ایں بیت را مے خواند۔

آں را کہ مے پزیرد معبود لا لعلہ ؛ او را چہ حاجت آید رنج چار چلہ۔

Marfat.com

حضرت یعقوب چرخی کی تفسیر میں سادگی اور سلاست کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اکثر آیات سے متصوفانہ نکات اخذ کر کے "لیضب" کے عنوان سے انکی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ لوز کی آیت نمبر (۶) کے ذیل میں (احسن عملاً) کے تحت لکھتے ہیں

لیضب مومن این است کہ مرگ را دائم در نظر آرد و استعداد مردن و آخرت کند و ازین سرائے غرور نفور کند۔ شیخ این فقیر خواجہ بہاء الدین رہ فرمودند کہ من ہر روز چہل نوبت خود را بگورستان مے برم و حساب خود مے کنم۔

پھر اسی آیت کے ایک جز (وھو العزیز) کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ لیضب درویش این است کہ روئے بطاعت او آورد و لذت از وجود و از غیر او نہ جوید۔

پھر اسی آیت کے جز الغفور کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ لیضب تو این است کہ ہر چند گناہ داری از رحمت بے نہایت او نومید نہ باشی۔ از عزیزے یاد دارم کہ مے گفت۔

الٰہی رحمتت دریائے عام است ٭ از آنجا قطرہ مارا تمام است۔

اگر آلایش قوم گنہگار ٭ فروشوئی دران دریا بیک بار

نگردد تیرہ آن دریا زمانے ٭ ولے روشن شود کار جہانے۔

پھر اسی سورۃ کے آیت نمبر (۱۲) کے ایک جزء کے ذیل میں (یخشون ربھم) کے تحت لکھتے ہیں۔ لیضب تو این است کہ ترسِ خدائے تعالیٰ را شعار خود سازی و از اول قرآن تا آخر قرآن نظر کنی و تامل کنی۔ تا مرتبہ خدا ترساں را بیابی۔ پھر اسی سورۃ کے آیت نمبر (۲۳) ایک جزو (قلیلاً ما تشکرون) کے تحت لکھتے ہیں

نصیب تو این است کہ ہستی خود را و ہستی ہمہ اعضائے خود را و ہمہ اشیا و علم خود را از حضرت حق تعالیٰ دانی۔ (نظم)

از کجا جوئیم علم۔ از ترک علم۔ ؛ از کجا جوئیم سلم۔ از ترک سلم

ہم تو وز کجا جوئیم دست، از ترک دست ؛ از کجا جوئیم ہست، از ترک ہست۔

ہم توانی کرد یا نعم المعین۔ ؛ دیدہ معدوم را نور مبین۔

اسی طرح پوری تفسیر ہے اور آیات کے اجزا اور الفاظ کی الگ الگ شرح کی ہے۔ پھر فارسی اشعار (بالخصوص حضرت رومی رح کے) اس کثرت سے ہیں۔ کہ اگر انکو یکجا کر لیا جائے تو ان کا اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت یعقوب چرخی رح کا ایک رسالہ انسیہ بھی ہے جو مناقب حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ میں ہے اس میں بھی حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ لکھتے ہیں۔ پس ہر کہ خواہد کہ بہ خلعت ولایت خاصہ مشرف شود وے را غیر از متابعت او صلی اللہ علیہ وسلم) چارہ نہ باشد بنا بریں معنی فقیر حقیر۔ یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی رح ثم چرخی خواست کہ شمہ از سیرت و طریقت مستقیمہ کہ بوے رسیدہ بود از حضرت مخدومی شیخ الاسلام والمسلمین قطب المشائخ والاولیا فی العالمین خواجہ بہاء الحق والدین المشتہر المعروف بہ نقشبند باشد۔ و ذکر سلسلہ و احوال عجیبہ ایشاں را بلفظ بعضے بطریق اختصار کردہ شد۔ فاما آنچہ بنسبت جذبہ تربیت کردہ اند بقلم شرع نتواں داد۔ چوں بعنایت بے غایت داعیہ طلب دریں فقیر پیدا شد۔ و قائد فضل الٰہی بحضرت

(۱۵۴)

Marfat.com

الیشاں کشید۔ در بخارا ملازمت ایشاں مے کردند۔ بکرمِ آں عالم ایشاں التفات
مے یافتم تا بہدایت صمدیت یقین شد۔ کہ از خواص اولیاءؒ اند و کامل و مکمل اند۔
بعد از اشارات غیبیہ و واقعات کثیرہ تفاؤل بکلام اللہؒ کردم۔ ایں آیت آمد۔ اولئک
الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔ در فتح آباد کہ مسکن ایں فقیر بود۔ متوجہ مزارِ
شیخ عالم سیف الدین والحق الباخرزی۔ رحمۃ اللہ علیہ شدم۔ برداشتہ بودم کہ ناگاہ بیک قبولِ الٰہی دریدید
و بے قراری در من پیدا شد۔ قصدِ حضرتِ ایشاں کردم۔ چوں بقریہ کوشک بندوان
کہ منزل ایشاں بود رسیدم۔ حضرت ایشاں را در راہ منتظر بودم دیدم۔ تلطفے و احسان
نمودند۔ و بعد از نمازِ شام صحبت داشتند۔ و ہیبت ایشاں بر من مستولی شدہ
و جمالِ نظر نبود۔ گفتند۔ العلم علمان۔ علم القلب فذالک علم الانبیاء علیہم السلام
و علم اللسان۔ فذالک حجۃ علی ابن آدم۔ امید است کہ از علمِ باطن نصیبے بتو رسد۔
حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حضرت یعقوب چرخیؒ ایک
مدت تک مستفیض ہوتے رہے۔ پھر بخارا سے شہر کش آگئے کہ وہاں حضرت قدس سرہٗ
کی وفات کی خبر ملی۔ اس محرومی کی وجہ سے خیال کیا کہ کسی اور بزرگ سے استفادہ
کروں تو دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا روحانیت کا ارشاد ہے۔ قال زید بن الحارثۃ
الدین واحد۔ اس سے آپ نے یہ سمجھا کہ اجازت نہیں ہے۔ دوبارہ پھر آپنے
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو دریافت کیا کہ قیامت میں آپ کو کس چیز سے پاؤنگا۔

Marfat.com

جواب ملا کر شریعت پر عمل کرنے سے۔،، (۱)۔

حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۸۳۸ھ میں ہوا۔

(۱) یہ تمام مضامین رسالہ انسیہ کے ہیں۔ یہ رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد سے شائع کیا تھا۔ اس میں ۵۲ صفحات ہیں۔ اور ان میں اسی طرح کے ملفوظات ہیں۔ یہ مضامین (ابتدائی) حضرت بدرالدین سرھندی رح کی حضرات القدس دفتر اول کے صفحے ۲۰۹ تا ۲۱۱ ۔ھ میں بھی درج ہیں۔

Marfat.com

(۱۶) خواجہ علاؤالدین عطار بخاری (م ۸۰۲ھ) حضرت بہاالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے خلیفہ اول اور داماد بھی تھے۔ ان کے مریدوں میں سے سب سے زیادہ مشہور علاؤالدین علی بن محمد المعروف میر سید شریف جرجانی۔ (م ۸۱۶ھ) ہیں۔ جو علوم نقلیہ و عقلیہ کے جامع اور بکثرت کتابوں کے مصنف ہیں۔ صرف میر اور نحو میر کی وجہ سے ہمارے مبتدی طلبہ بھی ان سے واقف ہیں۔ انہوں نے قرآن پاک کا فارسی ترجمہ بھی کیا تھا۔ جو غلطی سے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۰ھ) سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ ان کا ایک قول مشہور ہے کہ۔

والسما عرفت الحق سبحانہٗ وتعالیٰ کما ینبغی سالم اصل الی اخدمۃ العطار البخاری۔ (یعنی بخدا میں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو جیسا چاہیئے نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں حضرت علاؤالدین عطار بخاری رح کی خدمت میں نہیں پہنچا۔

خواجہ علاء الدین عطار بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور مرید صلاح الدین بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کو خواجہ عطار رح (۸۵۵ھ) میں اپنے شیخ حضرت بہاالدین رح نقشبند رح کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ حضرت بہاالدین نقشبند رح کے وصال کے بعد انہوں نے انیس الطالبین و روضۃ السالکین۔ کتاب لکھی جس کا ذکر دوسرا نام مقامات خواجہ نقشبند ہے ہے اس میں چار بڑے ابواب ہیں۔

(۱) تعریف ولی و ولایت۔

(۲) در شرح بدایت احوال حضرت خواجہ ما۔ (یعنی خواجہ نقشبند رح) و ذکر سلسلہ خواجگان۔

Marfat.com

(۳) در بیانِ صفتِ پرورشِ احوال و اقوال و اخلاقِ حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ و شرحِ طریقۂ نسبت و نتائجِ صحبت و کیفیتِ معاملہ ایشان با طالبان و حقائق و لطائف کہ در محلّے بر لفظ مبارکِ ایشان می گذشتہ۔

(۴) در ذکرِ سائر کرامات و ظہورات و احوال و آثار کہ از حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ در محال تلاطمِ امواجِ بحارِ ولایت بظہور آمدہ است۔

انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں یہ مخطوطہ نمبر ۱۸۵۱ ہے۔ اس میں ۱۲۳ اوراق ہیں ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ (۱)

(۱) انڈیا آفس لائبریری میں ایک مخطوطہ نمبر ۱۸۵۱ ہے جس کا نام روضۃ المحبین ہے اسے دہ نامہ بھی کہا گیا ہے۔ یہ ایک مثنوی ہے جس میں تصوف سے متعلق دس منظوم مکتوبات ہیں۔ اس کے مصنف ابن عماد تھے۔ جو خراسان میں پیدا ہوئے اور شیراز میں ۸۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

(۱۷) حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ)

آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بزرگ تھے۔ انہوں نے آپ سے فرمایا تھا کہ ہم سے جو کچھ ہمیں پہنچا ہے وہ بندگانِ خدا کو پہنچاؤ۔ اسی لئے مولانا جامی رح نے آپ سے متعلق فرمایا ہے۔ ع امانت دار او یعقوب چرخی رح)

آپ اپنے پیر کے پیر و مرشد یعنی خواجہ علاؤ الدین عطار رح سے بھی مستفیض ہوئے تھے اور ان سے بھی خلافت ملی تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ) نے لکھا ہے کہ:۔

"سید المحققین ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ بزرگوں کے مقامِ جذبہ میں بہت بڑی شان کے مالک ہیں آپ نے اس مقام میں پوری فنائیت حاصل کر کے بقائے خاص پیدا کی۔ اور اس بقا سے نورِ فوقانی پیدا کیا۔ اور انتہائی نقطۂ نہایت النہایت تک پہنچ گئے اور کثرت میں وحدت کا ملاحظہ اس طریقہ سے کرتے تھے کہ کثرت کا پردہ بیچ میں نہ رہتا تھا۔ سلوکِ آفاقی بھی اس اسم تک پہنچے جو آپ کا مبدءِ تعین تھا اور اس اسم میں قدرے بقا پیدا کی۔ مگر پورے مستہلک ہوئے تھے بلکہ اس کے بعد اسی جذبے میں ایک قسم کی فنائیت سالقہ سلوک کے استہلاک خاص کیساتھ حاصل کی مقامِ جذبہ سے بقائے خاص کے ساتھ مع زیادتی نورِ فوقانی کے مستعدوں کی تربیت کرتے تھے اور ماسوی اللہ کی گرفتاری سے رہائی دیتے تھے۔ اور غیبِ ذاتیہ کی جہت سے کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ اور خواجہ عبید اللہ احرار کو پورا حصہ اور نصیبہ کامل حاصل ہے

(109)

Marfat.com

اور اس راستے سے بھی مقام غیب سے مناسبت رکھتے ہیں۔ باوجود اس کمال و تکمیل کے مقام اقطاب اثنا عشر سے بھی نصیب کامل رکھتے ہیں۔ یہ وہ مقام غیب ہے جو بے نسبتی سے مناسبت کامل رکھتا ہے۔ صحو کی ایک خاص قسم محبت ذاتی بھی اس مقام کیلئے لازم ہے۔ اور ترویج شریعت اور اجرائے احکام شریعت بھی اس مقام سے متعلق ہیں۔ اور حضرت امام اعظم کوفی رح ان اقطاب کے رؤسا میں سے ہے۔ حضرت خواجہ احرار مقام اثنا عشر کے قطب سے نہیں تھے مگر نصیبہ کامل رکھتے تھے۔ اور آپ کا نصرۃ دین ترویج ملت فرمانا اسی مقام کا ثمرہ تھا اس لئے آپکو ناصر الدین کہا جاتا ہے نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ نسبت اپنے مادری بزرگوں سے حاصل فرمائی تھی ان تمام کمالات کے ساتھ جو آپ میں جمع تھے آپ ایک بڑے گھرانے کے روشن چراغ تھے (۱)

انڈیا آفس لائبریری (لندن) کے کئی مخطوطات میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح کی یادگاریں محفوظ ہیں۔ (۱) مخطوطہ نمبر ۱۸۹۲ کے باب دوم اور سوم میں آپکے مکتوبات ہیں (۲) مخطوطہ نمبر ۱۹۱۹ کے ورق نمبر ۹۰ تا ۱۷۰ میں آپکے اقوال و روایت ہیں۔ (۳) مخطوطہ ۱۹۲۰ کے ورق ۶۳ تا ۹۲ میں وہ باتیں ہیں جو آپ سے آپکے داماد عبد الاول رح نے سنی تھی۔

(۱) یہ تمام مضامین مقدم و موخر مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۹۰ میں ہے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۶۵ ۲۱۰ - ۲۲۱ - ۲۳۳ - ۲۴۳ میں بھی خواجہ احرار کا ذکر ملتا ہے۔ رشحات میں آپکے حالات بہت تفصیل سے ہیں

Marfat.com

(۴) مخطوطہ نمبر ۱۹۲۳ (۵) میں آپکی تحریروں کا کچھ اقتباس ہے۔

(۵) اسی مخطوطہ نمبر ۱۹۲۳ میں آپکا رسالہ والدیہ موجود ہے۔

سندھ یونیورسٹی لائبریری میں حسب ذیل بزرگوں کے ملفوظات کا ایک مجموعہ مخطوطہ محفوظ ہے۔ (۱)

(۱) خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ)

(۲) مولانا شمس الدین اودجی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ خواجہ محمد پارسا)

(۳) مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ۔ (م ۸۶۰ھ)

(۴) مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) مولانا عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ)

مولانا عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ انفاس نفیسہ بھی ملتا ہے۔ (۲) جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

بدان ارشدک اللہ تعالیٰ فی الدارین ۔ اے طالب صادق و اے مرید عاشق ہر گاہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ را بمحض عنایت خود بمضمون حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ، است مشرف گردانید باید کہ ہمگی ہمت

(۱) یہ مخطوطہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۹۵۹ء میں حیدر آباد سے شائع کیا تھا۔

(۲) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۹۵۸ء میں رسائل مشاہیر نقشبندیہ کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا تھا۔ جس میں انفاس نفیسہ بھی شامل ہے۔

Marfat.com

مصروف برآں دارند کہ ہیچ لحظہ بلکہ لمحہ بے یاد کردنِ آنحضرت جلّ ذکرہٗ نباشد و دائم
عمر در طاعت و عبادتِ او صرف کنند و بیاد مشغول باشد۔
نخست موعظتِ پیر صحبت این حرف است۔
کہ از صاحبِ ناجنس احتراز کنید۔
زانکہ ناجنس جماعتے اند کہ در طریق این کس نہ باشند یا کسانے اند کہ روئے از خدا
گردانیدہ
گردانیدہ دنیا را قبلہ خود ساختہ اند۔ ایشاں را نیز احمق مے نامند ؎
ز احمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت
صحبتِ احمق بسے خوہا بریخت۔

(۱۸) مولانا عبدالرحمٰن جامی۔ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جامی (م ۸۹۸ھ) حضرت حاجی سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ)
کے مرید اور خلیفہ تھے۔ انکے بعد آپ ہی نے خانقاہ کا نظام سنبھالا۔
طہیر الدین بابر اور سلطان حسین بایقرا کا وزیر علی شیر نوائی آپکی بڑی قدر
کرتا تھا۔ تصوف سے شغف کی وجہ سے آپکی شاعری میں متصوفانہ نکات ہر جگہ
ملتے ہیں۔ آپ نے تمام اصنافِ شاعری کو اختیار کیا۔ مثنویوں میں آپکی یادگار یہ ہیں
(۱) سلسلۃ الذہب (فلسفیانہ اور اخلاقی مثنوی ہے) (۲) سلامان و ابسال (ایک
تمثیلی داستان ہے) (۳) تحفۃ الابرار (نظامی گنجوی کی مخزن الاسرار کے وزن پر ہے)
اسطرح شروع ہوتی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت صلای سرخوان کرم

Marfat.com

(۴) سبحۃ الاسرار (دینی اور عرفانی موضوع پر ہے)

(۵) یوسف زلیخا (یہ بھی نظامی گنجوی کی خسرو شیرین کے تتبع میں ہے۔

(۶) لیلیٰ مجنون (عشقیہ لیکن عارفانہ انداز کی ہے۔

(۷) خردنامہ سکندری (یہ مثنوی بھی نظامی گنجوی کی مثنوی سکندر نامہ کے تتبع میں ہے۔

دیوان اور مثنویوں کے علاوہ آپ نے یہ کتابیں لکھیں۔

نفحات الانس من حضرات القدس۔ اس میں پہلے صوفی ابو ھاشم سے لے کر قاسم الانوار رح تک قریب ۵۶۷ بزرگوں کا تذکرہ ہے۔ اور حضرت سنائی رح سے حافظ شیرازی رح تک تیرہ صوفی شعراء اور ۳۴ صالحات کا بھی تذکرہ ہے۔

شواھد النبوۃ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے متعلق مبسوط تاریخ ہے۔

اشعۃ اللمعات فخر الدین ابراھیم عراقی کی لمعات کی شرح ہے۔ جو میر علی شیر نوائی رح کی فرمائش پر لکھی تھی۔

نقد النصوص۔ فی شرح نقش الفصوص۔ حکمت و عرفان کے مضامین میں ہے۔

لوائح۔ یہ قصیدہ خمریہ ابن فارض رح کی شرح ہے۔

لوامح۔ تصوف و معرفت پر مقالات ہیں۔

بہارستان۔ حضرت سعدی رح کی گلستان کے تتبع میں ہے۔

اسی طرح آپکی ۴۸ کتابوں کا ذکر آتا ہے۔

لوائح میں آپ توحید پر لکھتے ہیں۔ (لائحہ دھم)

Marfat.com

توحید یگانہ گردانیدنِ دل است یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق بماسوائے حق سبحانہٗ
ہم از روے طلب و ارادت، و ہم از جہتِ علم و معرفت۔ یعنی طلب و ارادتِ او از
ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظرِ بصیرت
او مرتفع شود۔ از ہمہ روے توجہ بگرداند و بغیر حق سبحانہٗ آگاہی و شعورش
نماند۔ (رباعی۔)

توحید بعرفِ صوفی اے صاحبِ سیر۔
تخلیصِ دل از توجہِ اوست بغیر۔
در رمزے نہایتِ مقاماتِ ظہور:
گفتم بتو کرفہم کنی منطقِ طیر:

لاکھ بست و دوم کے آخر میں یہ رباعی ہے۔

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست:
در دلق گدا و اطلسِ شہ ہمہ اوست۔
در انجمنِ فرق و بہ ایوانِ جمع:
با اللہ ہمہ اوست ثم با اللہ ہمہ اوست۔

جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر مقامات پر ہمہ اوست (توحیدِ وجودی) ہی کی تصدیق کی ہے
سلسلۃ الذہب میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ)
کے متعلق فرماتے ہیں۔ او محیط است و گردِ او صنما فیض: فیض کش فیض بخش ہمچو سحاب:

Marfat.com

زدہ اصحاب و خواجہ حلقہ بہم :: چوں نگین اند و حلقہ خاتم

پھر اپنے پیر و مرشد خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ دم ۸۶۰ھ کے متعلق فرماتے ہیں

کہف اصحاب سعدِ دین و دل :: منتہی در طریق علم و عمل

دلش از نسبت دو عالم دور :: نسبت او بہ کاشغر مشہور

مولانا جامی رح کا ذکر اتنی نعت کے بغیر خالی خالی سا معلوم ہوگا اس لئے انکے یہ نیاز مندانہ

اشعار پیش کرنا خالی از لطف نہ ہوگا۔

ز مہجوری برآمد جانِ عالم :: ترحم یا نبی اللہ ترحم۔

نہ آخر رحمۃ للعالمین :: ز محرومان چرا غافل نشینی۔

ز خاک اے لالہ سیراب بر خیز :: چو نرگس خواب چند از خواب بر خیز۔

بروں آور سر از بر دیبانی :: کہ روئے تست صبح زندگانی۔

شب اندوہ ما را روز گردان :: ز رویت روزِ ما فیروز گردان۔

بتن در پوش عنبر بوئے جامہ :: بسر بر بند کافوری عمامہ۔

فرود آویز از سر گیواں را :: فگن تا بیا سرو رواں را۔

ادیم طائفے نعلین پاکش :: شراک از رشتۂ جانہای ما کن۔

(آخری شعر میں طائفے والی لوہان نعلین کا ذکر ہے کہ تسمے کے بغیر پہنی نہیں جاتیں

لیکن تسمے تو ہماری جانوں کے رشتے سے بننے چاہئیں۔ اللہ اللہ کیا

خلوص اور عشق ہے۔

Marfat.com

۱۹۰ حضرت جلال ہروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا شمس الدین روجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جو مولانا حافظ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ) کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ) سے بھی مستفیض تھے۔ آپ کا ایک نادر مجموعہ ① جس میں قرآن پاک کی ان سورتوں کی تفسیر فارسی میں ہے۔

سورتیں نمبر ۳۶ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۴ - ۵۶ - ۵۷ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۴ - ۶۷ - ۷۱ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۸ - ۹۲ - ۹۳۔ ممکن ہے کہ ان سورتوں کے علاوہ دوسری سورتوں کی بھی تفسیر لکھی ہو۔

سورۃ ۴۸۔ (الفتح) کی تفسیر اس طرح شروع ہوتی ہے۔

حمدے کہ عارفانہ گویند وثنائے کہ کاملان طریقش بویند حضرت خداوندے را جل جلالہ عم نوالہ کہ باصالت مستحق حمد وثنا اوست ولیس، چہ در جمال وکمال وانعام واحسان بحقیقت باو شریک نیست کس۔ ہمہ ازوست وباوست۔ وغیر ازیں اعتقاد نہ نیکو است۔ ملؤلفہ۔ بہ شریک نیست کس۔ وحدہ لاشریک لہ می گوئی۔ چرک شرک خفی زدل مے شوی۔

① یہ نادر مخطوطہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب کے پاس تھا اس پر انگریزی میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اپنا مضمون (سندھ یونیورسٹی ریسرچ جرنل۔ جلد ششم سنہ ۱۹۶۷ء شائع کیا تھا۔ Some unpublished work of Hafiz Jalal of Herat

Marfat.com

ہمہ زو دان وزو بین پیدا ؛ جا

باش دائم زعشق او شیدا۔

دل بغیرش مدہ کہ آخر کار۔

خجلتت بار آورد بسیار۔

حسنِ خوبانِ دلربا بجہاں۔

او پرتو حسن اوست گشتہ عیاں۔

چشم بکشا ز صفحۂ آثار

قلم قدرتش ببیں در کار۔

از اثر درگذر، مؤثر بیں۔

پردہ بگذار و پردگی بگزیں۔

چوں جلالی مدام از پئے یار۔

باش مردانہ فارغ از اغیار۔

ان اشعار سے واضح ہے کہ کہ آپ ہمہ اوست کے نہیں۔ بلکہ ہمہ از وست کے قائل تھے اور شاعری میں جلالی تخلص کرتے تھے۔ پھر لغت میں اشعار ہیں اور ان کے بعد آپ نے اپنا نام جلالی لکھا ہے۔

اوپر کی عبارت کے ساتھ یہ بھی ہے۔

ایں عجالہ را از کمال دعاگوئی بنا بر امر، نہ از روئے فضولی۔

Marfat.com

مزین مے گردانم بنامِ سلطانِ نیکو کام، بجود و سخا فقیران را رسانندہ بکام، بہ لسنب و

~~بجود و سخا فقیران را رساننده بکام~~

~~بنسبت~~ حسب سامی، باوصاف و اخلاق گرامی۔

چہ گویم وصفِ او کش عزّ و رفعت۔

بود وصّاف ..... گفت مدحت۔

ذوہیبِ حق، ارادت زینتِ او۔

سعادت زاں لباس و خلعتِ او۔

دلِ اہل دلاں را صید کردہ۔

زمیداں گوئے دولت را ربودہ۔

اعنی سلطانِ نیکو صورت۔ پسندیدہ سیرت، معین ارباب شریعت، مرید اصحاب طریقت۔

~~معین ارباب شریعت مرید اصحاب طریقت۔~~

الٰہی ذات او را چوں اسم عزیز ساز بتحقیقِ احکامِ حقیقت۔

عبدالعزیز شاہ پسندیدہ گزیں مقبولِ محرماں سرایردہ یقیں۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ یہ تفسیر والیِ ہرات عبدالعزیز کی فرمائش پر لکھی گئی اور غالباً وہ بھی مولانا شمس الدین روحی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھا۔

① عبدالعزیز اور ان کے والد آلوبیگ بہ گورگان کا انتقال ۸۵۳ھ میں ہوا اس لئے ظاہر ہے کہ یہ تفسیر اس سال سے پہلے لکھی گئی۔

Marfat.com

اسی مناسبت کی وجہ سے اس تفسیر میں متصوفانہ معارف ہیں۔ اور وہ معاصرانہ تفسیر سے جو حضرت یعقوب چرخی رح (م ۸۵۱ھ) نے لکھی تھی بہت کچھ مماثلت رکھتی ہے۔ مخطوطے میں اس تفسیر کے بعد چند رسالے بھی ہیں۔ ایک رسالہ شرح اسماء الحسنیٰ پر ہے دوسرا رسالہ حقائق الٰہی پر ہے تیسرا رسالہ مولانا شمس الدین محمد روجی رح کی نصائح سے متعلق ہے۔ پھر حضرت جنید بغدادی قدس سرہ (۳۰۲ھ) کے معاصر حضرت ابو محمد مرتعش (۲) قدس سرہ کی بعض عبارتوں کی شرح ہے۔ پھر شعب ایمان کی وضاحت پر ایک رسالہ ہے۔ ایک اور رسالہ راہنمای عقدہ کشا ہے جو عقائد پر ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک مختصر رسالہ صوفیانہ عقائد کی صحت پر ہے پھر ایک اہم رسالہ "منہاج المریدین" ہے جس میں حضرت جلال رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ کس طرح حضرت مولانا شمس الدین محمد روجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے دادا کے ساتھ حاضر ہوئے۔ کس طرح ان سے مستفیض ہوئے حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرح کرم ہوا پھر انہوں نے مولانا کوھی رح شیخ عماد الدین "فضل اللہ" رح اور دوسرے معاصر صوفیہ کا ذکر کیا ہے۔ گویا اس عہد کے صوفیاء سے متعلق یہ چشم دید تذکرہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آخر میں شیخ عراقی رح (م ۶۸۸ھ) کے ۲۸ لمعات کی تشریح ہے۔ غرض کہ یہ مجموعہ اپنے مضامین اور معاصرانہ واقعات کی وجہ سے بہت اہم ہے۔ اور شائع ہونے پر بہت سی علمی باتوں کیلئے ایک اضافہ ثابت ہوگا۔

(۲) حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ کے حالات کے خواجہ فرید الدین رح عطار کا تذکرۃ الاولیاء (نکلسن ایڈیشن) جلد اول صفحہ ۸۵)۔

Marfat.com

مولانا جلال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالرحمٰن جامی رح قدس سرہٗ (م ۸۱۷ھ) کا یہ شعر (ورق ۹۹/الف اور ورق ۳۹ ب) بڑی عقیدت سے نقل کیا ہے۔

ہر لحظہ بجمالِ خود لونے دگر آرائی۔

شورے دگر انگیزی شوقے دگر افزائی۔

مولانا جلال رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی تاریخ معلوم نہیں۔ لیکن اندازہ ہے کہ ۸۵۰ھ کے بہت بعد آپ کا انتقال ہوا ہوگا۔

(۲۰) فخرالدین علی بن حسین الواعظ الکاشفی الہروی

ان کے والد حسین بن علی کاشفی (م ۹۱۰ھ) فارسی کے مشہور مصنف ہیں۔ تفسیر حسینی (۸۹۹ھ) اخلاق محسنی، انوار سہیلی، روضۃ الشہداء انکی زیادہ مشہور تصانیف ہیں۔ سلطان حسین بایقرا اور اس کے وزیر میر علی شیر نوائی رح انکے بڑے قدردان تھے۔ ان کے بیٹے فخرالدین علی بن حسین بھی عہد تیموری میں مایہ ناز واعظ اور مصنف تھے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رح (م ۸۹۵ھ) سے بیعت ہوئے۔ اور اپنے والد کی وفات (۹۱۰ھ) کے بعد ہرات کے واعظ مقرر ہوئے۔ لیکن (۹۲۶ھ) میں معزول ہو گئے۔ بلکہ قید بھی کر دیئے گئے۔ رہائی کے بعد وہ گرجستان چلے گئے۔ جہاں انہوں نے لطائف الطوائف کتاب لکھی۔ اور وہاں کے بادشاہ محمد سلطان سے منسوب کی۔ (۹۳۹ھ) میں وہیں فوت ہو گئے۔ لطائف الطوائف بڑی محنت سے مرتب کی ہے۔ اور مختلف گروہوں کے لطائف جمع کئے ہیں۔ اس میں حسب ذیل ابواب ہیں

Marfat.com

(۱) مزاح مزلح ومطائبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۲) مطائبہ ائمہ معصومین۔
(۳) حکایات ملوک وحکام۔ (۴) لطائف مقربان ووزراء۔ (۵) لطائف منشیان
وادیبان۔ (۶) لطائف اعراب وفصحا وبلغا۔ (۷) لطائف مشائخ وعلما۔ (۸) لطائف
اطبا ومنجمین۔ (۹) لطائف شعراء وبدیہہ گویان۔ (۱۰) لطائف ظریفان۔
(۱۱) لطائف بخیلان۔ (۱۲) لطائف دزدان وگدایان وکوران۔ (۱۳) لطائف کودکان
وغلامان۔ (۱۴) لطائف ابلہان۔ ودیوانگان۔

اس مصنف نے اور بھی کتابیں لکھی ہیں۔ مثنوی محمود وایاز۔ اور حرز الامان من فتن
الزمان۔ لیکن انکی خاص کتاب رشحات عین الحیاۃ کے اعداد سے ۹۰۹ھ
سال تصنیف ہوتا ہے۔ اس میں ایک مقالہ ہے "جس میں شروع کے تمام نقشبندی
اکابر رح کے حالات ہیں۔ پھر تین مقصد ہیں جن میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح
کے اور ان اسلاف کے حالات، اقوال، خدمات، اور کرامات درج ہیں۔ پھر ایک
خاتمہ ہے جس میں خواجہ احرار رح کی وفات کا حال ہے۔ (۱) شیخ
شیخ محمد مراد بن عبد اللہ الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا عربی ترجمہ کیا ہے اور جو
فارسی اشعار کتاب میں تھے ان کا بھی منظوم عربی ترجمہ کیا ہے۔ دیار بکر ترکیا سے
۱۳۰۵ھ میں یہ ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس میں مولانا محمد زاہد رح اور مولانا خالد رح
وغیرہ تک کے حالات ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری میں ایک مخطوط ۶۳۲ ریوضۃ
الیاکین ہے۔ اس کے جامع علی بن محمود الاسپوردی۔ اسکولانی تھے۔

مخطوطہ

اگلے صفحہ پر دیکھیں۔

Marfat.com

(حاشیہ ماقبل)

اس میں خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح سے لیکر خواجہ عبید اللہ احرار تک کے حالات۔ نفحات الانس (جامی رح) سے نقل کئے گئے ہیں۔ پھر حضرت سعد الدین رح کاشغری۔ کے خلیفہ محمد بن محمد بن مومن المعروف مولانا علاؤ الدین الآبشری۔ (۹۲۳ھ) کے مفصل حالات ہیں۔ پھر آخری باب میں سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت بیان کی ہے۔

انڈیا آفس لائبریری میں ایک اور مخطوطہ (۲۳۶ھ) تاریخ غریبہ ہے۔ اس میں بھی رشحات کی طرح ایک مقدمہ چار مقصد اور ایک خاتمہ ہے۔ اس میں بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے حالات زیادہ تفصیل سے ہیں۔ ابو المحسن محمد باقر بن محمد یحییٰ نے (۹۴۷ھ) میں اسے مرتب کیا ہے۔

(۱) محمد برہان الدین سمرقندی المعروف محمد قاضی (م ۹۲۱ھ) کی سلسلۃ العارفین خواجہ احرار کے متعلق (۲) نور الدین محمد بن حسین رح کی سلسلہ نامہ خواجگان نقشبندیہ (دسویں صدی ہجری) اور (۳) شیخ عالم عزیزان (م ۱۴۰۱ھ) کی لمعات من نفحات القدس کے نام بھی انڈیا آفس لائبریری میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۲) مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۶ھ)

آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۱ھ) کے نواسے ہیں۔ آپکے شیخ ① یعنی خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ (م ۸۹۵ھ) کو جب خبر ملی کہ سلطان محمود میرزا اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کیلئے سمرقند کا محاصرہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خواجہ نے اُسے خط کے ذریعے اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ اور حملہ کر دیا۔ اس وقت مولانا زاہد رح اس کی نصرت کیلئے متوجہ ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسے شکست فاش دی۔ اس وقت سے مولانا زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا شہرہ ہوا۔ پھر بھی آپنے گوشہ نشینی کو اختیار کیا۔

آپکے بعد آپکے بھانجے مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۰ھ) آستانہ مرجع خلائق ہوا۔ لیکن وہ بھی بہت انکسار اور فروتنی اختیار کرتے رہے۔ یہی حال انکے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰۸ھ) کا تھا۔

① مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات القدس جلد اول صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹ میں اپنے معاصر حضرت خواجہ خاوند محمود رح کے اس قول کی تردید خود انکے خلیفہ خواجہ ضیاء الدین سمرقندی کے بیان سے کی ہے کہ مولانا محمد زاہد رح خواجہ محمد یوسف رح کے خلیفہ تھے۔ حقیقت میں وہ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

Marfat.com

گویا ان مذکورہ بالا تینوں بزرگوں نے سلسلہ عالیہ میں تواضع اور فروتنی کے پیام کو عام کیا۔ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ) کو ایک مکتوب روانہ فرمایا تھا۔ اس میں یہ دو شعر بھی تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم:
ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم۔

جدائی مبادا مرا از خدا:
دگر ہر چہ پیش آیدم۔ شایدم۔

حضرت شاہ زوار حسین رائے عمدۃ السلوک (حصہ دوم) میں حضرت خواجہ محمد امکنگیؒ کے حالات کے اختتام پر اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

"برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کو سب سے زیادہ آپ کا احسان مند ہونا چاہیے کہ آپ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ انکو یہاں کی سرزمین اور یہاں کے مسلمانوں کی طرف سے جزائے نیک عطا فرمائے۔ والحمد للہ۔

Marfat.com

ہم نے اوپر کے صفحات میں تیموری خاندان کے حکمرانوں اور بعض اکابرِ نقشبندیہ رہ کے باہمی تعلقات کے کچھ واقعات پڑھے ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کے حکمرانوں کی تفصیل دی جائے۔ تاکہ مزید تعلقات کے سمجھنے میں آسانی ہو سکے:۔

(۱) تیمور (۷۷۱ھ تا ۸۰۷ھ)

(۲) خلیل سلطان بن جلال الدین میران شاہ بن تیمور (۸۰۶ھ تا ۸۱۲ھ)

(۳) شاہ رخ بن تیمور (۸۰۷ھ تا ۸۵۰ھ)

(۴) الغ بیگ بن شاہ رخ (۸۵۳ھ، اسی نے سمرقند میں رصد گاہ بنوائی تھی۔)

(۵) عبداللطیف بن الغ بیگ (۸۵۴ھ) (عبدالعزیز الغ بیگ کے زمانے میں حضرت جلال ہراتی رحمۃ اللہ علیہ تھے)

(۶) عبید اللہ بن ابراہیم بن سلطان بن شاہ رخ (۸۵۵ھ)

(۷) ابوسعید بن محمد جلال الدین میران شاہ بن تیمور (۸۷۲ھ)

(۸) سلطان احمد بن ابی سعید بن محمد جلال الدین میران شاہ (م ۸۹۹ھ)

(۹) سلطان محمود ابن ابی سعید بن محمد جلال الدین میران شاہ (م ۹۰۰ھ)

(۱۰) عمر شیخ مرزا بن ابی سعید بن محمد جلال الدین میران شاہ حاکم فرغانہ (م ۸۹۹ھ)

Marfat.com

(۱)

امیر تیمور گورگان (م ۷۷۱ھ) کو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۲ھ) اور حضرت بہاالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ) سے جو عقیدت تھی اس کا ذکر مولانا شہاب الدین رح کی کتاب میں آیا ہے۔ پھر حضرت جلال ہروی کے یہاں سلطان عبدالعزیز بن الغ بیگ گورگان کا ذکر آتا ہے۔ یہ دونوں باپ بیٹے ۸۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی طرح رشحات عین الحیات میں ایسی عقیدت کے واقعات آتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ سلطان ابوسعید نے خواجہ عبیداللہ احرار (م ۸۹۵ھ) کو خواب میں دیکھا تو دوسرے دن ہی وہ آپ سے شرف نیاز حاصل کرنے کیلئے سمرقند کو روانہ ہوا۔ لیکن آپ وہاں سے فرکت تشریف لے جا چکے تھے۔ تو وہ وہیں پہنچا۔ یہ بھی واقعہ آتا ہے کہ وہ آپ ہی کی دعا سے میرزا عبداللہ پر غالب ہوا تھا۔ اور سمرقند پر قابض ہوا تھا۔ ترکستان، فرغانہ، خراسان اور ماوراءالنہر کے باشندے دل و جان سے آپکے معتقد تھے۔ ایک بار سلطان محمود آپکی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آتش دان سے کچھ چنگاریاں اڑ کر چٹائی پر پڑیں۔ اور چٹائی نے آگ پکڑ لی۔ سلطان محمود فوراً اٹھا اور باہر سے اپنے دامن میں مٹی ڈال کر لایا۔ اور آگ بجھائی۔ بابر کا نانا یونس خان آخری عمر میں تائب ہو کر ان کا مرید ہو گیا تھا۔

(۱) نواب حبیب الرحمن خان شروانی نے تذکرہ بابر علی گڑھ ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ تیمور کو علامہ تفتازانی اور میر سید شریف جرجانی سے بھی نہایت عقیدت تھی۔

Marfat.com

بابر کا دادا سلطان ابوسعید پاپیادہ انکی خدمت میں جایا کرتا تھا
اور انکے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا۔ بابر کا تایا سلطان احمد میرزا
اور باپ عمر شیخ میرزا بھی ان کا بہت زیادہ معتقد تھا۔ بابر جب پیدا ہوا
تو انہی نے اس کا نام ظہیر الدین محمد رکھا۔ خود بابر کو ان سے بہت عقیدت
تھی۔ اور اپنی توزک میں ان کا ذکر بہت عقیدت کے ساتھ کرتا ہے (۱)
پھر بابر نے اپنی بیٹی گلرخ بیگم کی شادی حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری
قدس سرہٗ کے اخلاف میں خواجہ نورالدین محمد سے کی تھی۔ پھر ان
کی جو بیٹی سلیمہ سلطان پیدا ہوئی۔ تو اسکی شادی بیرم خان دم ۹۶۸ھ
سے ہوئی۔ اور بیرم خان کے انتقال پر اکبر نے اس سے شادی کی۔
اکبر کی ایک بہن سکینہ بانو بیگم کی شادی خواجہ حسن نقشبندی رح سے
ہوئی تھی اور دوسری بہن بخشی بیگم کی شادی خواجہ شرف الدین حسین
کے ساتھ ہوئی تھی۔ جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے
صاحبزادے خواجہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ (۲)

(۱) مذکورہ بالا تذکرہ بابر صفحہ ۹ میں ہے کہ بابر کی تعلیم و تربیت قاضی عبداللہ کے
سپرد ہوئی تھی جو خواجہ عبید اللہ احرار رح کے مرید تھے۔ توزک بابری (اردو ترجمہ صفحہ ۲۵) میں ہے کہ بابر کا باپ
عمر شیخ مرزا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح کا مرید بھی تھا۔
(۲) بابر سے متعلق تمام واقعات پر وفیسر محمد اسلم کی کتاب دین الٰہی اور اس کا پس منظر لاہور ۱۹۷۰ء کے
صفحات ۳۵-۴۰ میں درج ہیں۔ حضرات القدس دفتر اول میں بھی منتشر صفحات میں ہیں۔ اس میں
مولانا خواجہ امکنگی رح اور والیٔ توران و غیرہ کے تعلقات کا ذکر ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی واقعات ان سلاطین سے متعلق آتے ہیں
مثلاً یہ کہ سلطان محمود میرزا (بابر کا چچا) جب اپنے بھائی سلطان احمد میرزا پر حملہ
آور ہو کر سمرقند پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ تو آپ نے اسے ایک خط کے ذریعے اس
ارادے سے روکنا چاہا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ اور اس نے حملہ کر دیا جب مولانا محمد زاہد
رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۶ھ) کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود میرزا نے حضرت عبید اللہ احرار
رحمۃ اللہ علیہ کی بات نہیں مانی تو آپ نے مراقبہ کیا اور متوجہ ہوئے۔ چنانچہ وہ بری طرح ہار
حضرت مولانا خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰۸ھ) کا بھی ایک واقعہ اسی طرح آتا
ہے کہ والی توران عبید اللہ خان آپ کا بہت معتقد ہو گیا تھا۔ ایک واقعہ[1] یہ بھی آتا ہے کہ
ماوراء النہر کے پیر محمد خان نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ باقی محمد خان پر حملہ کیا
تو حضرت خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ بنفس نفیس پیر محمد خان کے پاس تشریف لے گئے
اور اسے مسلمانوں کے کشت و خون سے روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ مانا۔ تو آپ نے باقی محمد خان

(۱) ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی کتاب نجات الرشید، مرتبہ ڈاکٹر معین الحق، کراچی ۱۹۸۳ء میں بعض
دلچسپ حکایتیں بھی لکھی ہیں۔ فصل ہفتم میں مولانا زین الدین نقشبندی (غالباً خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے سلسلے میں تھے)
کے متعلق حکایت ہے۔ مے گویند کہ روزے قدوۃ العارفین ختم خلفائے خواجگان نقشبندیہ۔ خدمت مولانا زین الدین
بہدائی قدس سرہ طعامے کشیدند کہ دران سیر و پیاز بود۔ یکے از محتسبان قندہار کہ در تعصب یگانہ روزگار بود
از آخوند پرسید کہ پیغمبر علیہ السلام سیر و پیاز خوردہ اند؟ در بدیہہ فرمودند کہ روزے پیغمبر شوی تو ہم نہ خوری

(۱۷۸)

Marfat.com

کو حملہ کرنے کی اجازت دیدی اور ملک داد اور اپنے پر حکومت کرنے کی بھی خوشخبری سُنادی چنانچہ پھر الیاس سے
بابر کا باپ عمر شیخ میرزا حاکم فرغانہ تھا اسکی وفات ۸۹۹ھ کے بعد بابر وہاں
کا حاکم ہوا۔ ۹۰۹ھ میں اس نے بدخشاں پر قبضہ کر لیا۔ دوسرے سال کابل فتح کر لیا
پھر ۹۱۳ھ میں قندھار لے لیا۔ ہندوستان پر حملہ کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔
آخر ۹۳۲ھ میں لاہور پر قبضہ کر لیا اور اسی سال چند ماہ کے بعد دہلی کے بادشاہ
ابراہیم لودھی کو پانی پت میں شکست دیکر دہلی اور آگرہ تک قابض ہو گیا
اور جلد ہی شمالی ہندوستان کو دریائے سندھ سے بنگال کی سرحد تک فتح کر لیا۔
۹۳۷ھ میں آگرہ میں فوت ہوا۔ "بہشت روزی باد" تاریخ وفات ہے۔ بعد میں
کابل میں دفن ہوا۔ بابر کے بیٹے ہمایوں کو حضرت محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۹۷۰ھ) اور انکے بھائی شیخ بہلول رض سے عقیدت تھی۔ ہمایوں کو شیر شاہ
سوری (۹۴۷ھ) نے قنوج کی لڑائی میں شکست دی تو وہ پہلے سندھ میں پناہ لینے آیا
لیکن پھر ایران چلا گیا اور پندرہ سال تک بھٹکتا رہا۔ پھر ایران کی مدد سے شیر شاہ سوری
کے انتقال کے بعد دہلی پر دوبارہ قابض ہوا۔ لیکن دوسرے سال ہی فوت ہو گیا۔
کسی شاعر نے تاریخ کہی۔ ع۔ ہمایوں بادشاہ از بام اوفتاد۔ (۱)

(۱) ممکن ہے کہ ہمایوں کے نزدیک زمانے میں ہرات کے عالم یوسف بن محمد نے خواجہ عبداللہ
انصاری (م ۴۸۱ھ) کے کلمات جمع کئے تھے (فہرست مخطوطات محمد شفیع) لاہور ۱۹۷۲ء
وہ بھی نقشبندی تعلق رکھتے تھے ہوں۔ انکی ریاض الادبیۃ فوائد الاخیار۔ انوار حکمت وغیرہا کا ذکر
بنام تیموریہ صباح الدین عبدالرحمن صفحہ ۴۵ میں آتا ہے۔

Marfat.com

باب چہارم

ستہ ستطین

(خواجہ باقی باللہؒ سے خواجہ احمد سعیدؒ تک)

شاہ ولی اللہ رح

احمد سعید

(باب چہارم)

متوسطین خواجہ باقی باللہؒ سے شاہ ولی اللہؒ تک

ہماری تقسیم کار کے مطابق۔ متوسطین اولیائے نقشبندیہؒ کا زمانہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ قدس سرہٗ سے لیکر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ احمد سعیدؒ اور انکے اخلاف واسباط تک محیط ہے۔ یعنی عہد اکبری سے لیکر بہادر شاہ ظفر پر ختم ہو جاتا ہے۔ ہمایوں کے انتقال (سنہ ۹۶۳ھ) کے وقت اس کا بیٹا اکبر قریب چودہ سال کا تھا۔ اس کے سرپرست بیرم خان نے ہیمون کی ہندوستانی افواج کو پانی پت کے مقام پر ۵ نومبر سنہ ۱۵۵۶ء (۲ محرم سنہ ۹۶۴ھ) کو شکست دیکر دہلی اور آگرہ وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اکبر نے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ پھر گوالیار، مالوا، خاندیش چتور (راجپوتانہ) گجرات بنگال۔ کشمیر وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور (سنہ ۱۰۰۱ھ) میں قندہار کو بھی اپنی سلطنت میں ضم کر لیا۔ جنوبی ہند کی طرف سے حملے کا راستہ بند کرنے کیلئے اس نے خاندیش پر قبضہ کیا تھا۔ پھر قلعہ اسیر گڑھ کو فتح کیا، احمد نگر، بیجاپور اور گولکنڈہ تک اس کا تسلط قائم ہو گیا۔ اور (سنہ ۱۰۱۴ھ) میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اکبر کے بعد جہانگیر کی فتوحات کو زیادہ اہمیت حاصل نہیں۔ لیکن شاہجہان کے عہد میں جب اورنگزیبؒ دکن کے صوبہ دار تھے تو انہوں نے دکن کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ (۱) دولت آباد (بشمول احمد نگر) (۲) خاندیش (۳) تلنگانہ اور (۴) (برار) اور گولکنڈہ کے حکمراں کو (سنہ ۱۰۶۶ھ) میں اپنا باج گذار بنا لیا۔ لیکن (سنہ ۱۰۶۸ھ) میں تخت نشین ہونے سے پہلے انکو اپنے بھائیوں سے جو لڑائیاں

Marfat.com

لڑنی پڑیں اور پھر ملکی نظم و نسق کیلئے جو اہتمام کرنا پڑا اسکی وجہ سے انکو دکن کی طرف توجہ دینے کا موقع نہ ملا۔ پھر ۱۰۹۲ھ (۱۶۸۱ء) سے وہاں کے فتح کیلئے مسلسل جدوجہد قریب ۲۶ سال تک یعنی اپنے اپنی وفات تک کرنی پڑی۔ یوں تو انہوں نے ۱۰۹۷ھ میں بیجاپور اور دوسرے سال گولکنڈہ پر قبضہ کر لیا تھا لیکن مرہٹوں کی نئی اور بڑھتی ہوئی طاقت کا انسداد نہ ہو سکا۔ تاہم انکی سلطنت کابل سے ہوگلی تک، سورت سے مدراس تک، بلکہ پورے ہندوستان پر (سوائے دکن کے انتہائی جنوبی سرے کے) پھیلی ہوئی تھی۔ انکی وفات کے بعد سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے اور عیش پسند جانشینوں نے سلطنت کو بالکل کمزور کر دیا۔ ۱۱۵۱ھ میں نادر شاہ کا حملہ۔ اور ۱۱۶۱ھ میں احمد شاہ ابدالی کا حملہ اس سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے تھا، مرہٹے، جاٹ، راجپوت، اودھ کی حکومت وغیرہ سبھی نے قوت پکڑی۔ پلاسی کی لڑائی (۱۱۷۰ھ ۱۷۵۷ء) اور بکسر کی لڑائی ۱۱۷۷ھ ۱۷۶۴ء نے مغلیہ سلطنت کا موہوم وقار بھی کھو دیا۔ تاہم اس کا افسانہ (۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء) تک دھلایا جاتا رہا آخر بہادر شاہ ظفر نے (۱۲۷۹ھ ۱۸۶۲ء) میں رنگون میں اپنی جان دی اور اس طرح اس سلطنت کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

اکبر کے زمانے میں خواجہ رضی الدین محمد باقی المعروف خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ (سنہ ۹۷۱ھ سنہ ۱۰۱۲ھ) ہندوستان تشریف لائے ماوراء النہر میں کتب متداولہ کے سمجھنے کی شروع ہی سے صلاحیت موجود تھی۔ وہیں بزرگانِ دین کی تلاش شروع کردی۔ پھر ہندوستان میں لاہور کی گلیاں ٹھیک بارش کے زمانے میں چھانیں۔ کشمیر میں شیخ بابا ئی نقشبندی رح سے اور سنبھل کے قریب گڑھ مکیشر میں خواجہ السبحش (سنہ ۱۰۰۲ھ) سے بھی مستفیض ہوئے۔ (۱) پھر بلخ و بدخشان کے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا۔ لیکن ماوراء النہر میں حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہٗ (سنہ ۱۰۰۸ھ) سے خلافت حاصل کرکے اور اجازت لیکر پھر ہندوستان تشریف لائے۔ اور دھلی میں قلعہ فیروزی میں مقیم ہوئے جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ بمشکل چار سال یہاں قیام رہا ہے (۲) لیکن آپ کے فیض سے نقشبندی سلسلہ کی مستحکم بنیاد پڑ گئی۔ چھوٹے بڑے سب آپ سے مستفیض ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (م سنہ ۱۰۳۴ھ) آپکے خلیفۂ خاص ہیں جن کا فیض تمام عالم اسلام کو نصیب ہوا۔

(۱) خواجہ البدخشی سے مستفیض ہونے کا واقعہ مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی نے اپنی کتاب "خواجہ باقی باللہ اور صاحبزادہ گان و خلفاء" کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے۔ (۲) نفحات القدس دفتر اول کے صفحہ ۲۷۱ پر ہے کہ خواجہ امکنگی (م سنہ ۱۰۰۸ھ) آپکو ہندوستان کی طرف رخصت کرنے کیلئے دو تین منزل چھوڑنے آئے اس لئے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ سنہ ۱۰۰۸ھ سے پہلے کا ہے آپ کا مکتوب نمبر ۷ بیرزادہ ابوالقاسم کے نام ہے اور مکتوب نمبر ۲۰ ایک "مخدوم زادہ" کے نام ہے مکتوب ۷۵ میں بلخ جانے کا ذکر ہے جہاں آپ ہندوستان سے تشریف لانے کے بعد گئے تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی باقیات یہ ہیں۔

(۱) حیات باقیہ کے نام سے ایک مجموعہ افضل المطابع (دہلی سے ۱۳۲۳ھ) میں شائع ہوا تھا اس کے حصہ اول میں بعض تحریریں ہیں اور حصہ دوم میں ملفوظات ہیں جنکے جامع رشدی ہیں۔ جیسا کہ مجموعے کے آخر میں ایک ترکیب بند کے ایک شعر میں یہ تخلص آتا ہے۔ (۱) (غالباً وہ محمد صدیق ہدایت ہیں جنہوں نے اپنا نام اور تخلص پوشیدہ رکھا ہے)۔ (۲) مکتوبات (مطبوعہ کلیات (۲)) میں انکی تعداد ۸۷ ہے لیکن اور بھی مکتوبات رہے ہونگے۔ کیونکہ نسیب المقامات (اردو ترجمہ صفحہ ۱۵۱) میں اور حضرات القدس حصہ دوم۔ اردو ترجمہ صفحہ ۴۴ میں ایک مکتوب ہے جو مطبوعہ کلیات میں نہیں ہے۔

(۱) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے رسالہ اردو کراچی ۱۹۸۵ء شمارہ ۳) میں اپنے مضمون "بعض مظلوم کتابیں" میں بحث کی ہے کہ یہ رشدی دراصل خواجہ محمد صدیق ہدایت تھے۔

(۲) مطبوعہ کلیات باقی باللہ لاہور ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۱۴۱ میں مکتوب نمبر ۸۵ پر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رہ تھے۔

Marfat.com

(۳) رسائل۔

(الف) حقیقت نماز (ب) صورت نماز (ج) بیان توحید۔ (د) معنی اعوذ۔
(ہ) معنی بسم اللہ و سورۃ فاتحہ۔ (و) بیان سورۃ شمس (ز) بیان سورۃ اخلاص۔
(ح) بیان سورۃ الفلق۔ (ط) بیان سورۃ الناس (ی) ترجمہ دعائے قنوت۔
(ک) بیان وَهُوَ مَعَكُمْ (اینما تولوا فثم وجہ اللہ) (ل) رسالہ در شرح رباعیات
موسومہ سلسلۃ الاحرار۔

(۴) منظومات۔

(الف) مثنوی قبل از زمان درویشی۔ (ب) مثنوی گنج فقر۔ (ج) ساقی نامہ۔
(د) سلسلہ پیران طریقت۔ (ہ) تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک (و) تاریخ تولد خواجہ
محمد عبد اللہ۔ (ز) رباعیات و فردیات۔

ملفوظات میں سے (دوشنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۰۰۹ھ) ایک جگہ ہے۔

ترجمہ

بر لفظ مبارک راندند کہ طریق سلف آں بود کہ اول بہ تزکیۂ نفس و تحصیل مقامات مشغول
می شدند چوں موانع قرب الٰہی کہ خواطر و ہواجس است بہ تزکیہ برطرف مے شد بقدر تزکیہ
نور ایمانی قوت می یافت۔ تا بجائے می رسیدند کہ جز حق سبحانہ پیش
بصیرت ایشاں نمی ماند و جمیع افعال و اوصاف را ازو می دیدند و صور و اجسام
در رنگ سراب می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند۔ و توحید صوری
بعضہا را بعد از فرود آمدن حاصل می شد۔ و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ

Marfat.com

طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ سرہٗ ہمان طریقہ سلف است۔ لیکن ابتداءً بہ تحصیل مقامات مقید نمی شوند و آنہا را کہ از راہ توجہ صوری می روند خطر بسیار است۔

مکتوبات میں سے مکتوب نمبر ۵ کا انداز یہ ہے۔

مخفی نماند کہ توجہ فعلی است از افعال اختیاریہ و فعل اختیاری یا مرضی است یا نامرضی یا مباح ہر توجہی کہ متوجہ الیہ اش از امور نامرضیہ است۔ بے شک آں توجہ نامرضی است و ہر توجہی کہ متوجہ الیہ اش از امور مباحہ است آں توجہ از مباحات است لیکن نسبت بہ عرفاء سوء ادب است۔ چہ حق سبحانہ را تابع خود ساختن ساختن است و از امر فاتخذہ وکیلا برآمدن۔ لہذا جمع از عرفاء ترک تصرف نمودہ اند و خود را در مقام عجز و فرو گذاشتہ کالی المسعود الشبلی.....

①

رسائل میں سے حقیقت نماز کے بیان میں جو رسالہ ہے وہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔ بدان۔ افناک اللہ تعالیٰ و ابقاک بہ کہ نماز را حقیقت است و صورت است۔ و ظہور حقیقت او موقوف است بہ مشرف شدن بہ موت اختیاری و طلوع این شرف از راہ سلوک مبنی بر دو اصل است۔ اول توبہ دوم زہد سوم توکل۔

① یہ مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رح کے مکتوب نمبر ۲۱ کے جواب میں ہے حضرت خواجہ نے امراء سے تعلقات بہت کم رکھے تھے مکتوب نمبر ۲۵ نواب مرتضیٰ خان کے نام ہے۔ مکتوبات ۲۸۔ ۲۹۔ ۴۶۔ بھی امراء سے متعلق ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی مکتوب عبدالرحیم خانخانان کے نام بھی ہو جس نے ایک لاکھ روپے آپ کے حج کیلئے دینے کی پیش کش کی تھی۔

Marfat.com

سوم توکل ۔ چہارم قناعت، پنجم عزلت ۔ ششم ذکر ۔ ہفتم توجہ ۔ ہشتم صبر ۔
نہم مراقبہ ۔ دہم رضا ۔ وطالب صلوٰۃ حقیقی اگر مستعد نزول جذب الٰہی باشد
قابلیت تقدم جذبہ بر سلوک داشتہ باشد ۔ وظیفہ او آنکہ بعد از طہارت
باطن بتوبہ نصوح وخالی کردن دل از آرزوہائے نفسانی وروحانی کہ مقوز ہد
است وتوجہ بحضرت حق سبحانہ نماید وتوجہ مجمل ہیولانی الوصف پاک از
اعتقادات مستحسن ومستنکر .....

آپکی منظومات میں مثنوی گنج فقر خصوصیت رکھتی ہے اس میں اشعار ۲۵۷ ہیں
عشق وسرمستی کے باوجود اس مثنوی میں ادبی شان شروع سے آخر تک پائی
جاتی ہے ۔ آغاز اس طرح ہے ۔

خداوندا بفقرم راہ بنمای ۔ درے زاں رہ بسوئے درگاہ بکشای ۔
کہ از ناکامئ خود کامیابم ۔ دراں افلاس کل آرام یابم ۔
غنا در فقر وفقر اندر غنا گم ۔ بشویم دست ازیں شوریدہ قلزم ۔
شوم در فقر دریائے الٰہی ۔ امانت دار دریائے الٰہی ۔
زآشوب دماغ پر تحیر ۔ گہے خود را صدف بینم گہے دُر ۔
گہے زیں ہر دو بالاتر گزینم ۔ صفات بحر را در خود ببینم ۔
بخشش آیم از موج تفکر ۔ کنم دامان کوہ دشت پُر دُر ۔
بگیرم در کف از دُر شاہوارے ۔ ہم از خود بر خود افشانم نثارے ۔

Marfat.com

زجوش سینۂ چوں گردم سبک سیر۔ بیندازم بنائے ایں کہن دیر۔

اسی طرح یہ کیفیات آتی ہیں۔ پھر توحید، مناجات۔ حکایات لغت۔ حکایت مخاطبۂ زمین بوس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر خطاب بہ دل اور مراتب سلوک، شرائط سلوک وغیرہ عنوانات ہیں۔

اور تجلّی معنوی، تجلّی ذاتی، غنا و بقاء، یقین، عین الیقین، اور حق الیقین وغیرہ پر بھی بحث ہے۔ پھر رباعیات و فردیات ہیں۔ چند رباعیات یہ ہیں۔

ما صورت و حق آئینہ عکس نما است۔ این است معیّتی کہ حق را با ما است۔

ہر صورت در ظہور شرط دگر است۔ این نسبت و اسباب ازیں رو پیدا است۔

خواہی کہ جمال غیب در دل یابی۔ زنہار طلب مکن کہ مشکل یابی۔

در ذات خدا تفکر آور باطل۔ در فکر چیں مشو کہ باطل یابی۔

ہم بے رنگ است یار و ہم رنگ پذیر۔ آں لیس کمثلہ سمیع است و بصیر۔

ایں سمع و بصر جز ایں ندارد دگرے۔ آں جملہ غنی است و ماسوای جملہ فقیر۔

فردیات میں بعض شعر بہت دردانگیز ہیں۔

؎ می گذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں۔ عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

من از محیط محبت نشاں ہمی دیدم۔ کہ استخوانِ عزیزاں بہ ساحل افتادہ است۔

Marfat.com

خواجہ عبید اللہ رح کی دیگر علمی خدمات کا ذکر

؎ بغیر آنکہ بہ روزِ سیہ خود گویم ۔ دگر زدیدہ باقی چہ کار می آید۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے خواجہ عبید اللہ (م ۱۸۔ جمادی الاخر ۱۰۷۳ھ) اور خواجہ عبد اللہ (م ۲۵۔ جمادی الاوّل ۱۰۷۴ھ) خواجہ عبید اللہ رح کو خواجہ کلاں بھی کہتے ① ہیں۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی خواجہ عبد اللہ رح المعروف خواجہ خورد سے چار ماہ بڑے تھے (اور دوسری ماں کے بطن سے تھے) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے انکی ولادت سے پہلے ایک بزرگ کے ایک واقعہ کے مطابق کہ وہ فرزند خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کا ہم نام ہوگا۔ ② ۔ ان کا نام عبید اللہ رکھا تھا۔ ایک شعر میں اس طرح آپ فرماتے ہیں۔ در فنا کمترین غلامے ۔ شد بندگیٔ بزرگ نامے

یکے ایں نام خجستہ" ملک زاد۔ انشاء اللہ شفیع من باد۔

او کردہ دریں خرابہ منزل۔ روزے یکم ربیع الاوّل .....

تاریخ شناس تیز بین مرد۔ "بشگفت بہار" در خط آورد۔

۱۰۱۰ھ

① مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی نے اپنی کتاب "خواجہ باقی باللہ رح" کے صفحہ ۴۱ اور ۴۸ تا ۵۲ میں اس بات کے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت خواجہ کلاں کا نام عبد اللہ تھا اور خواجہ خورد کا نام عبید اللہ تھا لیکن اوپر کے اشعار سے واضح ہے کہ خواجہ کلاں نام خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے نام کے مطابق تھا اور وہ یکم ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے اور بعد کے اشعار میں آئے گا کہ خواجہ عبد اللہ (خواجہ خورد) ۶ رجب کو پیدا ہوئے تھے

② دیکھیں حضرات القدس۔ دفتر اول صفحہ ۳۱۲ ۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے دونوں صاحبزادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رح سے توجہ دلوائی اور انکی جگر گیری کیلئے بھی فرمائش کی۔
(مکتوبات امام ربانی ۱ھ/ ۲۶۶)

Marfat.com

یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۱۰ھ) کو انکی ولادت ہوئی تھی۔ خواجہ خورد (عبداللہ) کی والدہ ترک کشمیری تھیں انکے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ لکھتے ہیں:۔

گل شکرے بوالعجبے دست داد۔ شکر ہندی و گل ترک زاد۔

بلکہ ز کشمیر گل زعفران۔ شد شکر آلودہ ہندوستان۔

شاخ گل از باغ ولایت شتافت:۔ از قدح ہند شکر آب یافت۔

شاخ نباتے شد ازیں طرفہ فن:۔ انبتہ اللہ نباتاً حسن۔

بلکہ نہالے است برون از جہات:۔ آمدہ در عرصۂ ایں شاہ مات۔

گرچہ فرو رفتہ دریں نیک مہد۔ بارور است از اثر قرب عہد۔

آمدہ پس در خم ایں تیرہ خم:۔ ماہ رجب بود و صباح ششم۔

آخری مصرع میں ۶ رجب بھی تاریخ ولادت فرمادی۔ اور اس مصرع کے اعداد سے سنہ ۱۰۱۰ھ بھی بنا دیا۔ یہ بہت بے مثل تاریخ ہے۔ اور ایسی تاریخیں شاذ و نادر ہی تیار ہو سکتی ہیں۔ (۱)

۶ رجب سنہ ۱۰۱۰ھ) کو پیدا ہونے والے خواجۂ خورد یعنی خواجہ عبداللہ رح تھے۔ یعنی بڑے بھائی سے قریب چار ماہ بعد پیدا ہوئے۔

---

(۱) ایک ایسی تاریخ صفدر حسین نے علی گڑھ کے ابتدائی مدرسہ کے افتتاح (۲۴ مئی سنہ ۱۸۷۵ء) پر لکھی تھی۔ تھی فکر مجھ کو اک دن تاریخ مدرسہ کی بولا یہ ملہم غیب "اٹھارہ سے چھہتر" اٹھارہ سے چھہتر" عیسوی سال ہے اور ان لفظوں کے حروف کے اعداد سے سنہ ۱۲۹۲ھ کے اعداد بنتے ہیں۔ ~~بولا یہ ملہم غیب "اٹھارہ سے چھہتر"~~

(۱۰)

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ قدس سرہٗ نے اپنے حسب ذیل مکتوبات میں ان دونوں صاحبزادوں کو خطاب فرمایا ہے۔

دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶ دونوں صاحبزادوں کے نام ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ان پر توجہ دینے کیلئے بھی ارشاد ہوا تھا۔

دفتر دوم ..... مکتوب نمبر ۳۵ ۔ خواجہ محمد عبداللہ کے نام ۔ (۱)

دفتر دوم ..... مکتوب نمبر ۵۹ ۔ " ")

دفتر سوم ۔ مکتوب نمبر ۵۶ ..... " ")

دفتر سوم ۔ مکتوب نمبر ۶۰ ۔ " ")

دفتر سوم ۔ مکتوب نمبر ۷۱ ۔ خواجہ عبیداللہ کے نام ۔)

دو مکتوب جو مرزا حشام الدین رح کے نام ہیں ۔ لیکن ان میں ان دونوں صاحبزادوں کا ذکر بھی ہے ۔

دفتر اول کے مکتوبات نمبر ۲۲۹ - ۲۶۷ - ۲۷۳ ۔

دفتر دوم ۔ مکتوب نمبر ۲۶ ۔ دفتر سوم ۔ مکتوب نمبر ۱۱۵ ۔ (۳)

(۱) دفتر دوم کا مکتوب ۲۳ ۔ خواجہ محمد عیسیٰ رح فرزند حضرت مجدد قدس سرہٗ کے نام ہے لیکن حاشیہ میں خواجہ عبداللہ کا نام ہے ۔

(۲) پروفیسر محمد اسلم کی کتاب تاریخی روابط لاہور سنہ ۱۹۶۵ء میں اس کی تفصیل ہے ۔

مولانا نسیم احمد فریدی ۔ کی کتاب "خواجہ باقی باللہ رح اور صاحبزادگان و خلفاء" صفحہ ۱۵۱

Marfat.com

خواجہ کلاں عبید اللہ رح نے ایک ضخیم تذکرہ طبقات حسامی (تذکرہ مشائخ) اپنے شیخ حضرت مرزا حسام الدین رح کے نام پر مرتب کیا تھا۔

خواجہ کلاں رحمۃ اللہ کی ایک کتاب مبلغ الرجال بھی ہے اس میں یہ عنوانات ہیں۔

(۱) در بیان مذہب حکما۔ (۲) در بیان مذہب متکلمین و جمہور قدماء صوفیہ (۳) در بیان مذہب اتباع ابن عربی قدس سرہ و تصرف شیخ العصر ابو البرکات احمد سرہندی قدس سرہ (۴) در بیان فضل و رجحان مقام انبیاء علیہم السلام و ہر کہ بر مسلک ایشاں علیہم السلام رسوخ ورزد۔ (۵) در مذہب ملاحدہ۔ اس باب میں انہوں نے ابو الفضل کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ بھی اپنے باپ کی طرح دین کے معاملہ میں مستقل مزاج نہیں تھا۔ اس نے مختلف مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پھر دہریہ ہوا۔ بلکہ اباحت میں قدم رکھا اخلاق کے معاملے میں وہ حکما کو سب سے مقدم رکھتا تھا۔ اور "در رنگ ابن مقفع خبیث مذکور کلیلہ و دمنہ را بر طرز خاص تحریر نمودہ و در مقام تمثیل و استشہاد حکایت واہیہ از نزد خود افزود۔ پھر شریف آملی سے مل کر پکا ملحد بن گیا

(۱) .....

(۱) پروفیسر محمد اسلم کی کتاب ~~خواجہ باقی باللہ اور ماجزادگان و خلفاء صفحہ ۵۱~~ کتاب تاریخ مقالات۔ لاہور (سنہ ۱۹۷۰ء) میں اسکی تفصیل ہے۔

(۱۲)

Marfat.com

خواجہ خورد عبداللہ رح کی تصانیف کے متعلق سید کمال سنبھلی رح نے اسراریہ میں اس طرح لکھا ہے کہ "اس قدر تصانیف، علم توحید و معرفت کے اندر عربی اور فارسی زبان میں ان کے قلم سے نکلیں کہ اگر شیخ ابن عربی رح اس وقت زندہ ہوتے تو انصاف کو کام میں لاکر فرماتے مرحبا مرحبا - اے خواجہ خورد - آج تم جیسا علم کا جاننے والا کوئی نہیں۔ (۱)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ قدس سرہ کے خلفاء میں سب سے عظیم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ ہیں۔ ان کا ذکر انشاء اللہ آگے آئیگا۔ انکے علاوہ خاص خلفاء میں تاج الدین سنبھلی (م ۱۰۵۲ھ) خواجہ حسام الدین رح (م ۱۰۴۲ھ) اور شیخ الہ داد (م ۱۰۴۹ھ) تھے۔ لیکن صرف تاج الدین سنبھلی رح (م ~~۱۰۵۲ھ~~) کی تصانیف میں (۱) مولانا جامی رح کی نفحات الانس کا عربی ترجمہ۔ (۲) رشحات کا عربی ترجمہ (۳) رسالہ طریقہ نقشبندیہ (۴) الصراط المستقیم۔ (۵) نفحات الالٰہیہ)۔ (۶) جامع الفوائد وغیرہ کے نام مذکور ہیں (~~غیرہ~~)۔ (۲) اور ان میں سے صرف رسالہ طریقہ نقشبندیہ محفوظ ہے۔ جو یہاں پیش کیا جاتا ہے

(۱) مولانا نسیم احمد صفحہ ۵۳ خواجہ خورد کی تین کتابیں۔ (۱) پردہ پرداخت۔ و پردگی شناخت۔ (۲) القول السدید۔ (۳) ملفوظات علی گڑھ مسلم (یونیورسٹی میں ہیں) مولانا نے سید کمال سنبھلی رح کی ایک کتاب جمع الجمیع صفحہ ۳۹ - کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور خواجہ خورد کے ایک صاحبزادے خواجہ سلام اللہ اور دوسرے غلام بہاء الدین رح صفحہ ۶۲ - کا ذکر بھی کیا ہے۔ (۲) ایضاً صفحہ ۹۶ -

Marfat.com

یہ رسالہ بخیر ترجمہ کے شائع کرنا خواجہ کو کیا فائدہ دے گا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالۃ التصوف

از حضرت تاج الدین صاحب خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ ۱۲

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

اعلم وفقک اللہ تعالیٰ ان معتقدات السادات النقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ ھو معتقد اھل السنۃ والجماعۃ۔ وطریقتہم دوام العبودیۃ۔ التی لا تتصور بغیر اداء الفریضۃ۔ والعبادۃ وھی عبارۃ عن دوام الحضور مع الحق۔ سبحانہ وتعالیٰ بلا مزاحمۃ شعور بالغیر بل مع الذھول عن صفۃ الحضور لوجود الحق سبحانہ۔

ولا تحصل ہذہ السعادۃ العظمیٰ بغیر تصرف الجذبۃ۔

ولا تحصل ہذہ السعادۃ العظمیٰ بغیر تصرف الجذبۃ الالٰہیۃ ولا سبب فی طریق الجذبۃ اقوی من صحبۃ الشیخ الذی سلوکہ بطریقۃ الجذبۃ۔ قال الشیخ ابو علی الرقاق الشجرۃ التی تنبت بنفسھا لا ثمر لھا۔ وان کان لھا ثمر یکون بغیر بغیر لذۃ۔ وسنۃ اللہ تعالیٰ جاریۃ علیٰ انہ لا بد من السبب فکما التوالد والتناسل الصوری لا یحصل بغیر الوالد والوالدۃ کذالک التوالد المعنوی حصولہ بغیر المرشد متعذر۔

قال صاحب الرسالۃ المکیۃ فیھا۔ من لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ۔

Marfat.com

وهذه الطريقة العليا النقشبندية . اخذها هذا الفقير الكامل في النقصان والعاجز في معرفة الرحمن تاج الدين القرشي العثماني من مهدي الزمان خواجه محمد الباقي بالله وهو اخذها من مولانا خواجگي[3] امكنگي - وقد يقال الامكنگي على اختلاف النسخ وهو اخذها من مولانا درويش محمد[4] وهو من مولانا محمد زاهد[5] وهو من مولانا الغوث الاعظم خواجه عبيد الله[6] احرار وهو من شيخ الشيوخ يعقوب[7] الچرخي . وهو من غوث الاعظم خواجه الكبير بهاء الحق والدين المعروف بخواجه شاه النقشبند[8] وهو اخذها عن سيد الامير الهمدان الكلال وهو عن خواجه محمد بابا سماسي[9] وهو عن حضرة خواجه عزيزان خواجه علي راميتني[10] وهو عن خواجه محمد انجير فغنوي[11] وهو اخذها عن خواجه عارف ريوگري[12] وهو عن غوث الزمان فريد الحق والدين خواجه عبد الخالق غجدواني[13] وهو عن الشيخ يعقوب يوسف بن ايوب الهمداني[14] - وهو عن ابو علي فارمدي[15] وهو عن مولانا الشيخ حضرت ابي الحسن الخرقاني[16] وحضرت ابو علي فارمدي لنسبته الخدمة والصحبة والاستفاضة بالشيخ ابي القاسم الگركاني ايضا وحيث كان ان عند المحققين ان الشيوخ ثلثة "شيخ الخرقة . وشيخ الذكر . وشيخ الصحبة - لكن شيخ الصحبة اتم

(١٧٥)

Marfat.com

واكمل فى الارتباط وهو الشيخ الحقيقى. لاجرم اوردنا نسبته الشيخ ابى القاسم الذى انتهى اليه السلوك للشيخ ابو على. وبين الشيخ ابى القاسم الى الامام على ابن موسى الرضا ستة. وسائط الشيخ ابى عثمان المغربى. وابو على الكاتب وابو على الروذبارى. وسيد الطائفة الجنيد البغدادى والسرى السقطى والمعروف الكرخى. نسبة اخرى يتصل بها. الى داؤد الطائى عن حبيب العجمى عن الحسن البصرى. قدس اسرارهم. وتمام نسبة المعروف الكرخى الى باب مدينة العلم على بن ابى طالب رضى الله عنه معروفة، ومشهورة هنا.

الآن ارجع الى رأس الكلام. فاعلم ان الشيخ ابا الحسن الخرقانى اخذ عن روحانية ابى يزيد البسطامى كنيته اويس القرنى عن منبع الانوار عليه افضل الصلوٰة واكمل التحيات. وهكذا نسبة سلطان العارفين ابى يزيد البسطامى الى روحانية جعفر الصادق رضى الله عنه. والمعروف من صحبته وخدمته غير صحيح. والامام الجعفر الصادق مع وجود الوزار وراثة ~~الآباء~~ آبائه الكرام يتصل بجده لامه القاسم بن محمد بن ابى بكر الصديق رضى الله عنهم. وهو من الفقهاء السبعة فى التابعين كان من اكملهم فى العلم الظاهر والباطن وهو منسوب الى سلمان الفارسى. رضى الله تعالى عنه وسلمان مع تشرفه بصحبة النبى صلى الله عليه وسلم. اخذ الطريق عن الصديق رضى الله تعالى عنه ~~عليه السلام~~ وهو عن النبى صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم

Marfat.com

والطریقۃ الاخرای للامام جعفر الصادق ابا عن جد الی باب مدینۃ العلم معروفۃ

فصل طریق وصولٍ الی اللہ تعالیٰ علی طریق السادۃ النقشبندیہ ۔ اما بمحض

الصحبۃ ۔ او بتذکر او بالمراقبہ ۔ وطریق ھذہ السلسلۃ ان تذکر الکلمۃ الطیبۃ ۔

اعنی ۔ لا الاہ الا اللہ ۔ محمد رسول اللہ ﷺ ۔ بحبس النفس وتراعی العدد الوتر واذا

جاوز العدد احدای وعشرین ولم یذکر یظہر للذاکر اثر فھذا دلیل علی عدم قبولہ ۔ فلیشرع

فی ابتداء الذکر من اصلہ ۔ واثر الذکر ھواتک فی زمان النفی ۔ تنفی عنک الوجود

البشری ۔ وفی زمان الاثبات یظہر فیک اثر من آثار لطفات الجذبات الالہیۃ ۔

والاثر متفاوت بحسب الاستعدادات ۔ فبعضھم اول یحصل لہ الغیبۃ عما سوی

الحق وبعضھم اول ما یحصل لہ السکر والغیبۃ وبعد ذالک یتحقق لہ وجود العدم

وبعدہ یتشرف بالفنا ۔ کما قال الشیخ عبد اللہ الانصاری ۔ رح فی تفسیر ھذہ الآیۃ

واذکر ربک اذا نسیت ای اذا نسیت غیرہ نسیت نفسک ثم نسیت ذکرک

فی ذکرک ثم نسیت فی ذکر الحق ایاک وکل ذکرک ۔ واعلی الدرجات وانتہا الفنا

اعنی لا یبقی للسالک خبر عما سوی اللہ عزوجل ۔ وکیفیۃ ان تجعل لسانک

اللسان ملتصقا بسقف الفم ۔ وتلصق الشفۃ بالشفۃ والاسنان بالاسنان

وتحبس النفس وتشرع فی کلمۃ لا مبتدیا بہا من السرۃ وتصعد بہا الی جانب

الدماغ فاذا وصلت الدماغ مدت بالہ الی جانب الیمین ۔ وبالا اللہ

الی جانب الیسار ورمیت علی القلب الصنوبری بقوۃ بحیث یظہر اثرھا وحرارتہا

Marfat.com

فی سائر الجسد وتمیل بمحمد رسول اللہ من جانب الیسار الی جانب الیمین. ای
تاتی بہا بینہما وتقول بعد ذالک الٰہی انت مقصودی ورضاک مطلوبی یعنی
معنی ہذا الذکر مع توجہ القلب علی وجہ یظہر اثرہ فی القلب ویتاثر منہ ویکون ذالک
کلہ، بحیث لا یظہر علی ظاہرہ حرکتہ ولا یشعر بہ من کان لقربہ. وفی حبس نفسہ یذکر
مرۃ او ثلاثا مراعیا للوتر. وقال الحضرۃ خواجہ قدس سرہ فی معنی الکلمۃ الطیبۃ ان لا الٰہ
معناہ نفی الالٰہیۃ الطبیعۃ. والا اللہ اثبات المعبود بالحق - ومحمد رسول اللہ
معناہ انک ادخلت نفسک فی مقام فاتبعونی - وبعض اکابر ہذہ السلسلۃ قال
فی معنی الکلمۃ الطیبۃ. ان المبتدی تصور فی لا الٰہ لا معبود - والمتوسط یلاحظ
لا مقصود - والمنتہی لا موجود. الا اللہ تکون ملاحظۃ وقال الاکابر ما لم
ینتہ السیر الی اللہ لم یوضع القدم فی السیر فی اللہ تکون ملاحظۃ لا موجود الا اللہ
کفرا ویسبغ الاجتہاد فی المداومۃ الذکر. لا تترکہ فی حال ولا فی وقت ولا فی
قیامک ولا فی قعودک ولا فی حدیثک ولا فی لومک - وان حصل لک فی الذکر
لا فی مجالسۃ الشیخ کیفیۃ، فافرضہا کالخط المستقیم فان تخیل ہذا المعنی وشغل الخیال
بامر واحد مہم للجمعیۃ - وقال بعض الاکابر اذا تغیر شعرۃ من بدنک بواسطۃ
الحال وتاثرت ینبغی لک ان تتبع تلک الشعرۃ حتی یحصل التحلل - کما قال بعض
الاکابر. الشغل ہو عدم الشغل وعدم التشغل ہو الشغل. وقال المولوی سعد الدین
الکاشغری رحمۃ اللہ علیہ ان الشیخ عبد الکبیر الحسنی الیمنی سالنی وقال لی

(۱۸۷)

Marfat.com

ما الذكر - فقلت لا اله الا الله - فقال ما هذا الذكر - هذا عبادة فقلت له
اقل انت مخفف افلا انت - فقال الذكر ان تعلم انك لا تقدر على وجدانه -
وقال سيد الطائفة الجنيد - التصوف هو ان تجلس ساعة معطلا عن ملاحظة
شيء - وقال شيخ الاسلام في ملاحظة ذالك يحصل الوجدان بغير التفتيش والرؤية
بغير النظر - ومقصود الطائفة العالية الصوفية حضور مشاهدة الحق . كانك تراه
وملكة الحضور يسمونها مشاهدة وتكون با القلب - واما الروية فتكون بعين الرأس
والفرق بين المشاهدة والرؤية انك في الرؤية لا تقدر ان تبعدها عن نفسك
وفي المشاهدة انت با الخيار - (الطريقة الثانية) للسادة النقشبندية في سبب الوصول
وحصول المعرفة وهي اسهل الطريق واقربها التوجه والمراقبة - وهو عن ذالك المعنى المقدس
الذي بغير كيف ولا مثال - المفهوم من الاسم المبارك اعني الله بغير واسطة
عبارة عربية او عبرية او فارسية او غيرها تلاحظه وتحفظه في خيالك وتتوجه
بجميع قواك ومداركك الى القلب الصنوبري وتداوم على هذا الامر . وتتكلف في
ملازمته حتى تذهب الكلفة من البين - ويصير هذا الامر ملكة لك -
وقال الاكابر النقشبندية - ان المعنى المقصود ان عسر عليك فتخيله بصورة
نور بسيط محيط بجميع الموجودات . العالمية والعينية واجعله في مقابل البصيرة عه
تذهب الصورة ويترتب على ذالك ظهور المعنى المقصود - وقال الحضرة خواجه عبيد الله احرار ان المراقبة
من المفاعلة فلا بد من التراقب من الجانبين فعلى هذا لا بد للمراقب ان يكون مراقبا

الطريقة الثانية

عه مع حفظ ذالك وتوجه القلب الصنوبري بجميع القوى والمدارك الى ان تقوى البصيرة وتذهب الصورة

Marfat.com

لاطلاعه على موجوده بلا فتور. وتشتت خاطر. والطريق الآخر. ان يكون مراقباً للقلب الصنوبري ولا يترك الخواطر تحل فيه حتى يتيسر له الربط لقلبه الحقيقي من غير ملاحظة معنى المفاعلة. وطريق المراقبة اعلى من طريق النفي والاثبات واقرب الى الجذبات الالهية من غيرها. ومن طريق المراقبة اعلى من يمكن الوصول الى الوزارت والتصرف في الملك والملكوت وتمكن بها من الاشراف على الخواطر والنظر الى الغير بنظر الموهبة وتنوير باطنه ومن ملكة المراقبة يحصل دوام الجمعية ودوام قبول القلوب وهذا المعنى يسمى جمعاً وقبولاً.

الطريقة الثالثة - طريقة الربط بالشيخ الذي وصل الى مقام التحقق بالتجلي الذاتي. فان رؤيته بمقتضى هم الذين اذا رؤوا ذكر الله تفيد فائدة الذكر وصحبته بموجب هم جلساء الله تعالى تنتج صحبة المذكور واذا تيسر صحبته مثل هذا العزيز ورئيت اثره في نفسك فينبغي لك ان تحفظ ذالك الاثر الذي تشاهد فيك بقدر الامكان. وان حصل لك في ذالك المعنى فتور راجع مصاحبته حتى يرجع ببركة ذالك الاثر وهكذا تفعل مرة بعد اخرى. حتى تصير تلك الكيفية ملكة لك. وان لم يظهر من صحبة ذالك العزيز اثر ولكن حصلت به محبته وانجذابه فينبغي ان تحفظ صورته في الخيال وتتوجه الى القلب الصنوبري حتى يحصل لك الغيبة عن النفس. وان وقفت عن الترقي فينبغي ان تجعل صورة الشيخ على كتفك الايمن في خيالك

(٣٥)

Marfat.com

وتعتبر فی کتفک الی قلبک امرًا ممتدًا وتاتی بالشیخ علی ذالک الامر الممتد وتجعله فی قلبک فانه یرجی لک بذالک حصول الغیبة والفناء۔

(فصل فی الکلمات القدسیة)

المأثورة عن الحضرة الخواجة عبد الخالق الغجدوانی۔ وهی احدی عشر کلمة تنبئ طریقة السادة النقشبندیه علیها۔ وهی هذاه (۱) یادکرد۔ ۲ بازگشت۔ ۳ نگهداشت۔ ۴ یادداشت۔ ۵ هوش دردم۔ ۶ سفر در وطن۔ ۷ نظر برقدم۔ ۸ خلوة در انجمن۔ ۹ وقوف قلبی۔ ۱۰ وقوف زمانی۔ ۱۱ وقوف عددی۔ حیث کان حضرت خواجه عبد الخالق راس حلقة هذاه الطائفة لزم بیان الفاظه المصطلح علیها فلنشرحها مقتصدین بین الاجمال والتفصیل۔ وها انا اشرع فی ذالک۔ یادکرد۔ وهو عبارة ذکر اللسان والقلب یعنی کن دائمًا فی تکرار الذکر الذی استفدته من الشیخ الی ان یحصل لک حضور الحق۔ وطریق تعلیم الذکر ان الشیخ یذکر اولًا لقلبه الکلمة الطیبة والمرید یحضر لقلبه فی مقابلة قلب الشیخ ویفتح عینه ویطبق فمه کما مر بیانه۔ قال الحضرت خواجه بهاء الدین قدس سره ان المقصود من الذکر ان یکون القلب دائمًا حاضرًا مع الحق۔ بوصف المحبة والتعظیم۔ لان الذکر طرد الغفلة۔ بازگشت۔ یعنی ان الذاکر کلما ذکر لقلبه الکلمة الطیبة قال لقلبها بذالک اللسان الهی انت مقصودی ورضاک مطلوبی یعنی معنی هذا الذکر لان هذاه الکلمة تفید نفی کل خاطر من ملیح وقبیح حتی یخلص الذکر ویفرغ السر

Marfat.com

عما سوی الحق. وان لم یجد الذاکر له اخلاصا فی هذا الکلام. قال علی سبیل التقلید من المرشد فانه یحصل له ببرکة ذالک الاخلاص انشاء الله تعالی نگاه داشت وهو عبارة عن مراقبة الخواطر یعنی اذا کرر الکلمة الطیبة فی نفسه یراعی ان لا یخطر بباله خاطر. ویجتهد ان لا یخطر له خاطر الغیر فی ساعة او ساعتین. فان ذالک مهم عند الاکابر وبعض کمل الاولیاء احیانا یتم لهم هذا المعنی. یاد داشت وهو عبارة عن دوام الحضور مع الحق سبحانه علی سبیل الذوق وبعض الاکابر قال فی شرح هذه الکلمات الاربع بکذا. یادکرد یعنی تکلف فی الذکر. بازگشت یعنی رجع الی الحق. سبحانه علی وجه الانکسار. نگاهداشت یعنی حافظ علی هذا الرجوع. یاد داشت یعنی رسخ فی هذه المحافظة. هوش در دم. یعنی کل نفس یخرج یکون مع الحضور من غیر غفلة. وقال الخفة خواجه بهاء الدین والحق قدس سره. ان بناء الامر فی هذا الطریق علی النفس فینبغی ان یجتهد علی حفظ ما بین النفسین حتی لا یدخل لغفلة ولا یخرج لغفلة. سفر در وطن. یعنی ان سفر السالک یکون فی الطبیعة البشریة یعنی ینتقل من الصفات الذمیمة الی الصفات الحمیدة. کما قال بعض الاکابر ان الشخص اذا انتقل الی محل الاتفاق صفاته الخبیثة ما لم ینتقل عنه. وقیل رویة الغیب فی الشهادة. نظر بر قدم. یعنی ان السالک ینبغی ان یکون نظره علی القدم فی المشی. فی البلد والصحراء حتی لا تتفرق نظره ولا یبصر ما لا ینبغی فتفرق علیه قلبه.

(۳۲)

Marfat.com

ویمکن ان یکون المراد بالنظر علی القدم ان یکون نظر السالک فی اول وھلۃ
الی نہایۃ السلوک یعنی الی حضرت الذات فقط کما قال فارس بن علی البغدادی
سألت الجلاج فقلت لہ، من المرید۔ ھو فقال ھو الرائے فی اوّل وھلۃ الی اللہ فلا
یعرّج الی شیء حتّی یصل۔ ویحتمل ان یکون بھذا المعنی الذی قالہ الشیخ
رویم ادب المسافرین لا یجاوز ہمتہ قدمہ۔ خلوت در انجمن۔ یعنی ینبغی للسالک
ان یکون ظاہرہ مع الخلق وباطنہ مع اللہ الحق۔ الید بالشغل والقلب بالحق
وما احسن ما قیل فی ذالک شعر۔ فمن داخل کن صاحیا غیر غافل ۔ ومن خارج
غالطا البعض الاجانب ۔ قال الاکابر الطریق ان فی ھذہ الطریق
الجمعیۃ فی الملاء والتفرق فی الخلوۃ۔ وقوف زمانی۔ تحاسب نفسک اوقات
نفسک ھل مرت باعمال الخیر فتشکر او باعمال الشر فتستغفر۔ علی حسب مراتبھم فان حسنات
الابرار سیئات المقربین۔ وقوف عددی۔ وھو عبارۃ عن رعایۃ العدد
فی الذکر القلبی بجمع الخواطر المتفرقۃ۔ وقوف قلبی۔ وھو عبارۃ عن الیقظۃ وحضور
القلب مع جناب الحق سبحانہ علی وجہ لا یکون للقلب غرض غیر الحق۔ وقالوا ایضا
فی معناہ ان الذکر ینبغی لہ ان یکون واقفا علی قلبہ یعنی فی اثناء الذکر یتوجہ الی القلب
الصنوبری الذی یقال لہ قلب مجازا وہو فی الجانب الایسر محاذی الثدی ویجعلہ مشغولا
بالذکر ولا یترکہ ان یغفل عن الذکر ولا مفہومہ۔ والحضۃ الخواجہ النقشبندی۔ لم
یجعل حبس النفس ولا رعایۃ العدد لازما فی الذکر واما الوقوف القلبی۔

(۲۳)

Marfat.com

فهو لازم عنده فی اثناء الذکر او الرابطة او غیرها. والمقصود من الذکر الوقوف القلبی وما احسن ماقیل فی ذالک شعر۔

علی بیض قلبک کن کانک طائر۔ فمن ذالک الاحوال فیک تولد ساعتین۔ وان یزد الک مهم عن الاکابر وبعض کمل الاولیا احیانا یتم لهم هذا المعنی۔

فصل۔ اذا وقع لک فی اثنا الذکر والاشتغال تفرقة او وسوسة او قبض فینبغی ان تغتسل بالماء البارد وان لم تقدر علی ذالک لعدم مساعدة المزاج فبالماء الحار وبعد الک تدخل الخلوة وتصلی رکعتین مع التفرغ والاستکانة وتستغفر وتتوجه لحالک ووقتک وان لم تجد وقتک واستمرت التفرقة معک فاحضر فی خیالک صورة شیخک المزلی لک فانه یرجی لک ببرکة تبدیل التفرقة بالجمعة۔ وان لقیت التفرقة ایضا فقل یا فعال بالشد والمد. وان لم ترتفع التفرقة بذالک فتقرر ان هذه التفرقة منه تعالی واقف وقف فی ذالک المفرق واستغفر فیه فتصیر فی عین الجمع حینئذ۔ وقل ان تبقی التفرقة مع هذه الملاحظة۔ وحیث کانت الخطرة متعلقة بالاعمال کمثل المیل الی شراء فراش ونحوه مما هو مباح شرعا فلیبادر لفعله او یخرجها من قلبه حتی تکون تلک الخطرة له کعدو یبذل جهده فی رفعه۔

فصل و نفی الخواطر۔ ثلاثة لازم علی المرید۔ الخطرة النفسیة۔ والشیطانیة والملکیة۔ وثبت الخاطر الحقانی۔ ومعرفة الخواطر وتمیزها عسیر وبینها بعض بیان فان حصول خاطر النفس من ارض القلب

(۲۴)

163

Marfat.com

یعنی من تحت الارض ۔ القلب النفسیۃ وخاطر الشیطان ۔ من یسار القلب والذی من الملک یکون یمین القلب۔ والذی من الحق یکون من فوق القلب۔ وھذا الصح معرفتہ لمن یتجلی قلبہ با التقوای والزھد والورع واکل الحلال والطیب وکان دائما مراقب خواطرہ لا یترک الغیر یمر ببالہ۔ والمقصود ان یکون مراعیا لوقتہ فلیس شی ذا اعز من الوقت فان الوقت سیف قاطع اذا فات الوقت لا تدارکہ۔ ویمکن حفظ الاوقات بالذکر والمراقبۃ والصلوٰۃ والتلاوۃ۔ واکابر النقشبندیۃ اختاروا من الجملۃ وظیفۃ تلاوۃ القرآن فی اللیل ۔ الفاتحہ وقل یا ایھا الکافرون وسورۃ الاخلاص۔ والمعوذتین وخاتمہ سورۃ الحشر وخاتمہ سورۃ البقر۔ ومن جملۃ وظیفۃ تلاوۃ القرآن فی النہار سورۃ یٰسین ۔ وقال الحضرۃ الخواجۃ علی رامیتنی اذا لفقت ثلاثۃ قلوب علی امر حصل مراد العبد المومن بذالک قلب القرآن وقلب اللیل وقلب العبد یعنی اذا قرات یٰسین التی ہی قلب القرآن فی التہجد حصل ذالک المعنیٰ ۔ ومن جملۃ وظائف صلوٰۃ النوافل۔ التہجد والاشراق والاستخارۃ والضحیٰ: والتہجد اثنا عشر رکعۃ ان امکن اقرا فی کل رکعۃ یٰسین والا اتمہا فی ثمان رکعات علی ہذا الترتیب فی الرکعۃ الاولیٰ الی اجر کریم وفی الثانیۃ الی وھم مہتدون۔ وفی الثالثۃ الی جمیع لدینا محضرون وفی الرابعۃ الی فی فلک یسبحون۔ وفی الخامسۃ الی ولا الی اھلہم یرجعون۔ وفی السادسۃ الی ہذا صراط مستقیم وفی السابعۃ الی فہم لہا مالکون وفی الثامنۃ الی آخر السورۃ۔ وفیما بقی یقرا فی کل رکعۃ بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص ثلاثا ولا یصلی التہجد اقل من اربع رکعات۔

Marfat.com

ووقت التہجد الثلث الاخیر۔ کما قال اللہ تعالیٰ قم اللیل الا قلیلاً نصفہ او انقص منہ قلیلاً او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلاً۔ قال صاحب قوت القلوب قال اللہ تعالیٰ فتہجد بہ نافلۃً لک وقال اللہ تعالیٰ وکانوا قلیلاً من اللیل ما یہجعون والہجوع النوم۔ والتہجد القیام۔ فلا یکون التہجد الا بعد النوم والتہجد صلوٰۃ النوم۔ وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قم من اللیل قدر حلبۃ الشاۃ۔ واذا صلی الصلوٰۃ المذکورۃ جلس جلوساً للتشہد متوجہ القبلۃ الی الصبح ویشتغل فی توجہہ بمراقبۃ او بذکر وان غلبتہ النوم نام لکنہ یقوم قبل الصبح ویتوضأ ثم یصلی سنۃ الصبح فی بیتہ ویشتغل بالاستغفار بطریقۃ الخفیۃ کما ہو طریق ہذہ السلسلۃ ویذہب الی المسجد مستغفراً فی طریقہ واذا صلی الصبح مع الجماعۃ جلس فی موضعہ مشتغلاً بوظیفۃ الباطنیۃ ان وجد الجمعیۃ والا اتی فی بیتہ واشتغل بوظیفتہ الی ان تطلع الشمس۔ ولعبد اللہ یصلی رکعتین بنیۃ الاشراق وقرء بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص قلاثاً ثم یصلی رکعتین بنیۃ الاستخارۃ ثم یدعو ابدعاء الاستخارۃ وہو معروف واذا کان لعبد اللہ مہم دینوی کاسباب معیشۃ توجہ الیہ مع الحضور والیقظۃ۔ ویقرء ہذا الدعاء اللہم۔ کن وجہی فی کل وجہ مقصدی فی کل قصد وغایتی فی کل سعی وملجائی وملاذی کہ

Marfat.com

فی شدۃ وھم ووکیلی فی کل امر وتولنی تولی محبتہ وعنایتہ فی کل حال ویکون دائما متوجہا للقلب الصنوبری کما قال اللہ تعالیٰ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واذا فرغ من مہمات الدنیویۃ توضا وضوءً جدیدًا ودخل خلوتہ واول ما یجلس لیستحضر رویۃ الشیخ ثم اشتغل بوظیفتہ من المراقبۃ والذکر۔ واما صلوٰۃ الضحیٰ فاثنا عشر رکعۃ فی کل رکعۃ بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص ثلاثا ولا یصلیہا اقل من رکعتین ولا ینبغی ان تصلی فی اول وقت الضحیٰ بل یؤخرہا الی ان یمضی ربع النہار کما جاء فی المشکوٰۃ عن زید بن ارقم انہ رای قوما یصلون الضحیٰ فقال لقد علموا ان الصلوٰۃ فی غیر ھذہ الساعۃ افضل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الاوابین حین ترمض الفصیل رواہ مسلم۔ ومعنی الرمض۔ شدۃ حر الارض من وقع الشمس علی الرمل وغیرہ ای اذا وجد الفصیل حر الشمس۔ والفصیل ولد الابل۔ وبعد صلوٰتہا اذا حضر الطعام تناول فان اکلہ مع الاصحاب کان احسن والا فمع اھلہ واولادہ۔

ولا یاکل وحدہ بقدر الامکان وبعد ذالک یقیل ثم یحضر المسجد اول وقت الظہر لصلوٰۃ الجماعۃ ثم ان کان لہ شغل قضاہ الی صلوٰۃ العصر ثم یحضر المسجد اول الوقت ایضا لصلوٰۃ العصر جماعۃ ویجلس بعد صلوٰۃ العصر فی مکانہ ویشتغل باالوظیفۃ الباطنیۃ ولا یضیع ھذا الوقت بقدر الامکان ویحاسب نفسہ وحفظ ما بین العشائین عندھم من اھم المہمات وبعد صلوٰۃ العشاء یقرا فی

Marfat.com

فراشه قل یا ایها الکافرون وسورة الاخلاص والمعوذتین وآخر سورة
سورة الحشر وآخر سورة البقر مع الحضور وینام مشغولاً بالذکر ویقول
قبل نومه هذا الاستغفار ثلاثاً استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب
الیه وهذه احوال الصلوٰة الصوفی ذی شغل۔ لا الصوفی فارغ البال فاتر مع ذالک
ینبغی له ان یکون فی لیله ونهاره مستغرقاً ومستهلکاً فی الحق سبحانه وتعالیٰ
کما قال الشیخ ابوالعباس القصاب عندی لا امسا ولا صباح فان باطنه غارق
فی لجة الفنا فظاهره حاضر لما یصدر من الاحوال والاقوال واهل الفنا والبقا بعد الطلب
والمجاهدة تشرفوا بالوصول الی طمانینة الوجدان والسرور والمشاهدة وهم فی عین المراد
رجعوا عن المراد لغیر مراد۔ ورأوا المقامات والکرامات حجابا والعبد امشی القلب
من کل خط جسمانی وروحانی۔ والوصول الی مرتبة الفنا علامة الوصول الی حقیقة
محبت الذات ومقام الفنا موهبة مختصة بها اختصاص الهی وسنته الله تعالیٰ
جاریة علی ان العطا المحض الذی هو الحقیقة الموهبة لا یکون عاریة ولذالک کان لا رجوع
فیه ولذالک قالوا الفانی لا یرد الی اوصافه۔ وقال ذوالنون المصری قدس سره ما رجع من
رجع الا من الطریق۔ وما وصل الیه احد فرجع عنه،

فصل فی الفنا والبقاء۔

سالوا حضرت خواجه نقشبند قدس سره ان الفنا علی کم وجه فقال علی وجهین
وایضاً قال الاکابر انه اکثر من ذالک لکن مرجع الکل الی هذین الوجهین۔۔۔۔

Marfat.com

الاول الفناء من الوجود الظلمانی الطبعی ۔ والثانی الفنا من الوجود النورانی الروحانی والحدیث النبوی ص ناطق بهذین الوجهین ، ان لله سبعین الف حجابا من النور والظلمة فالفنا الاول هو انه بواسطة ظهور الحق سبحانه یذهب الشعور بالسواء اعنی موجودات العالم الظلمانی وشهادتها والفناء الثانی هو فنا الفنا وهو ان یذهب الشعور بالفناء ایضا ای لا یبقی للوجود الروحانی شعور من الصفاة الروحانیة ولازمته فاذا ذهب الشعور بالشعور لزم ان یذهب الوجود الروحانی ۔ وفی هذا المقام یکون الروح ذاکرا والقلب ساجدا وصحبته السالک فی هذا المقام صحیحة اما تربیته وطلبه للمرید غیر صحیحة وذکر القلب هو ان یکون الحضور مع الحق والظهور مع الخلق بالنسبة الیه سواء یعنی انه یجمع معهذا ۔ والذکر اللسانی لا یحتاج الی بیان وذکر الروح هو ان یکون الحضور مع الحق غالب علی الحضور مع الخلق ۔ وذکر السر هو ان لا یکون له حضور مع غیر الحق سبحانه ولا یکون له خبر من الکون ۔ وذکر الخفی هو ان یخفی وجود الروح خفاء الکون فی السر ۔ فلا یبقی غیر المذکور ۔ والحاصل ان الغیر یذهب بتمام وجهه فی الخفاء وفی هذا المقام یتحقق السیر فی الله تعالی فان العبد بعد الفناء المطلق الذی هو فنا الذات وفنا الصفات یخلع علیه الوجود الحقانی حتی یتشرف بذالک الوجود بالاوصاف الالهیه ویتخلق باخلاق الربانیة وفی هذا المقام یتحقق بمرتبة بی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یبطش ۔ وبی یمشی ۔ وبی یاکل ۔

(۲۹)

Marfat.com

فان الذات والصفات الكائنة في هذا المقام تتبدل بحوة الوجود الباقي خارجة من قبل قبر الخفاء في محشر الظهور لتصرفات جذبات الحق حينئذ تستولي على باطن العبد وتذهب من باطنه جميع الوساوس والهواجس . ويتصرف فيه الحق حينئذ لصفاته ولغيره بالكلية عن تصرفه في نفسه بنفسه وفي هذا المقام يكون العبد محفوظاً عن مجاوزة الوظائف الشرعية من الامر والنهي وهو دليل على صحة حال الفناء والبقاء قال الشيخ ابو سعيد الخراز في هذا المعنى كل باطن يخالف الظاهر فهو باطل . وبعد تحقق الفنا والبقاء يعني السير الى الله والسير في الله الذي هو بعد الفناء يتحقق السير الى الله وبالله الذي هو مقام التنزل الى مبالغ عقول الخلق لدعوتهم الى الحق وهذا مقام الخواص من الانبياء المرسلين وفي هذا المقام المتنزل هذا يرجعون في كل امر الى الحق متفرعين ومستغرقين والاولياء في هذا المقام لهم من المعالجة بالانبياء نصيب كما قال الله تعالى قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني ..... لان الشيخ كالنبي في قومه وفي هذا المقام طب المريد وتربيته صحيح بشرط اجازة الشيخ . وفي هذا المقام كل التصرف يفعله وان كان منسوباً اليه لكن ليس له لانه عزل عن التصرفات البشرية بالكلية . وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى . يمكن ان يكون هذا المعنى

فصل في طريق التصرف في باطن المريد ودفع المرض

الدخول في حمل الاحمال عن الناس له طريقان . فالطريق الاول

Marfat.com

انه اذا وقع للشخص مرض او ابتلى بمعصية فيتوضأ ويصلي ركعتين و
يتوجه بالتضرع والانكسار الى الله تعالى ويطلب منه ان يظهر للشخص
المذكور ما عرض له ويزيله عنه والطريق الثاني ان يجعل صاحب
المرض او المعصية او المرض نفسه ويثبتها مقام صاحب العارض المذكور
ويشتغل خاطره المذكور هذا المقدار ويتوجه بهمته الى رفع هذا العارض
عنه والاخذ في الضن اليضا هكذا. فاذا كان الشخص نافع الخلق اشرف
على الموت وكان ذالك قبل نزول حضرت عزرائيل عليه السلام فانه بعد
نزوله ورجوعه خاليا محال. ولابد من بدل فعند ذالك يثبت نبيته
المريض مكان اعضائه ويتوجه بهمته - والمدد في المرض النوع الاول
ان يتوجه بهمته الى رفع ذالك المرض ودفعه عنه - الثاني ان
يتحمل ذالك عنه في نفسه - الثالث ان يتوجه في دفع الخواطر المتفرقة
عنه من غير ان يتعرض لدفع المرض لما فيه من دفع المرضات لان
المرض موجب للتنقية وتصفية القوى الدماغية. ولو انتقى الدماغ
صار متعلق هذه القوة الدماغية ذالك النور المطلق البسيط المحيط
بجملة الموجودات الذي هو مقصود جميع المكونات والخواطر مانعة لحصول
هذا المعنى - والتصرف في الطالب الحقيقي هكذا اليضا بان يجلسه في
مقابلة ويقول له فرغ نفسك من كل خاطر ثم يتوجه بهمته لرفع الحجاب

(٣١)

Marfat.com

الظلماني ثم رفع الحجاب النوراني فاذا حصلت له الغيبة لا يتوجه له الآن
حصلت له عقدة فينزيلها والذي ينسب الشخص من الاحوال الآتية
هو انه اذا حضر اجنبي فحصل وحضر في الخاطر لائح من ان اوصلوة
اوصوم او تحصيل علم ديني يقولون حصل منه نسبة الاسلام والديانة
ونسبة العلم. والحاصل انه ظهر بسبب هذا المعنى وكان وجوده في
الخاطر من مقتضاة النفاسة وان ظهر من وصوله المحبة والعشق
ويقولون ظهر منه نسبة الجذبة. وفي معرفة احوال الميت يجلس
محاذي القبر ويقرء آية الكرسي مرة وسورة الاخلاص اثنا عشر مرة ويخلي
نفسه من كل خاطر. فكل ما لاح بعد ذلك فهو منه. واذا وقع من
المريد سوء الادب فلا ينبغي للشيخ ان يسعى في سبب حاله لكن يتوجه
بهمة على الطريق المعهود في دفع الظلمة والكدورة عنه ويامره بذكر
النفي والاثبات فترتفع عنه تلك الظلمة بهذا الطريق. بان يلاحظ في
جانب النفي جميع المحدثات بنظر الفنا وفي جانب الاثبات يتصور
ذات المعبود بالحق وبالبقاء.

فصل في الآداب. الآداب الظاهرة مع الحق سبحانه ان يكون قائما
بالاوامر والنواهي الشرعية ويكون داعما على الطهارة ومستغرقا في الاحتياط
في جميع الامور ويكون متبعا لآثار السلف الصالحين عاملا بها

Marfat.com

وآداب الباطن ان یکون هو ان تحفظ قلبک من حضور الاغیار سواء کان خیرًا او شرًا فانهما فی الحجاب سواءٌ۔ وآداب النبی صلی الله علیه وآله وسلم علی هذا القیاس وآداب الاولیاء هی انک فی مجالسهم تحفظ خواطرک ولا تتکلم فی حضرتهم خواطرک بصوت الاعلی ولا تشتغل فی حضورهم بصلوٰة النوافل وان ما صلیت معهم فحسنٌ ولا تتکلم فی اثنا کلامهم من غیر ان یسألوک وکل ما یکرهونه اجعله مکروهک ولا تنظر فی بیتهم الی اسبابهم وحوائجهم ولا یخطر ببالک رواحک الی شیخ آخر واخذک منه بل اعتقد ان شیخک هذا هو موصلک الی مولاک ولا تتعلق قلبک بسواه فان ذالک موجبٌ لتفرقتک والحاصل ان کل ما یکره الطبع الانسانی فارقه وتجنبه۔ فان فی سوء الادب مع المشائخ خاصیة تقتضی سد الطریق وعدم حصول الفیض۔ وینبغی لک ان لا یکون فی قلبک ونظرک غیر الحق واسمر دائمًا مع الحق حتی لا تجد الغفلة الیک السبیل۔ وما احسن ما قیل شعر

اذا کنتَ فی وقتٍ عن الحق غافلًا۔ فانت به فی الکفر لکن بخفیته۔

فان دمت فی ذی الحال صاحب غفلة۔ فبابک الاسلام سد بجفوة۔

مثنوی هر آں کو غافل از حق یک زمان است۔ دراں دم کافر است اما نهان است

هر آں کو غافل پیوسته باشد۔ در اسلام بروی بسته باشد۔

واختیار الاغیار یکون من رویة الالوان المختلفة وقد یکون ایضًا من مطالعة الکتب۔

(۳۳)

Marfat.com

ومن صحبته المتفرقة۔ وینبغی للسالک ان یکون ایاماً بغیر ملاحظة الاغیار فی صحبة صاحب دولته تمت له سعادة الجمعیة لیحصل له ببرکة ملکة الحضور والجمعیة فمن ملکة الحضور والجمعیة یحصل الرضا والتسلیم للذات وهما نهایة العبودیة والعبادة۔ وکمال الاسلام فی التسلیم والتفویض فان صاحب التسلیم لو طوق فی رقبته طوق اللعنة کالابلیس لکان راضیاً به من حیث انه قضاء الحق وتقدیره کمثل رضاءه بایمانه واسلامه لان الطالب راض بقضاء الله تعالیٰ وقدره لا یفعل نفسه۔ واذا وقع فی نفسه للطالب مکروه وحصل التفاوت عنده فهو عبد نفسه۔ وان لم یحصل له عنده تفاوت کان عند ربه اصل کل امر واساسه هذا فعلیک ایها السالک ان تکون دائماً عبداً کما انه تعالیٰ دائماً رباً ؎ اذا کان فی مدح وذم تفاوة۔ فعابد اصنامک لعمری حنانکا۔

جملہ سیر الخواص والعوام قد ذکر۔ واللہ الموفق والحمد للہ رب العالمین۔

تمت بفضله العمیم وکرمه الفخیم فی یوم الاثنین

خمس عشر من ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۵ھ المقدسة

از ید حقیر پر تقصیر خان محمد ابن ملا

فیض محمد مرحوم تحریر

یافت (۱)

اس رسالے کی نقل حضرت مولانا عطا محمد صاحب خطیب جامع مسجد چودھواں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سے حاصل ہوئی جزاہم اللہ فی الدارین خیراً

(۳۴)

Marfat.com

حضرت مجدّد الف ثانی قدّس سرّہٗ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ ۱۰۱۲ھ کا قیام (دہلی وغیرہ) میں بمشکل چار سال رہا۔ اس مدت میں امرائے دربار سے آپکے تعلقات بہت کم رہے (۱)۔ اسی لئے انکی اصلاح کا موقع بھی نہیں ملا ہوگا۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اکبری عہد کے فتنوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ قریباً ۲۰-۲۲ سال کی عمر میں آپ آگرہ تشریف لے گئے کیونکہ فیضی اور ابوالفضل کا باپ ملا مبارک ناگوری ۹۶۷ھ میں ایک محضر نامہ تیار کر چکا تھا جس میں اکبر کو درجۂ اجتہاد پر فائز کر دیا تھا اور فیضی نے فارسی اشعار میں ایک خطبۂ جمعہ اکبر کے لئے تیار کیا تھا جس میں اُسے خلیفۃ الزمان قرار دیا تھا۔ مُلّا عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ۱۰۰۴ھ تک کے واقعات لکھے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اکبر طالب حق، تھا لیکن غلط قسم کے علما اور صوفیہ نے اسلام سے اسے ضد پیدا کرادی تھی۔ پھر ہندو رانیوں سے شادی کی وجہ سے اس کے خیالات کافرانہ ہو گئے تھے۔ (صفحہ ۳۱۸)

(۱) حضرت رشیدی رح مولانا محمد صدیق ہدایت ۱۲ کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کا جو مجموعہ مرتب کیا تھا اس میں مکتوب نمبر ۲۵ کا سرنامہ یہ ہے۔ این رقعہ یکے از طالبان وقت بہ قلم مشکین رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبان وقت نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است۔ اگر یہ عبارت حضرت رشیدی رح ہی کی ہے تو ظاہر ہے کہ اس عبارت والا مجموعہ ۱۰۱۵ھ کے بعد مرتب ہوا ہوگا کیونکہ شیخ فرید بخاری (۱۰۲۵ھ) کو مرتضیٰ خان کا خطاب جہانگیر نے ۹ محرم ۱۰۱۵ھ کو دیا تھا جبکہ نواب مذکور نے خسرو کو شکست دی تھی۔

Marfat.com

گجرات کے صدر ابراہیم نے اکبر کو جو تحفے بھیجے تھے ان میں ابن عزلی راسے منسوب ایک جعلی عبارت بھی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ "صاحب زمان" کے پاس بہت سی عورتیں ہوں گی اور ڈڑھ منڈا ہوگا۔ (صفحہ ۳۴۰) کوئی خواجہ شیرازی تھے جو مکہ معظمہ سے ایک جعلی رسالہ "مہدی" کے ظہور سے متعلق لائے تھے۔ (صفحہ ۳۳۴) ایک شیعی عالم شریف آملی نے "تحبتِ دین حق" کے اعداد (۹۹۰ھ) سے بھی اسی پیش گوئی کی تصریح کی تھی (صفحہ ۳۳۴) پھر نماز روزہ اور شعائر اسلام کو "تقلیدات" یعنی "عقل" کے خلاف سمجھا گیا۔ (صفحہ ۲۹۶) اور اس "عقل" نے وہ جوہر دکھائے کہ ابوالفضل کی نگرانی میں محل کے اندر عبادت کیلئے ایک آتش خانہ تیار ہوا۔ بضاری کی طرح ناقوس صورِ تثلیث اور انکی تفریحیں اکبر کا وظیفہ بن گئیں۔ (صفحہ ۳۴۳) راجاؤں کی لڑکیوں کو تصرف میں لانے کی وجہ سے خود اس کے مزاج پر انکو تصرف حاصل ہو گیا۔ (صفحہ ۳۴۳) چنانچہ برھما۔ مہادیو۔ لشن کشن۔ مہامائی وغیرہ کی تعظیم کی جانے لگی (صفحہ ۳۱۹) سورج کی پوجا دن میں چار مرتبہ کی جاتی۔ سورج کے ایک ہزار ایک نام کی مالا جپی جاتی۔ قشقہ لگایا جاتا۔ آگ۔ پانی۔ درخت۔ اور تمام مظاہر فطرت حتیٰ کہ گائے اور اس کے گوبر کی خود باوشاہ پوجا کرتا (صفحہ ۳۵۳) خنزیر کو (معاذ اللہ) خدا کے حلول کا مظہر جانتا (صفحہ ۳۴۳) گائے کا گوشت حرام (صفحہ ۳۴۲) اور خنزیر اور شیر کا گوشت مباح قرار دیا (صفحہ ۳۴۳) سود شراب اور جوا حلال سمجھا گیا۔ (صفحہ ۳۴۰) شراب فروشوں کی نسل سے ایک عورت کے زیر اہتمام ایک سرکاری شراب خانہ کھولا گیا۔ (صفحہ ۳۴۲)۔

Marfat.com

ڈاڑھی کی درگت بنائی گئی صفحہ (۳۴۲) اور درباریوں نے بڑے اہتمام سے ڈاڑھیاں منڈوائیں۔
(صفحہ ۳۸۲) ۔ غسل جنابت جنابت فضول سمجھا گیا۔ صفحہ (۳۴۳) سولہ سال سے پہلے لڑکوں کا
اور چودہ سال سے پہلے لڑکیوں کی شادی ناجائز قرار دی گئی۔ صفحہ (۳۴۴) جوان عورتوں کو
منہ کھول کر چلنے کا حکم دیا گیا اور بدکاری کے اڈے قائم کئے گئے صفحہ (۳۴۱) ختنہ کرانے
کی عمر بارہ سال کے بعد رکھی گئی۔ صفحہ (۳۸۰) مردے کو پانی میں ڈالنے یا جلانے یا درخت
سے باندھ دینے کا حکم جاری ہوا صفحہ (۳۸۸) قبلہ کی طرف مردے کے پاؤں رکھے جانے کا
حکم دیا گیا۔ اور بادشاہ بھی قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا صفحہ (۳۶۰) خود کو سجدہ کرایا
صفحہ (۳۲۰) اسلام کی ضد پر خنزیر اور کتے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ منسوخ کیا اور شاہی
محل کے نیچے یہ دونوں جانور زیارت کیلئے رکھے گئے کہ ان کا دیکھنا بھی عبادت کہا گیا۔
صفحہ (۳۴۳) جو قصاب کسی شخص کیساتھ کھانا کھاتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا اور اگر اس کی بیوی
کھاتی تو اس کی بھی انگلیاں تراش کر دی جاتیں۔ صفحہ (۳۸۰) تناسخ پر یقین کیا گیا صفحہ (۳۴۰)
غزلی پڑھنا عیب سمجھا گیا۔ صفحہ (۳۴۴) طلائی یا ابریشم کے کپڑے پہننا فرض عین قرار
دیا گیا۔ صفحہ ۳۴۴ ۔ ابوالفضل کے سامنے اگر المہ دین مجتہدین کا قول پیش کیا جاتا تو وہ
کہتا تم فلاں ملا ئی۔ فلاں کفش دوز اور فلاں چرم ساز کا قول پیش کرتے ہو صفحہ (۲۹۲)
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور فدک یا صفین کے قضیئے کے متعلق بات ہوتی تو ایسے ناگوار
الفاظ اپنی زبان سے نکالتا کہ بقول بدایونی رح مصطفیٰ جیسے گوش از استماع آں کر یاد
صفحہ ۳۴۸) قرآن کو مخلوق۔ وحی کو محال، معراج اور شق القمر کو غلط کہا گیا صفحہ (۳۴۹)

Marfat.com

احمد، محمد، مصطفیٰ جیسے نام تبدیل کئے جانے لگے۔ صفحہ (۳۳۸) ہندو تو ہندو ہی تھے ہندو مزاج مسلمان بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے منکر ہو گئے اور عیسائی ملعونوں نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر دجال کی صفات پر ٹھپا ڈھالنا شروع کیا۔ لیکن اکبر کی پیشانی پر بل بھی نہ پڑا۔ صفحہ (۳۳۱) شاید تاریخ اسلام کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہے۔ ابوالفضل کا ایک بھائی جو اس کا شاگرد تھا اسلامی عبادات کے خلاف رسائل لکھ کر بہت مقبول و ممتع ہوا صفحہ (۳۴۴)۔ بعض شاعروں کی طرح فیضی بھی کتوں کی زبان اپنے منہ میں لیتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا۔ صفحہ (۳۴۳) غرور و تکبر اس کے مزاج میں اتنا تھا کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) کی شان میں گستاخی کرتا اور بوعین مستی اور جنابت کی حالت میں تفسیر سواطع الالہام لکھتا تھا۔ صفحہ ۵۱۵ چنانچہ نزع کے وقت کتے کی طرح بھونکتا تھا صفحہ ۵۱۵، ان خباثتوں کی وجہ سے ۹۰۰ سال میں اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ صفحہ (۳۱۹) اور ساری مسجدیں ہندوؤں کے فراش خانے اور چوکی خانے ہو گئے۔ صفحہ (۳۵۳) ①

ایسے حالات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے نوجوانی ہی کے زمانے میں نفس نفیس آگرہ جاکر فیضی سے اور ابوالفضل سے گفتگو کی۔

① پروفیسر محمد اسلم صاحب نے اپنی فاضلانہ کتاب دین الٰہی اور اس کا منظر۔ دہلی صفحہ (۱۹۶۹ء) میں مزید تاریخی حقائق بڑی محنت سے جمع کئے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۳۸)

Marfat.com

پھر مرتضیٰ خان، خانِ خانان ~~خانِ خان~~ ۔ صدر جہان، خان اعظم، خان جہان، مہابت خان، تربیت خان، لالہ بیگ، اسلام خان، سکندر خان، وغیرہ جیسے اکابر امراء سے رابطہ قائم کیا اور انکو مختلف مکتوبات کے ذریعے دین کی طرف متوجہ کیا پھر بادشاہ جہانگیر سے بھی اسی مقصد کیلئے ملنے کا ارادہ کیا جیسا کہ مکتوب نمبر ۹۲ دفتر دوم سے ظاہر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، نے بھی اکبر اور ابوالفضل کے کرتوتوں کا ذکر اپنے عربی رسالہ اثبات النبوۃ میں کیا ہے۔ جو آپنے اپنی نوجوانی کے زمانے میں لکھا ہوگا۔ اس رسالے ہی کے شروع میں نبوت کے منکرین کے عقیدے کا ذکر ہے پھر یہ کہ یہ "ہمارے زمانے کے ایک جابر حکمراں اکبر نے بہت سے علماء کو ناقابل ذکر اذیتیں اور سختیاں پہنچائیں۔ صرف اس لئے کہ وہ علماء شرعی احکام کی پیروی اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنے میں پختہ تھے۔ چنانچہ بہت سے علماء اسلام کو قتل کرا دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے اپنی مجلس میں حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے نام کی تصریح ترک کر دی۔ اور جس شخص کا ایسا نام رکھا گیا تھا اس کے نام کو بدل کر دوسرا نام رکھ دیا۔ گائے کو ذبح کرنا ممنوع قرار دیا۔ حالانکہ یہ ہندوستان میں بڑے شعائر اسلام میں سے ہے۔ مساجد اور مسلمانوں کے مقابر ویران کر دئے (لیکن) کفار کی عبادت گاہوں اور انکے رسوم اور پوجا پاٹ کے دنوں کی تعظیم کی گئی۔ مختصر یہ کہ اسلام کے شعائر اور اسکی علامتیں باطل قرار دیدیں۔ اور کفار کے رسوم اور انکے مذاہب باطلہ رائج کئے حتیٰ کہ کفار ہند کے احکام شائع کئے اور انکو انکی اصلی

Marfat.com

زبان (سنسکرت) سے فارسی زبان میں منتقل کیا تاکہ اسلام کے سارے آثار مٹا دیں
جب میں نے جان لیا کہ شک اور انکار کا مرض پھیل گیا ہے یہاں تک کہ علاج کرنے والے
بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں اور مخلوق ہلاکت کے قریب ہو گئی ہے تو میں نے
لوگوں کے عقیدوں کی خود جستجو کی اور ان سے انکے شبہات دریافت کئے اور انکے دلی
دلی باتیں اور عقیدے جانے تو انکے فتور اعتقاد اور ضعف ایمان کی وجہ (۱) عہد نبوت
سے دوری (۲) علم فلسفہ کی رغبت (۳) حکماء ہند کی کتابوں کے مطالعے کے سوا کچھ
نہ پایا۔ نیز میں نے بعض لوگوں سے مناظرہ کیا جنہوں نے علم فلسفہ پڑھا تھا اور
کافروں کی کتابوں سے بہرہ یاب ہو کر فضل و فضیلت کے مدعی (ابوالفضل اور فیضی)
ہو گئے تھے اور انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا تھا اور اصل نبوت کے تحقق اور ایک خاص شخص (اکبر)
کیلئے اس کے ثبوت میں خود بھی گمراہ ہو گئے تھے۔ اور یہاں تک کہنے لگے تھے کہ نبوت کا حاصل
حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ خلق کے ظاہری حالات کی اصلاح ہے اور عوام کو شہوات
میں آزاد روی، باہمی نزاع اور اختلاف سے دور کرنا ہے۔ اور اس (نبوت) کو نجات
اخرویہ سے کوئی تعلق نہیں"۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس بیان سے واضح ہے کہ آپ نے آگرہ میں ابوالفضل اور فیضی سے مناظرہ
کیا تھا اور وہ زمانہ آپکی نوجوانی ہی کا تھا۔ تعجب ہے کہ آپ نے نوجوانی ہی میں (۱) دین الٰہی اور فتنہ

(۱) اس خارقیت کا اظہار آپ کے تمام علمی اور عملی کارناموں سے ہوتا ہے ایک جگہ (دفتر اول مکتوب ۱۰۱) تحریر فرماتے ہیں۔
نوشتہ بودند کہ شیخ عبد الخیر یمنی گفتہ است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم بغیب نیست۔ مخدوما فقیر را تاب استماع امثال
ایں سخن سخنان اصلا نیست رگ فاروقیم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیہ آن نمی دہد۔

Marfat.com

اکبری کے خلاف جہاد شروع کر دیا تھا جبکہ بڑے بڑے علماء وقت خاموش تھے اور خاموش ہی رہے۔

رسالہ اثبات النبوۃ میں نبوت کے معنا کی تحقیق، منکرین کے اعتراضات اور انکے جوابات معجزہ کے معنی اور اسکی شرائط حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات، اعجاز قرآن وغیرہ اہم مضامین ہیں۔ (۱) اس رسالے کے علاوہ آپ نے رسالہ تہلیلیہ بھی عربی میں لکھا تھا۔ ان دو کتابوں کے علاوہ بقیہ تمام کتابیں فارسی ہی میں ہیں۔ یعنی،

(۳) رد روافض۔ شیعوں کے ایک رسالے کے جواب میں سنہ ۱۰۰۱ھ کے قریب لکھا تھا۔

(۴) شرح رباعیات۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے اپنی دو رباعیوں کی شرح خود ہی تحریر فرمائی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس شرح کی مزید تشریح و توضیح فرمائی۔ غالباً (سنہ ۱۰۱۳ھ) میں مرتب فرمائی۔

(۵) معارف لدنیہ۔ علوم و معارف جنکی تعداد اکتالیس ہے وضاحت سے درج ہیں۔

(۶) مبدء و معاد۔) یہ بھی معارف ہیں جنکے اکسٹھ مضامین "منہا" کے عنوان سے درج ہیں۔ خواجہ محمد صدیق ہدایت نے جمع کئے تھے۔

(۱) اثبات النبوۃ میں دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت اور انکی کتابوں کے مطالعے سے ممانعت پر رہا ہوگا۔ (جیسا کہ پہلے مقالے کے بعد سرخی درج ہے) لیکن اب اس کا وجود کسی لائبریری میں نہیں ہے۔

(۲۰۱)

Marfat.com

(۷) مکاشفات عینیہ — یہ بھی آپکے معارف ہیں جو ۱۰۵۱ھ میں خواجہ محمد ہاشم کشمی رح یا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے جمع کئے تھے۔ (۱)

آپکے بعض رسائل مثلاً آداب المریدین، تعلیقاتِ عوارف علم حدیث، جذب وسلوک وغیرکا ذکر بھی کتابوں میں آتا ہے لیکن نایاب ہیں۔ ان رسائل کے علاوہ آپکے معرکہ الآراء مکتوبات شریف کے تین دفتر ہیں۔ دفتر اول میں تین سو تیرہ مکتوبات ہیں دفتر دوم میں تنانوے مکتوبات ہیں۔ اور دفتر سوم میں ایک سو چودہ مکتوبات ہیں۔

ان مکتوبات شریف کے متعلق غالباً یہ ایک رائے کافی ہوگی جو ترکی کے ایک فاضل حسین حلمی الیتین بن سعید استانبولی نے

(دوسرے صفحہ پر دیکھئے)

(۱) حضرت شاہ نور حسین علیہ الرحمۃ نے معارف لدنیہ اور مبدء و معاد کا متن مع اردو ترجمہ شائع کیا تھا۔ رد روافض، اثبات النبوت، تہلیلہ اور مکاشفات عینیہ کو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ترجمہ کے ساتھ مرتب کیا تھا۔

Marfat.com

سید عبدالحکیم ابن المصطفیٰ آلاردا سی کی کتاب اصحاب الکرام کے حوالے سے لکھا ہے۔

"قال العالم والعامل وولی الکامل والمجدد قرن الرابع عشرہ متوفی سنہ ۱۳۶۳ھ)
ثلاث وستین وثلاث مائۃ والف بشہر القرہ فی ترکیۃ السید عبدالحکیم ابن المصطفیٰ
آلاردا سی قدس روحہ، الیاسی فی کتابہ المسمیٰ اصحاب الکرام افضل الکتب الاسلامیہ
بعد کتاب اللہ تعالیٰ وبعد احادیث النبویۃ مکتوبات" للامام الربانی لامثالہ
فی الاقطار الجہانی (۱)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات میں جن مضامین (۲) پر بحث کی ہے وہ یہ ہیں۔

(الف) عقائد حقہ۔ توحید۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات وافعال میں واحد ہے۔ کلمہ طیبہ کی روح۔ خلقت انسانی سے مقصود۔ ماسوی اللہ کے ساتھ قلبی تعلق تمام باطنی امراض کی جڑ ہے۔ مخلوق کیلئے خالق کی صفات ثابت کرنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور کافروں کے معبودوں سے احتراز۔ بتوں اور طاغوت سے استمداد اور کافروں کی پرستش بجا لانا عین شرک ہے۔ مشائخ کی نذر

(۱) حسین حلمی الشیق، علماء المسلمین والوھابیون۔ (استانبول سنہ ۱۹۷۳ء) مقدمہ

(۲) یہ تمام مضامین اور انکی فہرست حضرت مولانا زوار علیہ الرحمۃ کی کتاب حضرت مجدد الف ثانی، (کراچی سنہ ۱۹۷۲ء) سے ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

نذر کر کے حیوانات کو قبروں پر لے جا کر ذبح کرنے کا مسئلہ۔ حاجت برآری کیلئے پیروں اور بیبیوں کی نیت سے روزے رکھنا۔ غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور شرک سے بچنا تمام انبیا علیہم السلام کی تعلیم ہے۔ حق تعالیٰ اتحاد اور حلول سے پاک ہے مخلوق خالق کا ظہور نہیں ہے کوئی مخلوق خالق کا ظل نہیں ہے۔ انسان کی علم و صفات کو اللہ تعالیٰ کے علم و دیگر صفات سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ سجدہ تعظیمی کی ممانعت اور اسکی برائی، بادشاہوں کیلئے سجدہ تحیت کیسا ہے؟۔ تمام عالم، اسماء و صفات الٰہی کا مظہر ہے۔ اہل توحید کی پہچان۔

(ب) رسالت۔

بعثت انبیا علیہم السلام، بعثت کا مقصد انبیا علیہم السلام اصول دین میں متفق ہیں۔ جمیع انبیا علیہم السلام کا اقرار بشریت، نفس بشریت (فی انسانیت) میں انبیا علیہم السلام اور غیر انبیا علیہم السلام سب برابر ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید اظہار بشریت۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رفعت شان کے باوجود دائرہ امکان میں ہیں۔ دعوت انبیا علیہم السلام کی عمومیت اور اہل ہند میں انبیا علیہم السلام کا مبعوث ہونا انبیا علیہم السلام کی بعثت سراسر رحمت ہے۔ بعثت انبیا علیہم السلام کے فوائد اور پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر رہنے والوں اور زمانہ فترت انبیاء علیہم السلام کے مشرکین اور دار حرب کے مشرکوں کا اولاد کے حساب آخرت کا حکم ہے۔ شان محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حقوق و مراتب و ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

Marfat.com

(ج) ملائکہ۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور معصوم ہیں۔

(د) کتب آسمانی۔ قرآن، لفظی و لفظی، دونوں حیثیت سے کلام الٰہی ہے۔ قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابیں حق تعالیٰ کا کلام ہیں۔

مسئلہ خلق قرآن۔

(ہ) قدر خیر و شر۔

قضا و قدر کے اسرار۔ بندوں کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے قضا مبرم اور قضا معلق۔

(و) یوم آخرت و بعث بعد الموت۔

یوم آخرت پر ایمان۔ آخرت میں دیدار الٰہی۔ عذاب قبر۔ سوال منکر نکیر۔ پل صراط میزان وغیرہ سب برحق ہیں۔

شب معراج میں رویت باری تعالیٰ۔ نفلی عبادت کا ایصال ثواب۔ ارواح موتیٰ کو صدقہ کرنے کی کیفیت۔

(ز) صحابہ کرام،

فضیلت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ترتیب خلافت اور ترتیب مراتب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔ منازعات و اختلافات صحابہ رض اجتہاد پر مبنی ہیں۔ امیر معاویہ رض امام عادل تھے۔ امیر معاویہ رض کی فضیلت۔ امیر معاویہ رض کے حق میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب۔ خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر

Marfat.com

اہل سنت کا ~~شعار~~ شعار ہے صحابہ کرام رضہ کی فضیلت اور انکے مناقب۔

(ح) اہل بیت عظام رضہ۔

اہل بیت کی محبت اہل سنت کے ایمان کا جزء ہے۔ حضرت فاطمہ رضہ اور حضرت حسنین (رضی اللہ عنہم) کی فضیلت، تقیہ کی تحقیق حقیقت اور اسکے مفاسد۔

(ط) امام ابوحنیفہ رح کے فضائل۔ امام اعظم اور مسئلہ تکفیر مسلم۔

(ی) فرقہ ناجیہ۔

فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں۔ شخص معین کو جہنمی اور لعنتی کہنے کا حکم۔ ایمان غیب کب حاصل ہوتا ہے۔

(ک) اتباع سنت اور رد بدعت۔

حضرت مجدد رح کو سنت نبوی صہ سے عشق حضور انور صلی اللہ علیہ کی متابعت کے مدارج۔ ترغیب اتباع سنت۔ بدعت کی وضاحت۔ عبادت اور عادت کا فرق۔ جس امر میں سنت اور بدعت دونوں کا احتمال ہو ترک کیا جائے۔ علماء سوء کی مذمت۔ اور علماء حق کی تعریف۔

(ارکان اسلام۔)

ارکان خمسہ اسلام۔ نماز کی فضیلت۔

نماز با جماعت کی اہمیت۔ آداب وضو آداب نماز۔

نماز نوافل کو جماعت سے ادا کرنے کی ممانعت۔

Marfat.com

کلمات اذان کے اسرار۔ اسرار الصلوٰۃ

نماز میں حضور قلب سے مراد۔

مبتدی و منتہی کی نماز کا فرق۔

منتہی کی نماز کی چند خصوصیات۔

نماز معراج مومن ہے۔

تلاوتِ قرآن افضل العبادات ہے۔

روزہ:۔ رمضان کے فضائل و برکات۔

ماہ رمضان کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت۔

زکوٰۃ۔ زکوٰۃ کا ایک پیسہ۔ صدہا نافلہ صدقات سے بہتر ہے۔

حج:۔ راستے کی استطاعت وجوب حج کیلئے شرط ہے۔

نفلی حج سے اگر دوسرے فرائض فوت ہو جائیں تو لایعنی میں داخل ہے۔

ادلۃ شرعیہ چار ادلہ احکام شرعیہ۔

قرآن مجید تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے۔

حدیث نبوی کی اہمیت

قرآن اور سنت کے خلاف چلنا ضد اور تعصب ہے۔

بخاری شریف، قرآن مجید کے بعد اصح الکتب ہے۔

صوفیہ کا عمل، حل و حرمت میں سند نہیں ہے۔

Marfat.com

صوفیہ اور علما میں کسی مسئلے کا اختلاف ہو تو حق علما کی جانب ہوگا۔
کشف والہام کے بالمقابل مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا چاہیئے۔
شریعت مدارِ نجات ہے۔
شریعت کے تین جزو ہیں، شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔
موازنہ شریعت و تصوف۔
طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کی خادم ہیں۔
علمائے اسلفین اور علمائے ظاہر اور صوفیہ کا نصیب۔
علوم شرعیہ کی تدریس ذکر و فکر سے زیادہ اہم ہے۔
علمِ ظاہر کے درست عقائد کا جمال صوفیہ کے مجاہدات سے افضل ہے۔
غلط تصوف اور کج رو صوفیوں کی اصلاح۔
شریعت کے خلاف وجد و حال اور کشف و الہام معتبر نہیں۔
بے ریش لڑکوں اور اجنبی (غیر محرم) عورتوں کے دیکھنے اور مظاہر جمیلہ و نغماتِ حسنہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔
سماع و سرود اور وجد و تواجد کی شرعی حیثیت۔
خواب و واقعات لائق اعتبار نہیں۔
کشف اور القائے شیطانی میں تمیز۔
حدیث فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی۔ کا مطلب۔

Marfat.com

پیر اگر خلافِ سنت عمل کرے تو مرید اسکی پیروی نہ کرے۔

احکام الٰہیہ کی تشریح۔

سلوک سے مقصد غیبی صورتوں اور انوار کا مشاہدہ نہیں۔

کلمات شطحیات کی حیثیت۔

عشق مجازی کی حرمت و ممانعت۔

صوفیہ کی بعض غلطیاں۔

بیماری بس صحت کے بغیر کوئی غذا فائدہ نہیں دیتی۔

اللہ والوں سے محبت نہ رکھنے اور ان کے بغض سے بچنے کی ترغیب۔

کاملین پر اعتراض کرنے کی ممانعت۔

سالکین کی تربیت۔

پیر ناقص سے طریقہ اخذ کرنے کے نقصانات۔

کام کا مدار دل پر ہے۔

سیر و سلوک سے مقصود قلبی امراض کا دور کرنا ہے۔

غیر اللہ سے دل کی رہائی اتباع سنت سے ہوتی ہے۔

حسنات الابرار سیئات المقربین کی تشریح۔

نفس امارہ کی مذمت اور علاج۔

شریعت کو رواج دینا سب سے بڑی نیکی ہے۔

Marfat.com

اتباعِ دین کی ترغیب

بعض مضامین ترغیب و ترہیب ۔

تواضع ، تقویٰ اور ورع کی فضیلت ۔

توبہ و انابت اور ورع و تقویٰ کی ترغیب ۔

لقمہ میں احتیاط ۔ قضاء الٰہی پر راضی رہنا ۔

نرمی اور سختی کب اختیار کی جائے ۔

اپنے پیر کی زندگی میں دوسرے پیر سے بیعت نہ ہونا ۔

ذکرِ مقبول اور شیخ مقتدا سے حاصل کیا ہوا ذکر ۔ صلوٰۃ و سلام بھیجنے سے افضل ہے

ترغیب ذکر

دعا و تضرع و زاری نیز ذکر و تلاوتِ قرآن اور طویل قیام کے فوائد ۔

سبق کی تکرار

خواجگانِ نقشبندیہ کے نزدیک داشت کے معنیٰ ۔

رابطہ اور ذکر ۔ نسبتِ رابطہ ۔

شریعت کے مطابق ہر عمل ذکر میں داخل ہے ۔

صحبتِ شیخ کی ترغیب ۔

اہلِ جمعیت کی صحبت کی ترغیب ۔

اغنیاء اور فقراء کی صحبت کا فرق ۔

(۵۰)

Marfat.com

بعض صحبتیں گوشہ نشینی سے بہتر ہیں۔

غزلت نشینی کے لیے حقوق العباد کا ادا کرنا شرط ہے۔

فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے۔

اس سلسلے میں مبتدیوں کو جلد تاثیر کیوں نہیں ہوتی۔

بزرگوں کی تھوڑی سی صحبت بھی بہت ہے بزرگوں کے لباس سے استفادہ۔

رنج و محنت لوازم محبت ہے۔

تلوین و تمکین کیا ہے؟۔

حق تعالیٰ کا فیض ہمیشہ خاص و عام کیلئے ہے۔

داخلِ سلسلہ ہو کر بلا وجہ قطع تعلق بُرا ہے۔

وساوس اور خطرات کا آنا کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

مراتب کمال میں تفاوت۔

کمالِ ولایت کثرت خوارق نہیں ہے۔

ولی کو اپنے کمال یا خوارق کا علم ہونا ضروری نہیں۔

ولی کے بعض کشف غلط بھی ہوتے ہیں۔

پیری مریدی کے آداب و نصائح۔

احوال اور واقعات شیخ کی خدمت میں عرض کیے جائیں۔

طریقہ عالیہ میں نئی نئی باتیں نہ پیدا کی جائیں۔

(۵۱)

Marfat.com

مقامِ تکمیل وارشاد کی شرائط۔

استخارہ کیا ہے

شیخ مقتدا کیلئے نصائح۔

مریدوں کے احوال پیروں کیلئے حیا کا باعث ہیں۔

رات اور دن کا محاسبہ

حصول اور وصول میں فرق۔

دوسروں کی برائیاں عارف کیلئے نیکی کا حکم پیدا کرتی ہیں۔

خوف اور غلبۂ دشمن کیلئے عمل۔

سلسلہ نقشبندیہ کے فضائل۔

سلسلۂ نقشبندیہ کی بعض تفصیلات۔

ذکر اور نصائح۔

لطائف سبعہ کا بیان۔

انسان کی جامعیت اور لطائف عشرہ سے مرکب ہونا۔

تجلّیِ افعال، تجلّیِ صفات، تجلّیِ ذات۔

سیرِ اربعہ

حقیقت کعبہ و ربانی حقیقت قرآن مجید، حقیقت صلوٰۃ۔ اور معبودیتِ عرفہ

لطائف عشرہ اور ولایتِ سہ گانہ۔

(۵۲)

Marfat.com

حضرت مجدد رح کا نظریۂ وحدۃ الشہود۔

آپکے مدارج ارتقائے سلوک

فنا و بقا شہودی ہے کمالات ولایت کیلئے توحید شہودی کا سبق ہے درکار

توحید وجودی اور توحید شہودی کے مراتب۔

فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی حقیقت۔

شیخ ابن عربی مقبولین میں سے ہیں لیکن اُن کے وہ علوم جو اہل حق کے خلاف ہیں وہ غلط اور مضر ہیں۔

مسئلہ توحید کی اکثر تحقیقات میں ابن عربی راحق پر ہیں۔

(دوسرے صفحہ پر دیکھئے)

Marfat.com

خطائے کشفی خطائے اجتہادی کا حکم رکھتا ہے لیکن یہ غیر کیلئے حجت نہیں۔

صوفیہ وجودیہ اور علماء کا نزاع محض لفظی ہے۔

نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ اس نبی کی ولایت ہو۔

کمالات ولایت کا درجہ کمالات نبوت سے بہت کم ہے۔

حصولِ کمالاتِ نبوت کے دو راستے۔

ہمہ اوست سے مراد ہمہ از اوست ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار ہمہ از اوست ہے۔

مکتوبات شریفہ کے مضامین کی اس طویل فہرست سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کیا کیا علوم و معارف ہیں اور وہ کیونکر علومِ شرعیہ اور علوم باطنیہ پر محیط ہیں۔ مکتوب شریف کا زور بیان بھی ملاحظہ ہو۔ دفتر اول کے مکتوب نمبر (۱۰۰) میں ارشاد فرماتے ہیں ..... بغیب

..... نوشتہ بودند کہ شیخ عبدالخیر گفتہ است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ عالم الغیب نیست مخدوما فقیر را تاب استماع امثالِ این سخنان اصلاً نیست۔ بے اختیار لرزہ عظیم در حرکت می آید و فرصت تاویل توجیہ آں نمی دہد۔ قائل آں سخنان شیخ عبدالخیر یمنی باشد یا شیخ الکرشامی۔ کلام محمد عربی علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم در کار است۔ نہ کلام محی الدین عربی وصدرالدین قونیوی وعبدالرزاق کاشی ما را بالغرض کار است نہ بہ فص و فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ

Marfat.com

مستغنی ساختہ است ۔

اسی طرح دفتر اول کے مکتوب نمبر (۱۳۱) میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بدانند کہ طریقہ حضرات خواجگان قدس سرہ اقرب طرق موصلہ است و نہایت در بدایت ایں بزرگواران مندرج و نسبت ایشاں فوق ہمہ نسبتہا است ایں ہمہ بواسطہ آنست کہ دریں طریق التزام سنت است و اجتناب از بدعت مہما امکن۔ عمل برخصت تجویز نمی نمایند اگرچہ بظاہر در باطن نافع یابند و عمل بعزیمت ازوست نمی دہند اگرچہ بصورت در سیرت متضرر دانند۔ احوال و مواجید را تابع احکام شرعیہ شرع ساختند۔ اذواق و معارف را خادم علوم شرعیہ دانستہ جواہر نفیسہ شرعیہ را در رنگ طفل بجوز و مویز وجد و حال عوض نمی کنند۔ و تبرہات صوفیہ مغرور مفتون نمی گردند۔ از رخص بفص نمی گرایند و از فتوحات مدنیہ بہ فتوحات مکیہ التفات نمی کنند۔ حال ایشاں بر دوام است۔ و وقت ایشاں بر استمرار۔ آں تجلی ذاتی کہ دیگراں را کالبرق است ایں بزرگواراں را دائمی است حضوری کہ غیبت در قفائے آں باشد نزد ایں عزیزاں از تیز اعتبار ساقط است"

حقیقت یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں ایسے غیر معمولی علوم و معارف اور ایسی شان کا تحریر سوائے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے کسی اور کے یہاں نہیں ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔

(۵۵)

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ قدس سرہٗ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ (م ۱۰۲۵ھ) اکابر اولیاء میں سے تھے۔ اور بچپن ہی سے علم و فضل، کشف قلوب اور کشف قبور میں بہت عالی نظر تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں اتنی مہارت تھی کہ بڑے بڑے علماء کو آپ کے تبحر پر حیرت ہوتی تھی۔ حقائق و معارف کی بھی عجیب عجیب باتیں بچپن ہی سے آپ پر ظاہر ہو رہی تھیں۔ افسوس کہ وہ ۲۴ سال ہی کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ (۱) حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ دوسرے صاحبزادے تھے ماہ شوال ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ اور حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ سے اکثر کتابیں پڑھیں اپنے والد بزرگوار رہ اور شیخ عبد الرحمٰن رمزی رہ سے بھی تکمیل کی۔ تحصیل علم ہی کے زمانے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہ سے ملا لفتہ علیہ نقشبندیہ کی نسبت سے مشرف ہوئے اور خازن الرحمۃ کا لقب پایا۔ آپ کے علوم و معارف کے بہت سے واقعات زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں درج ہیں۔ مکتوبات شریف میں بھی (۲)

(۱) حضرت مجدد قدس سرہٗ کے مکتوبات ۱/۳۰۶ - ۲/۲۲ میں آپ کے کمالات درج ہیں۔ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں بھی تفصیل ہے۔ (۲) یعنی دفتر اول میں ۲۵۹ - ۲۹۶ - ۳۱۱ - دفتر دوم میں ۳ - ۱۹ - دفتر سوم ۴۶ - ۴۸ - ۶۱ - ۷۳ - ۷۷ - ۹۳ - یہ تیرہ مکتوبات صرف آپ کے نام ہیں۔ اور نو مکتوبات آپ کے اور خواجہ محمد معصوم رہ کے نام مشترک ہیں۔ یعنی دفتر دوم میں ۵۵ - ۹۸ - دفتر سوم میں ۳ - ۴۳ - ۶۴ - ۷۸ - ۸۲ - ۸۵ - ۱۰۴ - دفتر سوم میں ۶۳ - ۱۰۶ دو مکتوب بزرگزادوں کے نام ہیں لیکن نام نہیں دیئے ہیں۔

Marfat.com

آپکے معارف کا ذکر آتا ہے۔ آپکی دو کتابیں محفوظ ہیں۔ (۱) تحقیقات جو علوم و معارف پر مشتمل ہے اس کا مخطوطہ مدینہ المنورۃ میں مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ہے مولانا محمد یوسف رح کے استفسارات کے جواب میں ہے (۲) آپکے مکتوبات ہیں ان میں بھی یہی علوم و معارف ہیں۔ آپکے مکتوبات (ایک سو) آپکے صاحبزادے مولانا محمد فرخ شاہ رح نے جمع کئے تھے۔ یہ مجموعہ لاہور سے سنہ ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوا ہے اس میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نام دو مکتوب ہیں۔ خواجہ محمد معصوم رح کے نام بھی ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے دونوں صاحبزادوں کے نام۔ خواجہ ابوالخیر بن حضرت خواجہ امکنگی رح مختلف عزیزوں، اورنگزیب عالمگیر رح، امراء اور مشہور اہل اکابر مثلاً میر محمد نعمان رح، شیخ حمید بنگالی۔ مولانا محمد صدیق کشمی، خواجہ محمد ہاشم کشمی، میرزا صائب الدین محمد صالح کابلی رحمہم اللہ وغیرہ کے نام مکتوبات ہیں۔ شیخ احمد رح (خطیب مدینہ منورۃ) اور علماء حرمین شریفین کے نام بھی ہیں۔ مکتوبات فارسی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی۔ نواب مرتضیٰ خان رح سنہ ۱۰۲۵ھ کے نام جو مکتوب (۹۳) ہے وہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ ترقیات ظاہری و باطنی و عروجات صوری و معنوی ایشاں از حضرت واہب العطایا جل برہانہ مسئلت نمودہ مے آید باجابت قرین باد بحرمۃ جدکم الامی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والبرکات۔ ع از ہر چہ می رود سخن دوست خوش تر است۔

آدمی تا زمان کہ گرفتار مادون اوست۔ تعالیٰ و ارادت سینۂ وے منقوش ماسوا منقوش، مرض باطن گرفتار است و از قرب او تعالیٰ دور و مہجور۔ فکر ازالۂ این مرض درین فرصت

Marfat.com

یسیرہ از اہم مہمات است و علاج دفع این علت معنوی در مدت قلیل از اعاظم مقاصد۔ ازالہ این مرض مربوط بذکر کثیر داشتہ اند و طہارت باطن را از لوث ماسوا منوط بیاد او تعالیٰ گردانیدہ۔ یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرۃً و اصیلاً۔ ذکر کثیر وقتے متحقق گردد کہ غفلت در قفا آن نبود کہ درین راہ سم قاتل است۔ و محمد مرض باطن۔ عزیزے فرماید لو اقبل مقبل علی اللہ مرۃ عمرہ ثم اعرض لحظۃ لکان ما فاتہ اکثر مما نالہ۔ و کمال این ذکر آن ست کہ ماسوا مذکور از ساحت سینہ رخت بر بندد و کوس رحلت زند۔

فقر پناہان۔ اخوی اعزی معارف آگاہی خواجہ محمد ہاشم کہ از جملہ مغتنمان روزگار اند و از خوردی در خدمت و تربیت اہل اللہ، کلاں شد۔ و ہموارہ اوقات شاں مصروف طاعات است۔ بقلت اسباب معیشت و کثرت متعلقان خیلگی مشوش باشند۔ چوں احوال این قسم مردم بایشاں کہ مربی و مہربان تر بایں جماعت از ایشاں دیگرے ظاہر نمی شود۔ و از جملہ ضروریات جرأت نمودہ گستاخی می نماید کہ اگر از سرکار علیہ امدادے بہ متعلقانش می شدہ باشد۔ موجب ترقی دنیا و آخرت است۔ چہ نعمتے ست کہ درویشے نان از ایشاں بخورد و قوت آں را صرف عبادات و طاعات خداوندی نماید

والسلام اولاً و آخراً۔

(آپ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو ہوا۔)

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندی قدس سرہٗ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سب سے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق رح (۱) تھے جو ۲۵ سال کی عمر میں ۱۰۲۵ھ میں وصال فرما گئے۔ ان سے چھوٹے حضرت خواجہ محمد سعید رح (۲) تھے۔ انکی ولادت ۱۰۰۵ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۱۰۷۰ھ میں ہوئی اُن سے چھوٹے یعنی تیسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم رح تھے۔ جنکے متعلق انشاء اللہ ابھی تفصیل آتی ہے۔ انکے بعد خواجہ محمد فرخ رح، خواجہ محمد عیسیٰ رح اور خواجہ محمد اشرف رح پیدا ہوئے۔ جو کم سنی میں وفات فرما گئے۔ پھر ساتویں صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ رح تھے جو ۱۰۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۹۶ھ میں انتقال فرمایا آپنے ۱۰۶۷ھ میں حج (اپنے بھائیوں کے ساتھ) کیا تھا۔ (۳)

---

(۱) صاحب حضرات القدس لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت مجدد قدس سرہٗ اور خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ سے مطول مع حاشیہ میر۔ شرح عقائد مع حاشیہ خیالی۔ تحریر اقلیدس اور شرح مطالع مع حاشیہ میر پڑھی تھی۔

(۲) وہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ نے علوم متداولہ کی تحصیل حضرت مجدد قدس سرہٗ۔ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ اور مولانا محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ سے کی تھی۔ پھر کتب متعلقہ جیسے شرح حکمۃ العین عضدیہ اور میبذی کا درس دینے لگے۔ کتابیں بھی لکھیں مثلاً مشکوٰۃ پر اور حاشیہ خیالی پر حاشیہ لکھا۔ رفع سبابہ (تشہد میں انگلی اٹھانے) پر بھی ایک رسالہ لکھا۔ آپکے مکتوبات بھی ہیں مکتوبات کا ایک مجموعہ موسومہ تحقیقات مدینہ منورہ کے مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ہے جس کے مکتوب الیہ محمد یوسف ہیں۔ انکے مکتوبات میں تصوف اور فقہی مسائل ہیں۔

(۳) آپنے بھی ابتدائی عمر میں علوم متداولہ کی تکمیل کر لی تھی۔ اور ایک رسالہ رفع سبابہ کی تائید میں بھی لکھا تھا۔

Marfat.com

حضرت عروۃ الوثقیٰ۔ خواجہ محمد معصوم سرہندی رح نے بھی اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کی طرح اپنے مکتوبات کے تین ۳ دفتر یادگار چھوڑے ہیں۔ ان دفتروں کے مضامین بھی بلند پایہ فیوضات ہیں۔ پہلے دفتر میں ۳۳۹۔ مکتوبات ہیں۔ دوسرے میں ۱۵۸ ہیں۔ اور تیسرے میں ۲۵۵۔ مکتوبات ہیں۔

ان مکتوبات کے مضامین یہ ہیں۔

الف۔ عقائد۔ (۱)

توحید۔ توحیدِ عوام و توحیدِ خواص۔ مراتبِ توحید۔ توحیدِ شہودی۔ توحیدِ وجودی۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے۔ اس قول کی تشریح۔

رویتِ باری تعالیٰ۔

رویت و شہود کا مقام آخرت ہے۔ انبیاء کا شہود فرشتے کے شہود سے بہتر ہے کامل وصال آخرت میں ہوگا۔

حدیث۔ خلق آدم علیٰ صورتہ۔ کی تشریح۔

ایمان۔

افضل ایمان کیا ہے۔؟ عوام و خواص اور اخص الخواص کا ایمان۔ ایمان کے درجات۔ نفسِ ایمان۔ اور کمالِ ایمان کی وضاحت۔

(۱) حضرت شاہ زوار حسین رح نے اپنی کتاب انوارِ معصومیہ میں ان مضامین کو بیان کیا ہے اور تینوں دفتروں کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ سب ادارہ مجددیہ کراچی سے اشاعت ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

رسالت۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی افضلیت۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت کے قطب ارشاد اور قیوم تھے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی عادات شریفہ۔

قدر خیر و شر۔

مسئلہ قضا و قدر۔ اس پر ایمان۔ راضی بقضا رہنا چاہیئے۔ تمام رضا اور اس کے دو اعتبار۔

آخرت۔

جنت کے درجات، حدیث "قبر، جنت کا ایک باغ ہے" کی تشریح۔ قبر کی تنگی و فراخی۔ قبر کا ثواب و عذاب۔

(ب) ارکانِ اسلام۔

اسلام حقیقی۔ نماز کی فضیلت، نماز کے سنن و آداب بمنزلہ فرائض ہیں نمازی کو کعبہ اور قرآن مجید کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔

تلاوتِ قرآن مجید کی فضیلت۔

زکوٰۃ۔ روزہ۔ شبِ قدر کی کیفیت۔ حج۔ جہاد۔ سمندر میں جہاد کا مزید فضیلت۔ شہداء۔ انبیاء علیہم السلام کو تمام افرادِ امت پر کلی فضیلت حاصل ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات۔

Marfat.com

(ج) اتباع سنت ورد بدعت۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں انسان کا جمال و کمال ہے۔ شریعت کے اتباع میں کام کا مدار ہے۔ اہل شریعت، اہل طریقت اور اہل حقیقت کو احکام شرعیہ کے بجالانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کوئی کمال شریعت کے دائرے سے باہر نہیں نسبت باطن کا قوی ہونا احکام شرعیہ کی پابندی کو بڑھاتا ہے۔

شریعت کے تین جزو ہیں۔

(د) سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت۔

طریقہ نقشبندیہ کا شرعی ثبوت۔ اس سلسلے کا انتساب حضرت ابوبکر صدیق رض کی طرف کس معنیٰ میں ہے؟

اس طریقے کا مدار سنت پر عمل کرنے اور بدعت سے بچنے پر ہے۔ کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تاکید۔ کلمہ طیبہ میں نفی و اثبات کی تشریح۔ مبتدی، فرائض و سنن کے علاوہ ذکر میں مشغول رہے۔ اچھی نیت کے ساتھ انسان کا ہر عمل ذکر میں داخل ہے۔ طریقہ ذکر تہلیل لسانی۔ ذکر قلبی۔ میں دل کی حرکت ضروری ہے یا نہیں۔ ذکر نفی و اثبات کے فوائد۔ ذکر و افاضہ۔ توبہ کا ثبوت حبس دم۔ حبس دم کے ساتھ ذکر نفی و اثبات کا طریقہ اور تعداد۔ ذکر حبس دم کا اعلیٰ درجہ۔ اسباق و مقامات نقشبندیہ۔ طریقہ توبہ و ذکر

Marfat.com

لطیفہ قلب کی تشریح۔

مدارجِ نفس ۔ لطائف کی فنا ۔ تشریح دائرہ ہائے ولایت کبریٰ ۔ قوس و مراتب پنجگانہ ۔ ولایاتِ صغریٰ و کبریٰ و عُلیا ۔ اور کمالات نبوت وغیرہ میں ترقی کا ذریعہ

ولایت کے پانچ درجے۔

مقامِ ولایت کا علم وہبی ہے ۔ اور بعض کو حاصل ہوتا ہے ۔ سیر و سلوک کے متعلق آیۃ کریمۃ ۔ سلوک کا ترقی رُک جانے کے اسباب ۔ اور اس کا علاج ۔ لطائف عالم امر کے مقامات کا تعین کس معنیٰ میں ہے؟ ۔ سلطان الاذکار ۔ بزرگوں میں متوارث ہے اختراع نہیں ۔ عالم امر پر عالم خلق کی فضیلت ۔ غیر اللہ سے کُلی قطع تعلق ہونا فنا قلب ہے ۔ شرح صدر کی علامت ۔ مطلوب کی یافت ۔ آفاق و انفس سے ماورا ہے ۔

(اصطلاحات التصوف ۔)

اصطلاحات نقشبندیہ کی تشریح ۔ عدم و وجود ۔ عدم و فنائے حقیقی و وجود فنا کی تشریح ۔ عدم و فنا میں فرق ۔ فنائے لطائف اور فناء الفناء کی تشریح ۔ تجلی ذات اور تجلی صفات کے درمیان فرق ۔ محبت ذاتی ۔ محبت صفاتی و افعالی ۔ عروج و نزول ۔ سیر الی اللہ ۔ سیر فی اللہ ۔ سیر عن اللہ باللہ حضور و غیب، قبض و بسط ۔ علم الیقین ۔ عین الیقین ۔ اور حق الیقین قربِ نوافل اور قربِ فرائض ۔ کفر شریعت اور کفر طریقت ۔ کمون و بروز ۔

Marfat.com

کمالات نبوت۔ اور منصبِ نبوت۔ قطبِ مدار۔ قطبِ ارشاد۔ و صاحبِ نسبت۔ قیومیت سے الگ ہوتا ہے۔

شیخ کیلئے ضروری امور۔

توجہ دینے کا طریقہ اور تشریح۔ سیر و سلوک سے مقصد۔ پیری مریدی نہیں بلکہ بندگی کا حق ادا کرنا ہے۔ نفی و اثبات کے معنی ہر زبان میں سکھا سکتے ہیں۔ اقسام اجازت طریقت۔ اجازت و بیعت کا معاملہ۔ خواب سے صورت پذیر نہیں ہوتا۔ مخلوق کا رجوع کمال کی دلیل نہیں۔ مخلوق اللہ ~~کی کنبہ کا ہے~~ تعالیٰ کا کنبہ ہے

معرفت۔

معرفت حاصل کرنے کیلئے ترغیب۔ معارف خوارق سے افضل ہیں۔ انسان کی عزت ایمان و معرفت سے ہے۔

مشاہدۂ ارواح۔

ارواح کا مشاہدہ مراقبہ میں بہتر ہے یا صریحاً۔ مشاہدہ ارواح کمال میں داخل نہیں کشف و خوارق حقیقی کرامت نہیں۔

شوق و محبت کیلئے ترغیب، عشق میں قدرے جنون درکار ہے۔

محبت کی فضیلت۔

صبر۔ کسی کی رحلت پر صبر۔ حکام کے ظلم و تشدد اور معاش کی تنگی پر صبر و رضا۔

Marfat.com

شکر۔ توکل ۔ اور اسکی حقیقت ۔

رابطۂ شیخ۔

کامیابی کا مدار رابطۂ شیخ پر ہے ۔ فنا فی الشیخ کے بغیر فنا فی اللہ حاصل ہونا مشکل ہے۔

سالکین کیلئے ہدایات

شرائط و آداب سلسلۂ عالیہ ۔

باطنی نسبت کی حفاظت کرنا اہم کام ہے ۔ دنیا طلبی کیلئے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا محرومی ہے۔ ایک اہم نصیحت ۔

صوفیا کا مسلک ترک تعرض نہیں ۔ زندگی کی حقیقت کب حاصل ہوتی ہے ۔؟ ۔

غلبۂ حال میں بھی خلاف شرع کلمہ نہیں کہنا چاہیئے ۔ دنیا کی بیوفائی رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے ۔ سالک کن اوراد کو جاری رکھے ۔؟ ذکر جہر کی مجالس میں نقشبندی سالک کو کیا کرنا چاہیئے ۔؟ ۔ کامیابی کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں ۔

مسائل شرعیہ ۔

فاتحہ بعد نماز فرض کا حکم ۔ مصافحہ بعد نماز جمعہ ۔ ثواب بخشنے کا طریقہ ۔ نماز وسطیٰ اور اسم اعظم کے مبہم ہونے میں حکمت ۔ زندگی میں قبر تیار کرانا ۔ تیجا، دسواں اور پھول دینے کا حکم ۔ حضرت خضر علیہ السلام ۔ کی حیات ۔ وموت کی تحقیق ۔

Marfat.com

احکام تقیہ۔ کیا شیخ کا نااہل اولاد شیخ بن سکتی ہے۔؟ کافر اور مشرک سے دوستی کے احکام۔ نیک عمل وسیلہ ہیں۔ مقصد نہیں۔ مقبول بندہ کی علامت۔ ہر خطہ زمین کی برکات۔ چغلخوری کی مذمت۔ سوال کرنے کی مذمت۔ حرمت اور اباحت بینت صالحہ کے ساتھ روزی کمانا ذکر میں داخل ہے۔

ان مضامین سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے بیان کردہ علوم و معارف بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی پیروی میں ہیں اور بڑی جامعیت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ کا انداز بیان بہت سادہ ہے۔ نمونے کے طور پر دفتر دوم کے مکتوب نمبر (۲) کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

نوشتہ بودند کہ بعضے سائلان سوال مے کنند کہ تعریف مجدد الف ثانی چیست۔ و آثار و علاماتِ او کدام است و در حضرت ایشاں شما ازیں کمالات چہ بظہور آمدہ تا در شانِ ایشاں آشنا و بیگانہ را بہ اطلاق ایں اسم اشتباہے نہ ماند۔ مخدوما، مجدد الف بودن امریست کشفی و الہامی کہ بہ وجدان صاحبِ ایں معاملہ تعلق دارد۔ التزام امرے نیست۔ کہ بآثار و علامات معقولِ معقول آشنا و بیگانہ توان کرد۔ ہر کہ آشناست و سعادتِ ازلی مے دارد۔ از راہِ مناسبتِ معنوی قبولِ اسرار اہل اللہ می نماید و مورد فیوض و برکاتِ ایں اکابر می گردد۔ و ہر کہ بیگانہ و بے سعادت است از جہتِ مناکرت

Marfat.com

باطنی۔ اگر پے بایں اسرار نہ برد۔ قبول نہ نماید واز فیوض و برکات شاں محروم ماند۔ گونہ نماید۔ بیگانگان از مبحث خارج اند۔ ما را بتردد قبول آنہا کارے نیست۔ منکران مثل قرآن معجزہ باہرہ دیدند۔ و در انکار ماندند مع ذالک کسی را کہ قوت حدسیہ عطا کردہ اند۔ اگر در اطوار و اضاع آنحضرت ﷺ نیکتامل نماید و فیوض و برکات و کمال و اکمال علوم و اسرار کہ آں قدوہ ابرار بہ آں ممتاز است مشاہدہ کند بے تکلف حکم بہ مجدد بودن ایشاں نماید۔ حضرت ایشاں ما قدس اللہ سرہ سبحانہ لبسرہ در مکتوب چہارم از مکتوبات جلد ثانی بزلگاشتہ اند کہ ایں معارف از حیطۂ ولایت خارج است۔ ارباب ولایت در رنگ علمائے ظواہر در ادراک آں عاجز و در درک آں قاصر۔ ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند علیٰ ابیہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ۔ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است۔ (۱)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا ایک رسالہ اذکار معصومیہ بھی ہے جس میں اذکار و ادعیہ ماثورہ و موقتہ و غیر موقتہ ہیں۔ (۲)

(۱) حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے مکتوبات کے تینوں دفتر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے کراچی سے ۱۹۷۶ء میں شائع کئے تھے۔ (۲) یہ رسالہ لاہور سے بھی شائع ہوا تھا۔ پھر مولانا شاہ انوار حسین رح نے انوار معصومیہ میں بھی شامل فرمالیا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ ۱۰۶۷ھ میں حج کیلئے تشریف لے گئے تھے اور ۱۰۶۹ھ میں واپسی ہوئی تھی۔ اس مبارک سفر کے حالات اور کیفیات آپ کے صاحبزادے خواجہ عبید اللہ مروج الشریعۃ نے عربی زبان میں لواقیت الحرمین کے نام سے مرتب کئے تھے پھر مولانا بدر الدین سرہندی کے صاحبزادے شیخ محمد شاکر نے اس کا فارسی ترجمہ حسنات الحرمین کے نام سے کیا تھا۔ (۱)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کا وصال سرہند شریف میں ۱۰۷۹ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے تین بھائی کم سنی میں فوت ہو گئے۔ ان کے بعد محمد کی ۱۰۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۹۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ بہت بڑے عالم تھے آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور محترم بھائی محمد سعید قدس سرہٗ سے اختلاف کرتے ہوئے اثبات رفع سبابہ میں ایک رسالہ لکھا تھا۔

(۱) مولانا شاہ ذوار حسین ؒ نے حسنات الحرمین کا اردو ترجمہ کیا۔ اور اسے انوار معصومیہ کراچی ۱۹۸۰ء میں شامل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکاشفات پر ایک رسالہ مکاشفات عینیہ ۱۰۵۱ھ میں مرتب ہوا تھا۔ وہ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے مرتب فرمایا تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۵ء میں ترجمہ کے ساتھ اسے شائع کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلفاء عظام رح نے بھی یادگاریں چھوڑی ہیں۔
حضرت شیخ آدم بنوری رح (م ۱۰۵۳ھ) کے متعلق نزھتہ الخواطر (جلد ۵ ص ۲)
میں ہے کہ انہوں نے حقائق و معارف میں چند رسالے لکھے تھے۔ ایک کا نام
خلاصۃ المعارف ہے جو دو جلدوں میں فارسی زبان میں ہے۔ ایک اور رسالہ
نکات الاسرار ہے۔ دوسرے خلفاء حضرت میر محمد نعمان رح (م ۱۰۵۸ھ)
ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت محمد ھاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ
آپ ہی سے شروع میں مستفیض ہوئے تھے۔ اور پھر آپ ہی کے حکم اور اجازت
سے ۱۰۳۱ھ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر
ہوئے تھے۔ اسباق اور انکی مصطلحات حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ
کا ایک فارسی رسالہ سلوک سے ملتا ہے (۱) اس میں نقشبندی سلوک کے اسباق
اور انکی مصطلحات وغیرہ کی تفصیل ہے۔ لطیفہ قلب سے متعلق ارشاد ہے
بدانکہ اصل لطیفہ قلب تجلی فعل و تکوینِ حق است۔ یعنی افعال را باسرھا
منسوب بہ حق یابد و بس۔ و بعلم وجدانی معلوم نماید۔ کہ لافاعل غیر اللہ
و فنائے قلب دریں جا روی دہد۔ و علامت او آں است کہ تعلق علمی و حبی
بہ غیر حق نہ ماند۔ یعنی ماسوای بنوعے فراموش از دل او شود کہ اگر عمرھا

(۱) یہ رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۳۸۹ھ میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

بے تکلف خواہد خواہد کہ ماسوائے حق را بخاطر بگذراند نتواند در خاطر گذرانید۔
چنانچہ علم اشیا از وے زائل شدہ است۔ حُبّ اشیا نیز بطریق اولیٰ زائل
شدہ باشد۔ ونورِ قلب را زرد مقرر کردہ اند۔ چوں سالک بفنائے قلب می رسد
داخل اولیاء اللہ می شود۔ وایں لطیفہ زیرِ قدمِ حضرت آدم است۔ علی نبینا
وعلیہ السلام۔ پس ہر کہ آدمی المشرب است وصولِ او بحق تعالیٰ از راہ
ہمیں لطیفہ خواہد بود۔

حضرت مجدد الفثانی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کے حسب ذیل مکتوبات آپکے نام
ہیں جن سے آپ کے تقرب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

دفتر اول ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۷۳ - ۲۰۹ - ۲۲۴ - ۲۲۸ - ۲۳۱ -
۲۴۶ - ۲۵۷ - ۲۶۱ - ۲۸۱ - ۳۱۲ - دفتر دوم ۴ - ۹۲ - ۹۹ -
دفتر سوم ۱ - ۴ - ۵ - ۹ - ۱۰ - ۱۲ - ۱۵ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۱ -
۲۶ - ۳۰ - ۳۶ - ۴۹ - ۱۰۲ -

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے بھی مکتوبات آپکے نام ہیں۔
دفتر اول ۸ - ۱۷ - ۵۲ - ۹۷ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ -
۱۴۸ - ۱۶۲ - ۱۷۳ - ۱۸۴ - ۲۰۳ - ۲۱۷ -

Marfat.com

محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رح قدس سرہ کے قدیم اصحاب میں سے ہے۔ سنہ ۱۰۳۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت مجدد قدس سرہ کے معمولات یومیہ پر ھدایت الطالبین کے نام سے ایک کتاب لکھی جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔ .....

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔ وآلہ الطاہرین اجمعین۔ اما بعد نمودہ می آید کہ چوں یکے از عتبۂ بوسانِ درگاہ بعز عرض اشرف اقدس اعلیٰ خادمان حضرت حجۃ الاولیاء الصدیقین برہان الاتقیاء المحبوبین قبلۃ الاصفیاء المسترشدین امامنا وقبلتنا۔ الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی سلمہ المنان وابقاہ الی یوم الدین بعرض داشتند اگر حکم عالی شرف نفاذ یابد تا لطائف شرائف یومی ولیلی ایشاں را با بعضے احوال واوضاع شریف در قید کتابت آریم کہ جملگی طالبان از برکات وفیوض بہرہ یاب گردند۔ ومستفید شوند۔ فرمودند کہ چہ احتیاج است؟ عملے کہ مقبول است وشایان افتد۔ عمل آں سرور است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ بکتب احادیث رجوع باید نمود۔ واز انجا انتخاب باید فرمود۔ باز مکرر بعرض عالی رسانیدند۔ از خدما کہ از کتب معتبرۃ ہمیں عمل حضرت ایشاں است کہ موافق ومطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔ پس اولیٰ و

Marfat.com

النسب
آں ست کہ عمل ایشاں اختیار کنیم تا کہ موافقت بعمل مستند نمودہ باشیم۔ فرمودند چناں کنید۔
اما نیک ملاحظہ نمائید کہ آنچہ موافق باشد بہ سنت خواہ قولی و خواہ فعلی آں را در عمل
آرید و ہر چہ نہ چناں است موقوف دارید۔ بناءً علیٰ ذالک کمترین خاک نشینان
درگاہ آں عالی حضرت کہ نام او لائق آں نیست کہ ایں جا مذکور نمایند۔ لیکن بنا بر
التماس دعا خیر از اخوان بوقت توفیق آں عمل ایں اعمال امیدوار بود۔ اسم خود مندرج
نمودہ ہر کہ در عمل آرد۔ محمد صالح کولابی را بہ دعاء و فاتحہ یاد و شاد
نمایند۔ و ترتیب نمودہ بر سہ فصل و یک خاتمہ۔ (۱)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دس مکتوبات آپکے نام ہیں۔ دفتر اول۔ ۱۶۱ - ۱۸۲ -
۲۴۱ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۳۰۶ - دفتر دوم۔ ۳۳ - دفتر سوم۔ ۲۸ - ۸۷ -
۹۵ - حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا بھی ایک مکتوب (دفتر اول ۶۹) آپکے
نام ہے۔

(۲) یہ کتاب مولانا محمد ہاشم جان سرہندی رہ کے یہاں ٹنڈو سائیں داد (سندھ) میں تھی اس کا اردو ترجمہ
لاہور سے ۱۳۲۶ھ میں شائع ہوا ہے۔

Marfat.com

خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ابن خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۰۱۲ھ) کشم (بدخشاں) کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ ہندوستان آئے۔ تو اہل سپاہ میں داخل ہو گئے۔ لیکن ایک سال کے بعد خواب میں (میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۰۵۸ھ اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو دیکھا۔ تو جب برہان پور سے گزر ہوا۔ تو آپ حضرت میر محمد نعمان رح سے طریقہ بیعت ہوئے۔ (۱) انکی صاحبزادی سے شادی ہوئی۔ پھر انکی اجازت سے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طلبی پر (دفتر سوم۔ مکتوب ۱) آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں (سنہ ۱۰۳۱ھ) حاضر ہوئے۔ اور قریباً دو سال تک سفر و حضر میں مستفیض ہوتے رہے آپ ہی نے حضرت مجدد قدس سرہٗ کے مکتوبات کا تیسرا دفتر مرتب کیا تھا۔ اور آپ ہی کو حضرت مجدد قدس سرہٗ نے "یار ثالث" کہا ہے۔ (دفتر سوم مکتوب ۸۲) یعنی حضرت مجدد قدس سرہٗ کے دو صاحبزادوں (خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ) کے علاوہ آپ تیسرے عزیز تھے جن کو قرب خصوصی حاصل ہوا تھا۔ مکتوبات کے دفتر سوم (مکتوب ۱۰۵) سے واضح ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کو

(۱) یہ زمانہ سنہ ۱۰۲۵ھ سے پہلے کا ہی ہوگا۔ کیونکہ اس سال مکتوبات شریف کا پہلا دفتر مرتب ہوا تھا اور اس میں آخری مکتوب آپکے نام ہے۔

Marfat.com

لشکرِ شاہی کی معیت سے خلاصی مل گئی تھی اور سرہند کو واپسی ہوئی۔ تو خواجہ محمد ہاشم رونے برہان پور جانے کی اجازت چاہی کیونکہ صوبہ دکن کے سلاطین میں ہر روز مرج واقع ہو رہا تھا۔ رجب ۱۰۳۳ھ کے اواخر میں آپ برہان پور روانہ ہوئے۔ اور قریب سات ماہ تک حضرت مجدد قدس سرہٗ سے انکے وصال تک دور رہے۔

آپکے پیر بھائی مولانا بدرالدین سرہندی رح نے حضرات القدس کے دفتر دوم میں (جو ۱۰۵۰ھ تک ضرور لکھی جاتی رہی) آپکے متعلق لکھا ہے۔

آپ فضائلِ صوری اور علومِ رسمی میں تمام و کمال مہارت رکھتے تھے۔ خوش گفتار شیریں سخن۔ نیک خلق اور متواضع تھے۔ دلچسپ حکایتیں بڑے دلکش انداز میں بیان کرتے تھے۔ تقریر و تحریر میں سوز و گداز تھا۔ جو کچھ آپ کہتے تھے وہ حال و ذوق تھا صرف قال و مقال نہیں۔ آپکے چہرے سے مستی اور بیخودی ظاہر ہوتی تھی تاریخ گوئی اور انشا پردازی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپکے دلفریب اشعار جانشین ابیات۔ دل آویز دیوان۔ جان خراش مثنویاں۔ اور پُر لطف رسالے

آپکے تصانیف حسب ذیل ہیں (۲۱)

(۲) نسبۃ المقامات کا اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے کیا ہے۔ سیالکوٹ سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا ہے۔

Marfat.com

بڑی شہرت رکھتے ہیں۔۔۔" آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:۔

(۱) زبدۃ المقامات یا برکات الاحمدیۃ الباقیہ۔ اس کتاب کے آخر میں "رباعی در تاریخ ختم کتاب" اس طرح ہے۔

برخامہ بنازم
~~برخامہ بنازم~~ کہ اشارات نوشت۔ ز آغاز و توسط و نہایات نوشت۔
بنوشت کتاب را و تاریخ کتاب۔ بردل "ھو زبدۃ المقامات" نوشت۔

"ھو زبدۃ المقامات" کے اعداد سے ۱۰۳۷ھ برآمد ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے اس کتاب میں اضافے کئے ہیں۔ مثلاً مولانا محمد صالح کولابی رح کے انتقال کی تاریخ ۱۰۳۸ھ میں لکھی ہے۔ اسی طرح (مقصد اول) خواجہ حسام الدین احمد رح کو ۱۰۴۳ھ میں زندہ کہا ہے۔ (۲) اس کتاب میں عبارتوں کے اندر اشعار کا اندراج بڑی خوبی کے ساتھ ہے۔ اور طرز تحریر میں ہر جگہ ادبی شان ہے۔ مثلاً حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی توجہات کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

سیدی مرشدی میر محمد نعمانی رح سلمہ اللہ فرمودند صبیۂ ما مرضعہ داشت بکرات آں مرضعہ را دلالت بہ مریدی حضرت خواجہ کردیم۔ وے ابا نمود تا روزے آں صبیۂ را بتقریبے بمصحوب آں مرضعہ بملازمت حضرت خواجہ فرستادیم۔ ایشاں آں طفل شیر خوارہ در کنار مبارک گرفتہ۔ شفقتہا نمودند آں طفل دستے بہ

(۲) خواجہ حسام الدین احمد رح حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے بہت عزیز خلیفہ تھے۔ بلکہ صفر ۱۰۴۳ھ کو انتقال ہوا۔ دھلی میں اپنے شیخ کے قریب دفن ہیں۔ خواجہ محمد ہاشم رح نے انکو ۱۰۴۳ھ میں زندہ کہا ہے تو انہوں نے اس سال محرم میں ایسا لکھا ہوگا

Marfat.com

محاسنِ شریف ایشاں بردہ موئے از لحیۂ مبارک بدست او بماند. فرمودند۔
طفلک سیر از ما یادگارے می گیرد. و در حدودِ ہماں ایام انتقال فرمودند۔ و آں
موئے مبارک تا امروز بہ تبرک و یادگار بماند۔ ؎

مرا از زلفِ تو موئے پسند است ۔ فضولی می کنم بوئے بسند ست۔

چوں آں مرضعۂ بخانہ مراجعت نمود ساعتے نہ رفتہ بود کہ آثارِ مستی و جذبات برو پیچیدن
گرفت. و وے خود را بر آں نمی داشت تا آنکہ فریادے سخت برآورد و بے ساختہ
و بے ہوش بیفتاد۔ و از پہلوے چپِ او حرکت قلبی چناں غلبہ برداشت کہ ہمہ یاراں
معاینۂ می نمودند. بعد از مدتے بہ ہوش آمد. پرسیدہ شد کہ چہ بود و چہ دیدی؟
گفت ساعت بہ ساعت حضرت خواجہ بصورتِ مہیب عجیب نمودار نظر می شد تا آنکہ امری
مرا از جان ربودہ. دیگر نمی دانم کہ چہ شد جز آنکہ دلِ خود را اللہ گو می یابم. سیدی
گفتند. بحضرتِ خواجہ قدس سرہ حالِ او را عرض کردہ شد تبسم نمودند. و تعلیم
ذکرش فرمودند فرمودند. و آں صالحۂ امروز در فیروز آباد از نسأ صاحبِ احوال
ست. و آں صبیۂ سیدی کہ در خانۂ راقم است. نیز از یمنِ آں نظر خداوندِ عفت
و حضور، چنانکہ حضرت ایشان ما او را بسرِ حلقہ حلقگی بعض نسأ ذاکرات
مامور گردانیدہ اند۔ (۱)

(۱) زبدۃ المقامات (طبع لکھنؤ ۱۸۹۰ء) صفحہ ۱۸-۱۹۔

(۷۶)

Marfat.com

(۲) نفحات القدس من حدیقۃ الانس ۔۔۔ اس کتاب ① کے شروع میں خواجہ محمد ہاشم رح لکھتے ہیں ۔۔۔ اگر توفیقِ خداوندی عزوشانہ شاملِ حال گردد، احوالِ اکابرِ متاخرین این سلسلۂ شریفہ را بعد از روزگارِ رشحات (فخر الدین علی بن حسین الواعظ الکاشفی رح) الی یومنا ھذا بہ ہر شہر و دیار بودہ اند۔ در ہنائے طالبانِ حق بودہ اند۔ بدان مقدار کہ از کتب و رسائلِ ایشاں بیابد فراہم آوردہ کتابے مرتب گرداند۔ پھ ورق ۴ میں لکھتے ہیں کہ ۔۔۔

"این نسخہ گویا تکملہ ایست مر کتاب رشحات عین الحیوۃ را و ھم سابقہ ایست مر آں عسکرے ذوالفتوحات را۔ نیت و عزم مصمم بر تصحیح گردیدہ است کہ بمشیت اللہ سبحانہ و کرمہ بعد از فراغ ازین تسوید، احوال متاخرین دیگر سلاسل را رحمہم اللہ بشیوہ اجمل و احسن۔ بقانونِ نفحات الانس (مولانا جامی رح) فراہم آورد۔ و آں را بصفحات الانوار من مقامات الاخیار مسمی گرداند۔

یعنی شیخ فخر الدین علی المشتہر بالمولی الصفی بن مولانا حسین الواعظ الکاشفی رح کی رشحات عین الحیوۃ کے تکملہ کے طور پر اور اس

① اس کتاب کا مخطوطہ مدینہ منورہ کے مکتبۃ عارف حکمت میں محفوظ ہے۔ زبدۃ المقامات کے شروع میں سببِ تالیف کے آخر میں ذکر ہے کہ پہلے حصے میں انشاء اللہ سلسلہ نقشبندیہ کے دیگر (اگلے) بزرگوں کے حالات جمع کروں گا۔ پھر صفحہ (۱۲) پر اس حصے کا یہی نام۔ یعنی نفحات القدس لکھا ہے۔

Marfat.com

میں جن بزرگوں کے حالات درج ہیں اُن کے بعد سے دیگر نقشبندی بزرگوں کے حالات اس دوسری کتاب نسمات القدس میں فراہم کئے جائیں گے۔ اور دوسرے سلسلے کے بزرگوں کے حالات ایک اور کتاب صفیات الانوار من مقامات الاخیار میں (حضرت جامی رح کے انداز میں) لکھے جائیں گے۔ اب معلوم نہیں کہ موخر الذکر کتاب لکھی گئی یا نہیں۔ نسمات القدس (ورق ۴۸ ـ الف) میں حضرت مولانا حسین نسفی رح کے حالات میں ہے کہ انکی عمر آجکل جبکہ ۱۰۳۹ھ ہے اسی سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور ورق ۱۵۲ ـ الف میں ۱۰۴۱ھ کے ذیل میں ہے کہ اس سال مولانا خواجگی قدس سرہ سے ایک مرید (عبدالعزیز رح) کی وفات ہوئی ہے۔

کابل میں حضرت ضیاء المشائخ مولانا ابراہیم جان فاروقی مجددی ہ منظلہ (جو آجکل دشمن کی قید میں ہیں) کے کتب خانے میں خواجہ محمد ہاشم رح (کشمی) کی یہ کتابیں موجود ہیں (۱) زبدۃ المقامات۔ (۲) نسمات القدس، (۳) تاریخ الانبیاء (۴) طرق الاصول فی شریعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (۵) درۃ الاسرار فی تحقیق سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم انکے علاوہ آپکے چار رسالے اور بھی تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے نام تھے خدا جانے یہ سب علمی سرمایہ اب کہاں ہے؟۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی رح نے زبدۃ المقامات میں ایک جگہ صفحہ ۱۷۱ پر یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہ کے اجتہادات کلامیہ کو آپ

Marfat.com

کے مکتوبات اور رسائل میں سے اخذ کر کے ایک رسالے میں جمع کر دونگا۔ اب اس رسالے کا بھی علم نہیں ہے۔ اگر آپ کی ان تمام تصانیف کے مطالعے کا موقع ملتا تو آپکے سنِ عمر کا صحیح اندازہ ہو سکتا تھا۔ ان کتابوں کے علاوہ آپ کا فارسی دیوان انڈیا آفس لندن میں مخطوطہ نمبر ۲۸۹۸-ع بھی جس میں تمام اصنافِ سخن ہیں قطعاتِ تاریخ بہت ہیں اور بہت اہم ہیں۔ برہان پور سی پی، میں آپ کا مزار اقدس ہے۔ وہاں کے ایک آب شار کو دیکھ کر آپکے دل پر اپنے پیر و مرشد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فراق میں چوٹ لگی تو یہ قطعہ کہا:-

اے آب شار نوحہ گر از بہرِ چیستی؟ ہے چیں بر جبیں فگندہ و از اندوہ کیستی؟
آخر چہ در بود کہ چوں من تمام شب سر را بہ سنگ می زدی و می گریستی؟

(۱) اللہ اللہ کیا عشق تھا۔

(۱) زینۃ المقامات کا اردو ترجمہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے کیا ہے جو سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے۔ اس کے مقدمے میں ڈاکٹر صاحب نے خواجہ محمد ہاشم علیہ الرحمۃ کے مفصل حالات اور انکی شاعری کا جائزہ لیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا بدرالدین سرھندی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خاص خلفا میں سے ہیں۔ پندرہ سال کی عمر میں مرید ہوئے اور سترہ سال خدمت میں رہے۔ آپ نے شرح مواقف، تفسیر بیضاوی (۱) اور عضدی مع حاشیہ سید الشریف، حضرت مجدد قدس سرہٗ سے پڑھیں اور مطول مع حاشیہ سید الشریف۔ شرح عقائد مع حاشیہ خیالی، تحریر اقلیدس اور شرح المطالع مع حاشیہ سید علی، حضرت خواجہ محمد صادق سرھندی سے پڑھیں۔

آپکی کئی تصانیف ہیں۔ جن میں حضرات القدس کے دو دفتر خاص طور پر مشہور ہیں۔ پہلے دفتر میں حمد و نعت کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل و کمالات ہیں۔ پھر نقشبندیہ بزرگواروں کے حالات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ و قدس اسرارہم تک بیان کئے ہیں دوسرے دفتر میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور انکے صاحبزادوں اور خلفاء کے حالات ہیں۔ اور اس دفتر کے آخر میں خود اپنے حالات اور واردات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ آپ اپنی تصانیف کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اس حقیر مولف نے قبلۂ حاجات (حضرت مجدد قدس سرہٗ) کی حیات بابرکات کے زمانے میں آپکے مقامات کا مسودہ تحریر کیا ہے۔ اور اس کا نام سیر احمدی رکھا۔

---

(۱) اگر وہ سترہ سال حضرت مجدد قدس سرہٗ کے آخری زمانے کے شمار کر لئے جائیں تو گویا ۱۰۱۷ھ میں آپ حاضر خدمت ہوئے اور اس وقت آپ ۱۵ سال کے تھے۔ یعنی سنہ ۱۰۰۲ھ آپکی ولادت کا سال تھا۔

Marfat.com

اس کو آپکی نظرِ کیمیا اثر میں پیش کیا۔ جب آپ اس واقعہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرہٗ) کو حضرت خواجہ امکنگی رویے استخارہ کا حکم دیا اور خواجہ نے استخارہ میں ایک طوطی دیکھی کہ شاخ درست سے اُڑ کر حضرت خواجہ رکے دست مبارک پر بیٹھ گئی۔ (الیٰ آخر القصہ) فقیر نے اس جگہ طوطی کو طائرِ ھندی لکھ دیا تھا حضرت مجدد قدس سرہٗ نے اس کو کاٹ کر لفظ طوطی تحریر فرما دیا۔ اور بطورِ مطائبہ فرمایا الحمد للہ ہماری پہلی تصنیف ہمارے احوال کے ذکر میں واقع ہوئی ہے (یعنی تم اور بھی لکھو گے۔ ۱۲ آپ نے حضرات القدس کے دفتر دوم میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بھی لکھا ہے کہ میری یہ اس تالیف (حضرات القدس) کے باعث وہی ہیں۔ سید احمدی کے متعلق۔ حضرات القدس) دفتر دوم۔ باب ششم۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے مسودات چوری ہو گئے تھے۔ تو دوبارہ انکو لکھنا شروع کیا۔ اور ان کا تاریخی نام درجات الابرار ۱۰۴۳ھ رکھا۔ لیکن اسی زمانے میں سرہند کے ایک کروری شیعہ حاکم۔ (سید علی اکبر اردستانی) نے حالاتِ اولیاء پر مشتمل لکھی۔ ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی۔ مجبوراً آپنے اپنا پہلا کام چھوڑ کر مجمع الاولیاء نام کی ایک کتاب قریب ڈیڑھ ہزار بزرگوں کے حالات پر مشتمل لکھی۔ اور اس کا تاریخی نام منازلِ شیوخ ۱۰۴۴ھ رکھا۔ پھر اسی حاکم نے اس کتاب کی تصحیح کیلئے فرمائش کی۔ تو یہ کام ۱۰۴۷ھ میں مکمل کیا۔

Marfat.com

لیکن بعض بے دین طلبہ نے اس کتاب میں مشاجراتِ صحابہ رضہ کو شامل کرکے اسے بایہ اعتبار سے گرادیا۔ (۲)

آپ نے پھر چاہا کہ اپنی کتاب (موجودہ حضرات القدس) پھر جاری رکھوں۔ لیکن شہزادہ داراشکوہ نے حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے مناقب پر مبنی حسنۃ الاسرار کا غزلی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی فرمائش کر دی۔ پھر اسی نے ان مناقب کی دوسری کتاب روضۃ الخواطر کا فارسی ترجمہ کرایا پھر اسی نے شیخ روزبہان بقلی کی تفسیر عرائس البیان کے ترجمے کی فرمائش کر دی آپ نے اس تفسیر کا ایک چوتھائی حصہ ترجمہ کیا تھا کہ آپ پھر حضرات القدس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور ۱۰۵۸ھ کے بعد تک اس کی تالیف میں مصروف رہے (۳)

(۲) انڈیا آفس لندن میں اس کا مخطوط نمبر ۶۴۵ ہے۔ اس کا عکس محترم ڈاکٹر محمد مسعود صاحب (پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ۔) کے پاس ہے جس میں جگہ جگہ کاٹ پیٹ ہے۔ اور مشاجرات صحابہ رضہ کا اضافہ ہے۔

(۳) حضرات القدس دفتر اول کا ترجمہ حافظ محمد شریف صاحب نے کرکے سنہ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں سیالکوٹ سے شائع کیا ہے۔ دوسرے دفتر کا ترجمہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے کیا ہے جو سیالکوٹ سے سنہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں اور اسلام آباد سے سنہ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا ہے۔ رسالہ وصال احمدی (مع اردو ترجمہ) حضرت شاہ احمد سعید دہلوی را سنہ ۱۲۷۷ھ کے خلیفہ حضرت ولی النبی رح کے خلیفہ مولانا محمد اعزاز الدین احمد رام پوری نے سنہ ۱۳۱۶ھ مراد آباد سے شائع کیا تھا۔ عرصے سے نایاب تھا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے سنہ ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں کراچی سے اسے دوبارہ شائع کیا پھر سیالکوٹ سے بھی وہ شائع ہو گیا ہے۔

Marfat.com

آپکی تصانیف میں روائح، سنوات الاتقیاء اور وصال احمدی بھی ہیں موخر الذکر کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے آخری ایام کے واقعات ہیں۔ حضرت مجدد قدس سرہ کے بالکل آخری الفاظ اس رسالے میں اس طرح درج ہیں ؎

وچوں عارفِ ربّانی حضرت محمد سعید سلمہ ربّہ سرعتِ نفسِ ایشاں مطالعہ نمودند بہ اضطراب عرض نمودند کہ حضرت سلامت طبیعت شما چوں است؟ فرمودند کہ ما خوبیم ایشاں گفتند حضرتم کدام خوبیست کہ شما را بہ ایں حال می بینم۔ فرمودند کہ آں دو رکعت نماز (کہ کردیم) ما را کافی است۔ و مولانا محمد ہاشم (۱) خادم نقل کردہ کہ فرمودند دو رکعت نماز کہ کردیم کافی ست۔ و لفظ "آں" نہ فرمودند۔ ایں آخرین تکلّم حضرتِ ایشاں است۔ و بہ ثبوت رسیدہ کہ آخرین تکلّم جمیع انبیاء علیہم السلام دربارۂ نماز بودہ۔ ایشاں گویا اتباعِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نمودند۔ بعد از لحظۂ جانِ گرامی از جسدِ شریفِ آنحضرت مفارقت نمود۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرۃ بدر الدین سرہندی رح کی عبارت ہر جگہ سلیس ہے۔ الّا یہ کہ مقدمات میں کچھ تکلف ہے۔ مثلاً حضرات القدس کے دفتر اول کا آغاز اس طرح کرتے ہیں

(۱) یہ مولانا محمد ہاشم بھی حضرت مجدد قدس سرہ کے سفر اور حضر میں ساتھ رہے تھے لیکن یہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رح سے مختلف ہیں کیونکہ وہ اس وقت ہریانہ پور میں تھے۔ (حضرت مجدد قدس سرہ کے وصال سے سات ماہ قبل برہانپور چلے گئے تھے۔)

Marfat.com

حضرات القدس تنزلات احدیت ذات را که رشحات جود وجود بر ریاض عدمات
به وساطتش فائض گردیده جهان ستایش و سپاس و نفحات الانس تعینات
واحدیت صفات را که لمعات نور ظهور آن بر شبستان عرصه وهم و خیال به توسطش
درخشنده، گوناگون سپاس بے قیاس این سلسلة الذهب مراتب مقدسه از وحدت
سرائے غیب تا دار الخلافت شهادت همه شایان محمدت و سزاوار منقبت ست
و این شجره طیبه به اصول و فروع آن همه لائق شکر پردازی و مستحق ثنا گستری
وان من شیء الا یسبح بحمده حاکی این مقام است. وله الحمد فی الاولی والاخرة
مخبر این مرام چه تسبیح و تحمید در هر درجه از درجات که واقع شود وارج مدارج
اصل الاصل ست. و تنزیه و تقدیس در هر مرتبه از مراتب که به وقوع آید عارج
معارج فوق الفوق چرا چنین نباشد که این عرصه کائنات عکس اسماء
و صفات ست. و این نشأ موهومات ظلل و شیون کمالات ذات حضرات
انبیاء علیهم السلام و اولیاء علیهم الرحمة و سائر الممکنات مظاهر و مرائی واحدیت اند. و محمد
رسول الله صلی الله علیه وسلم مظهر اتم وحدت است. و برزخ بین الاحدیت والواحدیت
و واسطه وصول فیوض از جناب احدیت بمظاهر واحدیت و عارج معارج قاب
قوسین او ادنی صلی الله علیه وعلی آله واصحابه وعلی الانبیاء اجمعین

Marfat.com

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرھندی قدس سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ) کے فرزند دوم ہیں۔ (۱۰۳۴ھ) میں پیدا ہوئے اور ۱۱۱۵ھ میں وصال ہوا۔

آپ نے چھوٹی سی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور اپنے تایا خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ (۱۰۷۰ھ) سے علوم مروجہ متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ پھر اپنے والد بزرگوار سے علوم باطنی کی تکمیل کر کے جلد ہی اعلیٰ مقامات و کمالات سے بہرہ ور ہوئے آپ نے دو مرتبہ حج کیا۔ اور عرب کے علماء اور صلحا بھی آپ سے مستفیض ہوئے۔

آپکے مکتوبات کے دو حصے (بہ اسم تاریخ) وسیلۃ القبول الی الرسول۔ (۱) ۱۱۱۵ھ میں آپکے خلیفہ مولانا عماد الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ نے جمع کئے تھے۔ ان مکتوبات کے ابتدائی چھ کا خطاب آپکے والد بزرگوار رح سے ہے۔ پہلے مکتوب کے جواب میں حضرت والد بزرگوار رح نے فرمایا تھا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ آنچہ از اذواق علیہ و مواجید سنیہ و شمول عنایات و مواہب کہ در مادۂ خود احساس نمودہ اند و سر ولایت یافتن بہ اسرار خلت و ملقب شدن بہ القاب بزرگ ..... کہ بر نگاشتہ بودند و بوضوح پیوست و سبب لذت معنویہ گردید۔ علی ہذا این اسرار چہ بیان نماید کہ از

(۱) وسیلۃ القبول کے دونوں حصے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حیدرآباد سنہ ۱۹۶۳ء میں شائع کئے تھے۔

Marfat.com

محیط ادراک عقل و تصویر خیال بیرون است۔

آپکے دوسرے مکتوب کے جواب میں بھی آپکے والد بزرگوار رکس قدر بلند رائے رکھتے ہیں فرماتے ہیں۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ چہ نویسد از مطالعۂ رقعۂ شریفہ کہ مشتمل بر الہاماتِ عجیبہ والقاب غریبہ و خطابات علیہ و تشریفات و تکریمات سنیہ کہ بآں ممتاز و سربلند شدہ اید۔ چہ قدر خوش وقت و ہ متلذذ گردید۔ واز مشاہدۂ انوار و برکاتِ ایں شہر مبارک و معائنہ نمودنِ فتح ابوابِ آسمانہا و ابواب چناں بوضوح پیوست۔ امور یست کہ دیدہ عقل و فکر در درکِ آں خیرہ و در حرارت و جذبہ انوارِ الٰہی و تائیداتِ لامتناہی بے نوا و بُرد و احتیاج بہ تصدیقِ ایں حقیر ندارد۔

بادشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ لیکن حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور انکے بھائی خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۰۹۶ھ سے بھی روحانی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۱۲۴ (دفتر اول) سے یہی بات واضح ہوتی ہے پھر آپ کے کئی مکتوبات (نمبر ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۷۔ ۷۱۔ ۱۰۔) سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے بادشاہ کی تربیت فرمائی تھی۔ مکتوب نمبر (۲) "بادشاہی" "بادشاہ زادی"

Marfat.com

یعنی زیب النسا کے نام ہے۔ بادشاہ کے مقربین میں قاضی شیخ الاسلام کے نام مکتوب ۴۱ ہے۔
شائستہ خان مکتوب نمبر (۱۷-۱۸)، عاقل خان۔ مکتوب نمبر ۲۶۔
سیف خان مکتوب نمبر (۳۰)۔ بختاور خان مکتوب نمبر (۶۹)۔ مکرم خان مکتوب نمبر (۲۵)
مصطفیٰ خان (مکتوب نمبر (۹۶-۹۸)) میرزا میرک گرز بردار (مکتوب نمبر (۱۰)
بھی مکتوب الیہم ہیں۔ ان کے مکتوبات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ان امراء کے معاملات
اور حالات سے کس قدر تعلق رکھتے تھے۔

بادشاہ کے نام ایک طویل مکتوب (نمبر (۱۶) کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ قبلہ گاہا
رسالہ در تحقیقِ گناہان کبار و صغار یا ذکر و آداب و اخلاق زوائد عجالۃ الوقت بطریقِ
اجمال و اختصار نوشتہ فرستادہ است۔ و تفصیل و تتمیم آں را بر وقتِ دیگر انداختہ
امید کہ بمطالعۂ خاص در آید۔ و قبول یابد۔ والسلام۔

قبلہ گاہا۔ مکتوب قطب محی الدین علیہ الرحمۃ مطالعہ نمود و عبرت افزود و ہمیں ایں مراتب
معلوم است اما توفیق بہ عطائے کریم است۔ کسے را کہ مرگ در پیش است شصت و ہفتاد
سال نزد او ہیچ است۔ اگر بالفرض ہزاران عمر یابد۔ یک ساعت شمارد و جز بندگی
ہیچ نیارد۔ مع ذالک در کمالِ انفعال و خجالت ماند و از و او را خواہد۔ و از نعیم و جحیم
ہیچ در نظر در نیارد۔ بلکہ خود را فدائے مولا سازد۔ و در راہِ او خویش را در بازد
ایں زمانہ بہ اعلیٰ مراتب عبودیت رود۔ و بہ اقصائے منازل علیین دود واللہ المستعان علیہ التکلان

Marfat.com

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کوئی رسالہ گناہِ کبیرہ وصغیرہ اور ذکر و آداب
واخلاق وغیرہ سے متعلق بھی لکھا تھا۔ اور بادشاہ کو بھیجا تھا۔ اور حضرت محی الدین
(عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوب کا بھی ~~ذکر~~ درمیان میں ذکر آیا تھا۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد عبید اللہ "مروج الشریعۃ" رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کے فرزند سوم ہیں۔

ولادت ۲۱۔ شعبان ۱۰۳۷ھ کو ہوئی۔ ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ کو وصال ہوا۔

پورا نام اور کنیت بہاء الدین ابو العباس محمد عبید اللہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک رمضان میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ اور دینی علوم کی تکمیل اپنے والد بزرگوار قدس سرہٗ سے کی تھی۔ جب آپکے والد بزرگوار قدس سرہ نے ۱۰۶۸ھ میں حج کیا تو آپ بھی ساتھ تھے۔ اور انکو جو عجیب و غریب واقعات اس مبارک سفر میں پیش آئے، اور جو علوم و معارف وارد ہوئے ان سب کو آپنے اہل عرب کے اصرار پر عربی زبان میں "مواقیت الحرمین" کے نام سے مرتب کیا۔ (۱) افسوس کہ اب عربی متن نایاب ہے۔

آپنے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے مکتوبات کا پہلا دفتر بھی جمع کیا تھا جس کے تاریخی نام "جمع کمالات نبوت اور درۃ التاج ہیں (۱۰۶۳ھ) (۱۰۶۳ھ)

---

(۱) بعد میں حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رح کے صاحبزادے محمد شاکر رح نے مواقیت الحرمین کا ترجمہ فارسی میں کیا۔ اور اس کا نام حسنات الحرمین رکھا۔ اس فارسی متن کا اردو ترجمہ حضرت مولانا شاہ زوار حسین علیہ الرحمۃ نے انوار معصومیہ سرگودھا (۱۹۸۰ء) میں شامل کیا۔

Marfat.com

آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو آپ کے صاحبزادے تاج الدین ابوالحسن محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۱ھ) نے جمع کئے تھے۔ اس مجموعے میں ۱۵۱ مکتوبات ہیں۔ تاریخی نام ایک مکتوب خزینۃ المعارف ہے (۲) (۱۰۹۴ھ)

ان مکتوبات میں نو وہ ہیں جو بادشاہ اورنگزیب عالمگیر رح کے نام ہیں۔ دوسرے امراء کے نام بھی کئی مکتوبات ہیں۔ بادشاہ کے نام ایک مکتوب نمبر (۱۳۰) کا اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ الحمید فعال لما یرید والصلوٰۃ علی النبی المقرب الشہید وآلہ وصحبہ الذین کل منہم سعید ولی وسعید۔

فرمانِ عالی شان کہ از کمالِ کرم و احسان نامزدِ ایں کمترینِ دعا گویان گردید۔ و بورودِ او سر بہ اوجِ عزت و عظمت رسید۔ کلماتِ جامعہ و فوائد ماخوذہ از کتاب احیاء العلوم کہ از فرطِ کرم و صرفِ عنایت کہ بآں مخاطب ساختہ بودند رسیدہ بہ انواع افادہ فرمود۔ و بر عیوبِ نفس و رذائل امارہ آگاہ گردانید۔ و سببِ رقتِ دل و چشم گردید۔ اگر قائدِ توفیق امداد فرماید دریں اتیان و اتباع آں کوشش بلیغ نمودہ آید وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

(۲) یہ مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حضرت ضیاء المشائخ مدظلہ ابن حضرت نور المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ کابل سے حاصل کر کے ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

از کمال لطف، اشارہ بہ وصولِ ایں عاجز بحضورِ پُر نور فرمودہ بودند۔ قبلہ گاہا
بالفعل حرکتِ راہ بجرارت و گردبسر فہ مفراست مِن بعد مشیتِ الٰہی ہر چہ خواہد تقدیر
فرمودہ بہ آں مامور خواہد گردید بعمل خواہد در آوردد والسلام۔

بادشاہ کے نام ان نو مکتوبات میں سے عربی میں بھی کئی ہیں اور عربی و فارسی آمیز بھی ہیں۔ اسی طرح دوسرے امراء اور علماء کے نام بھی عربی یا فارسی میں ہیں۔ بھائیوں اور صاحبزادیوں صاحبزادوں کے نام بھی اسی طرح عربی و فارسی آمیز مکتوبات ہیں۔ اور دوسرے اکابر کے مکتوبات کی طرح آپکے مکتوبات میں بھی جگہ جگہ عربی اور فارسی کے اشعار پائے جاتے ہیں ؎

Marfat.com

حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے پانچویں فرزند ہیں ۱۰۴۹ھ میں ولادت ہوئی۔ اور ۱۰۹۶ھ میں وصال ہوا۔

آپ نے بھی چھوٹی عمر میں حفظ کر لیا تھا۔ اور جلدھی کتب متداولہ پڑھ لی تھیں۔

① آپ کے مجموعہ مکاتیب میں ۱۹۰ مکتوبات ہیں۔ شروع کے چار مکتوبات (۱-۲-۳-۴) آپ کے والد بزرگوار رح کے نام ہیں ان میں سے تیسرے مکتوب میں بادشاہ اورنگ زیب کے احوال بھی ہیں۔ شیخ محمد باقر لاہوری رح کے نام جو مکتوبات (۱۴۲-۱۴۸) ہیں ان میں بھی بادشاہ کے احوال ہیں۔ بادشاہ کے نام اٹھارہ مکتوبات (۲۰-۲۲-۲۳-۲۶-۳۵-۳۹-۵۶-۵۷-۵۹-۶۰-۶۷-۷۲-۷۴-۷۶-۸۰-۱۶۱-۱۶۴-۱۶۵) ہیں۔ ان میں سے مکتوب نمبر ۳۵ میں بادشاہ کی حقیقی بڑی بہن (جو داراشکوہ سے چھوٹی تھی) روشن آرائے بیگم کے انتقال پر تعزیت بھی ہے۔ اس بیگم کے نام بھی گیارہ مکتوبات (۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۲۴-۳۴-۴۶۹-۶۲-۷۷) ہیں۔ اور آخری مکتوب میں بیگم کے نئی حویلی میں منتقل ہونے کا ذکر ہے۔ بادشاہ کے بڑے بیٹے محمد معظم (م ۱۱۲۳ھ) کے نام مکتوبات نمبر (۵۲-۵۳-۵۶) ہیں۔ اور دوسرے بیٹے محمد اعظم (م ۱۱۱۹ھ) کے

① یہ مکتوبات آپ کے صاحبزادے محمد اعظم رح نے جمع کئے تھے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حیدرآباد سے شائع کئے ہیں۔

Marfat.com

نام ایک ہی مکتوب نمبر ۶۹۔ ہے بلخ کے سلطان عبدالرحمٰن بن نذر محمد خان کے نام بھی ۱۵۔ مکتوبات (۲۹ سے ۳۳ تک) ہیں۔

مغلیہ دربار کے اُمراء میں محتشم خان کے نام مکتوبات ۱۹-۱۰۸-۱۵۷-۱۵۸-۱۶۷-(کسی فتح کا ذکر ہے) اور ۱۸۴ ہیں۔ محتشم خان (خطاب) میر ابراہیم (پسر شیخ میر خوافی) کو ملا تھا۔ جب وہ حج سے واپس (سال ہیجدہم عالمگیری) میں آیا تھا اور ہزاروپانصدی منصب بھی ملا تھا۔ بیالیسویں سال جلوس میں اُسے پھر منصب دوہزاری ملا تھا اس کے بیٹے میر محمد خان کو بھی محتشم خان کا خطاب ملا تھا۔ مکرم خان کے نام مکتوبات ۱۷-۱۹-۲۱ ہیں اس کا نام مراد کام تھا جو میرزا مراد "التفات خان (پسر رستم خان قندہاری) کا بیٹا تھا۔ یہ التفات خان وہی ہیں جن کا عقد عبدالرحیم خانخانان کی بیوہ صاحبزادی سے ہوا تھا۔ شاہجہانی عہد میں وہ ہزاری منصب ملا تھا اور لکھنؤ بیسوارہ کی فوجداری ملی۔ اور ستائیسویں سال جلوس میں مکرم خان کا خطاب ملا۔ پھر عہد عالمگیری کے دسویں سال جلوس میں ممتاز علماء میں شیخ محمد باقر لاہوری (مصنف کحل الجواہر) کے نام مکتوبات ۲۵-۵۰-پھر ۱۱۸ سے ۱۴۸ تک اور ۱۸۰ میں میرزا مکرم خان کا خطاب ملا۔ (۱۰۸۰ھ) میں فوت ہوئے۔ شعر و شاعری سے بھی تعلق تھا۔ مختار خان کے نام مکتوب نمبر (۱۶۶) ہے ممتاز علماء میں شیخ محمد باقر لاہوری (مصنف کحل الجواہر) کے نام مکتوبات ۲۵-۷۰-پھر

(۹۴)

Marfat.com

۱۱۸- سے ۱۴۸- تک اور ۱۸۷- ہیں۔ انکے نام مکتوب ۱۲۲- میں لکھا ہے کہ آپ حافظ محمد شریف رح سے استفادہ کریں۔ جو حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ ان مکتوبات میں سے نمبر ۱۸۷- میں حافظ صاحب کے انتقال کا ذکر ہے۔ اور مکتوب نمبر ۱۴۲ میں شرح احوالِ بادشاہ دین پناہ و شاہزادہ محمد اعظم" ہے اور مکتوب ۱۴۸- میں شرح احوالِ بادشاہ دین پناہ" ہے۔ حافظ محمد محسن دہلوی رح (م ۱۱۴۷ھ) جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کے اخلاف میں سے تھے۔ اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے خلیفہ تھے انکے نام مکتوبات ۱۷۰-۱۷۲-۱۷۹-۱۸۰- ہیں۔ ملا پائندہ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے دوسرے خلفاء کے نام بھی مکتوبات ہیں۔ کے خلیفہ تھے۔ اور مرصع تصنیف مجمع البحرین انکی یادگار ہے انکے نام مکتوب نمبر ۵ ہے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے دوسرے خلفاء کے نام بھی مکتوبات ہیں۔ یعنی خواجہ عبداللہ کولابی رح (۱۵۴) حاجی محمد یوسف کولابی رح (۱۴۹ تا ۱۵۳) خواجہ محمد شریف بخاری رح (۹۶ تا ۱۰۷- پھر ۱۱۱ تا ۱۱۶- پھر ۱۶۸- تا ۱۷۲- مکتوب نمبر ۱۰۵- میں محمد شریف بخاری رح کی اہلیہ کے انتقال پر تعزیت ہے۔ صوفی سعد اللہ کابلی رح- حج سے واپسی پر حدودِ شمس میں ۱۰۷۱ھ میں فوت ہوئے تھے۔ انکے نام مکتوبات ۱۴- ۱۵- ۱۶- ۲۸- ۳۶- ہیں۔ شریف مکہ کے نام ایک مکتوب ۱۱۷- ہے۔ محمد بن سلیمان المکی (۸۹) مخدوم زادہ محمد حسین (۱۷۳- ۱۷۴- ۱۷۵-) میر عبداللہ (۱۸) شیخ عطاء اللہ سورتی (۱۳)

(۹۴)

Marfat.com

حاجی اسد اللہ وزیر آبادی۔ (۵۱) مُلّا محمد جان (۵۴)۔ ملا محمد امین حافظ آبادی (۸۱)
(۱۸۸) ملا محمد محسن سیالکوٹی۔ (۸۵) شیخ محمد تھانیسری (۸۸) بایزید
سہارنپوری (۹۰ تا ۹۵) نور محمد بنگالی (۱۰۹ - ۱۱۰) ملا ابوالقاسم کابلی ۱۵۹-
۱۶۰) اخوند مُلّا شاہ مراد۔ (۱۶۶) سندھ کے مخدوم محمد آدم رہ تتہی (سنہ ۱۰۶۶ھ)
کے نام مکتوب ۱۵۶ - ۱۶۶ - ہے۔ حافظ عبدالرؤف تتہی رہ کے نام ۱۷۸ - ملّا
نجم الدین سُلطان پوری۔ (۱۸۲) اور محمد حامد لاہوری (۸۳) کے نام مکتوب ہیں۔
گویا بادشاہ بادشاہ زادے امراء روسا اور علما سبھی آپ سے مستفیض تھے۔ بادشاہ
کے نام کئی مکتوبات عربی میں بھی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ بادشاہ نے بھی عربی میں
مکتوبات لکھے ہوں گے۔ سندھ کے مخدوم محمد آدم علیہ الرحمتہ کے نام جو مکتوب (۱۶۶)
ہے اس میں ان کے احباب شیخ النسن سید فتح محمد ابوالحسن تازکی اور شیخ عنایت اللہ
کا ذکر بھی ہے ممکن ہے کہ وہ سب آپ سے مستفیض ہوں گے۔

مکتوب (۸۳) میں جو صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ہے بادشاہ کے داخلِ سلسلہ ہونے
کا اس طرح ذکر ہے لہ الحمد علی نعمائہ کمالات دستگاہ معارف آگاہ صوفی سعد اللہ باعلی مراتب کمال
و تکمیل بر سند مختفی نہ ماند کہ بادشاہ بدخول طریقہ علیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت۔ سہ صحبت با حضرت
ایشاں (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) داشت۔ چوں شاہ جہان وفات یافت بہ جہت ضرور متوجہ اکبر آباد گشت
دیگر از ہجوم اہل طلب کہ مانند مور و ملخ غلو دارند چہ نویسد کہ از حیطۂ نوشتن خارج است۔

Marfat.com

خواجہ محمد باقر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمد باقر بن شرف الدین العباسی الحسینی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ مکتوباتِ معصومیہ میں آپکے نام جو جو مکتوبات ہیں وہ یہ ہیں۔

دفتر دوم میں ۴۷-۱۴۱۔ دفتر سوم میں ۱۱-۱۰۰-۱۰۱-۱۲۸-۱۵۰-۱۵۷-۱۹۴-۲۱۸-۲۳۸-۲۴۹۔

لیکن دفتر اول میں آپکے نام کوئی مکتوب نہیں ہے اور وہ دفتر ۱۰۶۳ھ میں مرتب ہوا تھا۔ اس لئے ممکن ہے کہ اس کے بعد آپ کا تعلق اپنے شیخ بزرگوار قدس سرہٗ سے ہوا ہوگا۔ جو مکتوبات دفتر دوم اور دفتر سوم میں ہیں ان کے مطالعے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے کیا کیا روحانی مدارج حاصل کئے تھے۔

آپکی دو کتابیں دستیاب ہیں (۱) کنز الہدایت۔ یہ کتاب مشرب طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے متعلق ہے بہت اہم ہے۔ (۱) کیونکہ اس میں آپنے مکتوباتِ امام ربانی قدس سرہٗ رسالہ مبدأ و معاد اور مکتوباتِ معصومیہ میں سے تمام معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔ گویا سلوک مجددیہ پر قدیم ترین اور مستند ترین کتاب ہے۔ اس کے مضامین یہ ہیں۔ اگلے صفحہ پر۔

(۱) یہ کتاب حکیم عبد المجید احمد سیفی صاحب نے ۱۳۷۶ھ میں لاہور سے شائع کی تھی۔

Marfat.com

(۱) مرشد اور مسترشد کیلئے شرائط۔
(۲) طریقۂ نقشبندیہ۔ سب سے اقرب ہے۔
(۳) اگر تاثیر کم ہو تو نقصان استعداد نہیں کسی پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔
(۴) رابطہ شیخ سے وصول الی اللہ ہوتا ہے۔
(۵) اپنے شیخ کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا چاہیئے۔
(۶) ذکر قلبی۔
(۷) یہ راہ سات قدم ہے
(۸) نفی واثبات۔
(۹) رابطہ اور وقوف عددی۔
(۱۰) فنائے قلبی
(۱۱) رجوع وعدم رجوع
(۱۲) فنائے قلبی اور تجلی فعلی۔
(۱۳) عدمیت وفنائے نفس۔
(۱۴) فنائے نفس میں تفاوت اقدام۔
(۱۵) فنائے نفس کی تکمیل۔
(۱۶) فنا وعدم۔
(۱۷) مراتب ظلال۔
(۱۸) ولایت صغریٰ۔
(۱۹) ولایت کبریٰ۔
(۲۰) حضرت مجدد قدس سرہٗ اور نسبت نقشبندیہ
و
(۲۱) ولایت علیا۔
(۲۲) ارتقائے لطائف اور شرط ولایت۔
(۲۳) کمالات نبوت۔
(۲۴) کمالات نبوت کیلئے استعداد
(۲۵) یہ کمالات مراتب صعود میں ہیں۔
(۲۶) ان کمالات کا معاملہ
(۲۷) مجددی کا بیان
(۲۸) ترقی محض فضل پر ہے۔
(۲۹) حقیقت کعبہ ربانی۔
(۳۰) حقائق ثلثہ۔
(۳۱) حقیقت قرآن مجید

Marfat.com

(۳۲) حقیقت صلوٰۃ۔

(۳۳) معبودیت صرفہ۔

(۳۴) مرتبۂ نزول

(۳۵) تعیّن اوّل

(۳۶) تعین وُجودی۔

(۳۷) تعیّن حبّی۔

(۳۸) تعین در حق جلّ جلالہٗ وعلا

(۳۹) قطع منازل ومراتب نزول۔

(۴۰) فضائل رجوع بخلق۔

آخر میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خصائص بھی بیان کئے ہیں۔ ان تمام مضامین سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کس طرح اور کس کے قلم سے جمع ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں جگہ جگہ من مکاتیب شیخی وامامی قدسنا اللہ بسر المسامی۔ لکھا ہوا ہے۔ گویا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ) کے وصال کے بعد کتاب کی تدوین ہوئی ہے۔

خواجہ محمد باقر رح کی دوسری کتاب کحل الجواہر ہے جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مختصر اور جامع حالات پر مشتمل ہے اس کا اردو ترجمہ ہی نظر سے گذرا ہے جو لاہور سے شائع ہوا تھا اور اس میں سال طباعت بھی درج نہیں ہے *

Marfat.com

صوفی پائیندہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک حضرت والد کی خدمت میں رہے۔ آپ سے بکثرت خوارق ظہور میں آئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ زرد کاغذ مُنہ میں ڈال کر روپیہ بنا دیتے تھے اور غریبوں کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو پائندہ طلا۔ کہا جاتا ہے۔ (۱)

آپ کا ایک رسالہ مجمع البحرین صنعتِ توشیح میں ہے۔ جس میں ہر سطر کے ہر پہلے حرف کو جمع کیا جاتے تو حضرات نقشبندیہ (رحمہم اللہ) کے نام بن جائینگے۔ اور اگر ہر سطر کے ہر آخر حرف کو جمع کر لیا جائے تو حضرات قادریہ (رحمہم اللہ) کے نام بن جاتے ہیں۔ رسالے میں دونوں سلسلوں کی خصوصی اصطلاحات اور نظریات ہیں۔ اور آخر میں آپ کی ایک ایسی نظم بھی ہے جس میں ہر پہلے اور دوسرے مصرع کے پہلے اور آخری حروف کے جمع کرنے سے یہ مصرع بن جاتا ہے۔

ع شاہِ شاہاں محمد معصوم ست (۲)

---

(۱) روضۃ القیومیہ۔ رکن دوم صفحہ ۲۳۹۔

(۲) اس رسالے کی نقل مولانا حشمت علی خان صاحب۔ المتوفی ۱۹۸۴ء نے رام پور کے شاہی کتب خانے سے حاصل کر کے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کو عنایت فرمائی۔ اور انہوں نے ۱۹۶۵ء میں یہ رسالہ شائع کیا۔

Marfat.com

رسالے کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الآنکہ الاے آنکہ داری مہر روئے۔ بیا بشنو ز جانان گفتگوئے۔

کلام چند از عین معانی۔ نشانہا از اسرار نہانی

حدیث دلبراں چون قامت یار۔ بدل نزدیک و دور از فہم اغیار

اما بعد بر تشنہ ان طریق تحقیق و جریدہ روان بادیہ تفرید و دلدادگان سلسلہ

محبت و آزادگان از قید دنیا و آخرت مستور نباید کہ چون ایں فقیر یعنی احقر العباد

الی اللہ الواحد الاحد۔ پایندہ محمد ثبتہ اللہ علی نہج الصدق والیقین

فی العمل والاعتقاد فی الدین در سلک ارادہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ سرہم در

داخل شد و کسب فیوض و برکات اول از اکابر ایں سلسلہ علیہ نصیب او گردید۔

ثانیاً از خدمت زبدۃ العارفین و قطب المحققین میاں محمد معصوم رح

استفادہ نمودہ۔ ایشان از کمال مہربانی فرمودند کہ طلاب را در طریقہ نقشبندیہ

و قادریہ مشغول خواہی یافت۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفی پایندہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

نے پہلے تو اکابر نقشبندیہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (وغیرہ) سے کسب فیض

کیا تھا۔ بعد میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ دونوں

(طریقوں) کی خلافت حاصل کی تھی۔ لیکن بعد میں جہاں سے صنعت توشیح والی

عبارت شروع ہوتی ہے اس سے یہ الفاظ بنتے ہیں ——

(100)

259

Marfat.com

شجرۂ طیبہ نقشبندیہ میاں محمد نقشبند۔ مشہور بمیاں خواجہ، میاں محمد معصوم،
میاں شیخ احمد، محمد باقی (۳)

اور اسی عبارت کی سطروں کے آخری حروف سے یہ عبارت بنتی ہے۔ شجرۂ طیبہ قادریہ
میاں محمد عبید اللہ، مشہور بمیاں حضرت، میاں محمد معصوم۔ میاں شیخ احمد، شاہ گدا،
شاہ سکندر، شاہ کمال، شاہ فضیل، سید گدا (ثانی) سید
شمس الدین، سید گدائے رحمٰن، (اول) شمس الدین (صحرائی) سید
عقیل، سید بہاء الدین، عبد الوہاب، شاہ شرف الدین، سید عبد الرزاق،
شاہ عبد القادر (جیلانی) .....

یہ شجرۂ نقشبندیہ میں میاں محمد نقشبند۔ عرف میاں خواجہ، ابن حضرت محمد معصوم
قدس سرہٗ کا نام بھی لیا گیا ہے۔ یعنی صوفی پائندہ محمد نے حضرت میاں محمد نقشبند
رم ۱۱۱۴ھ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ اسی طرح شجرۂ قادریہ میں حضرت محمد
عبید اللہ مروج الشریعۃ" رحمۃ اللہ علیہ۔ (عرف میاں حضرت م ۱۰۸۳ھ) سے استفادہ
کیا تھا۔ مذکورہ بالا شجرہ قادریہ سے اس سلسلے کے بزرگوں کے صحیح نام بھی معلوم ہو جاتے
ہیں۔ جو بعض کتابوں میں مشکوک ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مکتوبات صوفی پائندہ محمد رح کے نام صرف تیسرے دفتر میں ۱۹، ۷۲، ۱۷۸، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۲۲) ہیں۔ یعنی ان کا زمانہ موخر ہوگا۔

(۱۵۱)

Marfat.com

یہاں پایندہ محمدؐ کے رسالے کی نظم جو بالکل آخر میں ہے۔ نقل کی جاتی ہے یہ نظم نعت میں ہے۔

شکر کہ از صدقِ دلِ بادہ نوش ۔ شد سیر من خاکِ رہ مے فروش ۔

از اثر صدق بود دائماً ۔ آئنہ دل بہ صفا آشنا ۔

ہر کہ کند صدق بدل جائگاہ ۔ ہست رخش آئنہ مہر و ماہ ۔

شکرِ شکر از نفسِ صدق جوش ۔ شد قدحِ شربتِ ہر زہر نوش ۔

اے شدہ مستغرقِ دارِ فنا ۔ آرد می روے بملکِ بقا ۔

ہست ترا گر ہوسِ قطعِ راہ ۔ ہادیِ وارستۂ کامل بخواہ ۔

آنکہ بود واقفِ اسرارِ ما ۔ از ہمہ سویت بکند آشنا ۔

نقش کنی صورتِ ما گر بجان ۔ نیک ببینی بد و نیک جہاں ۔

محرمِ دل گردی و لوح و قلم ۔ مہر صفت نور فزایند ہم ۔

حق نگری در ہمہ حسن و قبح ۔ حسن فروشی بکنی ہمچو صبح ۔

مہر تو ورزند جہانے تمام ۔ مدحِ تو ورزند بہر صبح و شام ۔

دیدہ بہ تحقیق کس ارواکند ۔ در دو جہاں عیش سر اعلا کند ۔

عارفِ حق باشد و روشن چو شمع ۔ علم و دل و جان بکند جملہ جمع ۔

راہبرِ عالم خیر البشرؐ ۔ راہ نمایش شود از خیر و شر ۔

Marfat.com

بے شک و بے شبہ زراہِ صواب ۔ باہمہ مقصود شود کام یاب ۔
یک زرہ اگر ترکِ ہوا کنی ۔ یار بہ بینی و تماشا کنی
تیرِ یقین ہست ترا اگر ہوس ۔ سر مکش از راہِ طلب یک نفس ۔
ترکِ گنہ گرچہ بغایت نکوست ۔ ترکِ خودی ہر کہ کند مرد اوست ۔

یہ نظم (نعت) صنعت توشیح میں ہے یعنی ہر شعر کے ہر پہلے اور دوسرے مصرع کے پہلے اور آخری حروف سے یہ مصرع بن جاتا ہے ۔

ع ۔ شاہِ شاہانِ محمد مخزنی است ۔

نثر اور نظم دونوں میں صنعتِ توشیح کا التزام ایک ندرت کی ہے اور صاحبِ کلام کے کمال کی علامت بھی ہے ۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت" شاہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی۔ قدس سرہٗ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ (م ۱۰۷۰ھ) کے صاحبزادے ہیں۔ آپکی بکثرت تصانیف ہیں۔

(۱) لطائف مدینہ۔ (۲) حاشیہ بر بعض اقوال تفسیر بیضاوی۔ (۳) سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث۔ (۴) خزائن المودۃ۔ (۵) منشور الدرر فی فضائل السور۔ (۶) صحائف تسعہ۔ (۷) برہان جلی۔ (۸) بدایع الشرائع۔ (۹) جنات ثمانیہ۔ (۱۰) جنود اللہ (۱۱) سبیل الرشاد (۱۲) اسرار الجمعہ (۱۳) رسالہ منع سبّابہ۔ (۱۴) شرح رباعیات۔ حضرت خواجہ بزرگ۔ (۱۵) شواہد التجدید۔ (۱۶) خیر الکلام۔ (۱۷) مناجات کبیر۔ (۱۸) مناجات صغیر۔ (۱۹) قصص برحق۔ (۲۰) نشر العطر۔ (۲۱) فیض عام۔ (۲۲) شرح کلمہ تہلیل (۲۳) شرح کلمہ تسبیح۔ (۲۴) شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب مجددی۔ (۲۵) اسرار الفقر۔ (۲۶) جہاز رحمن (۲۷) رسالہ در شرح بیت مشہورِ مثنوی معنوی۔ ؎ علمِ حق در علمِ صوفی گم شود۔ ایں سخن کے باور مردم شود۔

Marfat.com

ان کتابوں کے علاوہ آپکے مکتوبات "گلشنِ وحدت" کے نام سے ہیں۔ جو آپکے خلیفہ شیخ محمد مراد کشمیری رح نے مرتب کئے تھے۔ اس مجموعے کے مکتوب نمبر ۲۵ میں اسرار الفقر، نواقض الروافض اور تصنیف تشریف نام کی آپکی تصانیف کا ذکر آتا ہے۔ یہ مکتوبات زیادہ تر شیخ محمد مراد رح ہی کے نام ہیں۔ یعنی دوسرے مکتوبات بھی ہیں ہوں گے جن کا اب علم نہیں ہے۔ مکتوب ۹ میں شیخ محمد مراد رح کو نقشبندیہ خلافت اور مکتوب ۲۲ میں قادریہ خلافت کی بھی بشارت دی گئی ہے۔ مکتوب نمبر (19)

---

(۱) حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت کے مکتوبات گلشنِ وحدت سنہ ۱۹۷۶ء اور انکی کتاب سبیل الرشاد سنہ ۱۹۷۷ء ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے شائع کی ہیں۔ گلشنِ وحدت کے مقدمے میں مولانا عبداللہ جان فاروقی صاحب نے اورنگزیب وغیرہ بعض سلاطین کے بعض مکتوبات کا اقتباس بھی دیا ہے۔ گلشنِ وحدت کے آخر میں "تعلیقات" کے ذیل میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے لکھا ہے کہ حضرت وحدت المعروف "شاہ گلے" کے شاگرد حضرت سعد اللہ گلشن تھے (ان کے شاگرد) اورنگزیب (اور ولی گجراتی بھی) اور عندلیب کے صاحبزادے خواجہ میر درد اور میر اثر سب ایک ہی سلسلے کے تھے۔ اور ولی گجراتی کے پیر علی رضا تھے جو سنہ ۱۱۴۳ھ میں فوت ہوئے اور وہ حضرت وحدت کے بڑے بھائی علامہ فرخ شاہ سنہ ۱۱۱۸ھ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت وحدت کی ایک مرصع شعر والی کتاب چار چمن مولانا ابراہیم جانِ سرہندی کے پاس سامارو سندھ میں ہے۔ (۲) شیخ مراد کشمیری رح کے حالات اور تصنیفات کیلئے محمد اقبال مجددی صاحب کا مضمون رسالہ نورِ اسلام۔ (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم شرقپورہ شریف میں دیکھیں۔

Marfat.com

اجازت کی بشارت ہے

ہیں انکے بھائی شیخ محمد یوسف کشمیری رہ کو بھی بشارت کا اجازت ہے۔ مکتوب ۲۰

ہیں انکے والد کا نام شیخ محمد طاہر رہ آتا ہے۔ شیخ محمد مراد کے فرزند عبدالرشید کو بھی مکتوب

نمبر ۱ میں بشارت ہے اور انکے نام مکتوبات ۸۲ - ۱۱۱ - ۱۱۲ ایسے ہیں۔ دوسرے

فرزند محمد ولی کے نام بھی مکتوب ۷۹ - ۱۰۳ - ہیں۔ مکتوب ۱۶ میں شیخ

کے کسی بھائی کے انتقال پر تعزیت ہے۔ مکتوب ۱۴ - میں حضرت وحدت کے

تیسرے صاحبزادے محمد جواد کی شادی کا ذکر ہے اور اس میں حضرت کی والدہ ماجدہ

کی علالت بھی مذکور ہے۔ پھر مکتوب ۳۹ - میں انکے انکی وفات مذکور ہے

مکتوب ۵۵ - میں حضرت خواجہ سیف الدین رہ کا ذکر ہے۔ مکتوب ۷۴ -

میں حضرت محمد نقشبند رہ ثانی کے استفادہ کا ذکر ہے۔ پھر مکتوب ۸۷ - میں

انکے وصال کا ذکر ہے۔ اور قطعہ تاریخ بھی ہے۔ مکتوب ۴۶ - میں حضرت

وحدت کے حج پر روانگی کا ذکر ہے۔ اور یہ مکتوب انہوں نے اکبر آباد (آگرہ)

سے بھیجا تھا۔ سنہ ۱۱۰۹ھ میں آپنے حج کیا تھا اور واپسی پر سورت کی بندرگاہ سے

مکتوب ۶۵ بھیجا تھا۔ مکتوبات ۶۶ - ۷۶ - میں اسی حج کا ذکر ہے۔ سیاسی

اعتبار سے جن شخصیتوں کا ذکر ہے اہم کہا جاسکتا ہے۔ ان میں شہزادی زیب النساء

بنت اورنگزیب ہیں۔ انکے نام مکتوبات ۴۴ - ۷۴ ہیں۔ یہ مکتوبات

حضرت وحدت نے حج ۱۱۰۹ھ کے بعد لکھے تھے۔ جبکہ شہزادی کی

Marfat.com

عمر ۶۱ سال کی ہو چکی تھی۔ شاہ فرخ سیر سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۱۳۱ھ کے نام مکتوب ۱۰۶ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ نقشبندی سلوک طے کر رہا تھا۔ سیف خان بن تربیت خان بخشی کے نام مکتوب ۵۰ ہے۔ وہ شاہجہان۔ اور اورنگزیب کے عہد میں پہلے کشمیر پھر الہ آباد کا صوبہ دار تھا پہلے وہ رند مشرب۔ اور فن موسیقی کا ماہر تھا۔ بلکہ اس فن پر اس نے ایک رسالہ راگ درپن لکھا تھا۔ شاعر بھی تھا۔ اور ناصر علی سرہندی کو اس سے بڑی محبت تھی۔ انہوں نے اس کے متعلق کہا ہے۔

گفت وگوے طوطی از آئینہ می خیزد علی۔ گر نہ باشد سیف خان مارا نفس درکار نیست۔

حضرت وحدت رحمۃ اللہ علیہ۔ کا وصال جمعہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۶ھ کو ہوا۔ خواجہ محمد اعظم کشمیری رح نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا:۔

کرد رحلت قطب ارشاد آنکہ بود ؛ در رہ حق عارفان را مستند۔

از نسیم فیض نشگفتہ گلے ؛ ہمچو او در باغ وحدت سرسبد

منبع اسرار ذات لم یلد ؛ مطلع انوار اللہ الصمد۔

از عنایات ازل ذاتش سعید ؛ با کمال فضل معصوم را ابد۔

زد رقم اعظم بسال وصل او ؛ ہادی دین بود شیخ عبد الاحد رح

عہ ۱۱۲۶ھ

(۱۰۷)

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت "شاعل" رحمۃ اللہ علیہ ایک باکمال شاعر بھی تھے۔ انکے مکتوبات میں ان کے اشعار جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔
مکتوب ۵۶ میں ایک منظوم مناجات ہے۔

خداوندا بزخمِ سینہ شان ۔ بموئے از جنونِ دل پریشان
بشور انداختہ دیوانہ چند ۔ بخرمن سوختہ پروانہ چند۔
بہ آہِ بے کسان و نالہ شب ۔ بہ صبح صادقان و بانگ یارب۔
کہ ایں گم کردہ راہ را رہِ بنمای ۔ گدارا رہ بہ گنجِ شاہ بنمای
مسِ قلبم زعشقت کیمیا کن ۔ بروسکہ زداغ بے دوا کن۔
زسودائے سرشکِ افسر عطا کن ۔ زاشکِ لعل گوں گوہر عطا کن
سرایں ذرہ را از مہر برساز ۔ سروکارش بکن از سرِ خدا ساز۔
دلش را نغمہ باز عشق گرداں ۔ زبانِ مضرابِ ساز عشق گرداں
دو چشم از لختِ دل گوہر فشان کن ۔ مرا فارغ زیادِ بحر و کان کن۔
چو پروانہ دریں دیرم بگرداں ۔ بہ فانوسِ خیالم دل مسوزاں۔
دلے خواہم زعشقت حیرت انگیز ۔ چو اخگر از شرر پیمانہ لبریز۔
توئی کز آئینہ صورت نمائی ۔ بروئے دل در عرفاں کشائی۔
توگنجانی درونِ غنچہ صد رنگ ۔ گذاری گنجِ وحدت در دلِ تنگ
کہ آرد جز نوائے نقش بے رنگ ۔ زشاخِ خشک نے گلہای آہنگ

(۱۰۸)

Marfat.com

مکتوب ۵۵ میں آپ نے لکھا ہے۔

اے عزیز تا کس از ہستیِ خود صاف و پاک بیرون نیاید بہ حقیقتِ ایں معاملہ پے نبرد و از گردابِ بُعد بہ ساحلِ قرب سر برنیارد۔ بہ بیانِ ایں ماجرا بہ طریقِ تمثیل دریں چند بیت پرداختہ شدہ است۔ ابیات۔

کس از خود چوں الف بیرون نہ پیما۔
خدا گردد خدا گردد ہویدا۔

حلول و اتحاد آں جا نہ دانی۔
کہ آں الحاد باشد نزدِ دانا۔

کجا چوں را بہ بیچوں راہ باشد۔
تعالی اللہ تعالی اللہ تعالی۔

دریں جا اے جوان شیرلست غامض:
بیا تا سر کنم زاں سر افشا:

ولے در پردہ گویم راز پنہاں: بہ انگشتِ کنایت سازم ایما۔

الف از نقطہ ایں جا الف نمود۔
وگرنہ در حقیقت ہست یکتا۔

تعدد در نقطہ باشد وگرنہ:
الف را اندریں جا نیست ماوا۔

(سترہ اشعار اور بھی ہیں)

Marfat.com

فارسی شعراء کے تذکروں میں بھی آپ کا کلام ملتا ہے۔ نبدرابن داس خوشگو
کے سفینۂ خوشگو (دفتر ثالث) میں آپکے اشعار درج ہیں۔ چند یہ ہیں۔

نشأۃ فقر سارا از غنا یافتیم یافتہ ایم۔
دو قدم بیش بود رہ زکفن تا کفنے
جلوہ گاہے شمع رویش دوش ایں کاشانہ بود۔
پردہ ہائے دیدہ فانوس اونگر پروانہ بود۔
ہر کہ چوں فوارہ دیادِ قدِ جانان فتاد
پائے تا سر گریہ گشت و آبرو برباد داد۔

آپنے رباعیاں بھی کہی ہیں۔ ایک رباعی ملاحظہ ہو۔

ہر تیغ کہ زندگی ازو در خلل ست ۔ ہر آتش فگنِ خرمنِ طولِ امل ست۔
ہم تشنۂ خونِ خلق و ہم موجِ بلاست ۔ ہم دستِ قضا و ہم زبانِ اجل ست۔

Marfat.com

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں (سنہ ۱۰۵۴ھ) میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھا۔ اور دس سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی ابوالرضا محمد علیہ الرحمۃ (م ۱۱۰۱ھ) سے صرف نحو، ادب، کلام، اصول اور معقول وغیرہ علوم کی تکمیل کی۔ بارہ سال کی عمر میں مرزا محمد زاہد ہروی (م سنہ ۱۱۱۱ھ) سے آگرہ جاکر حدیث و فقہ کی تکمیل کی۔ مرزا ہروی رح چونکہ صاحب اخلاق جلالی (سنہ ۹۲۸ھ) کے سلسلہ تلمذ سے تعلق رکھتے تھے۔ قرآن پاک کا متن بھی تحقیق اور تفہیم سے پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اس لئے آپکو بھی اخلاقیات سے شغف تھا۔ عقل معاد کی طرح عقل معاش اور آداب معاملہ پر خاص نظر رکھتے تھے۔ قرآن پاک کا متن بھی تحقیق اور تفہیم سے پڑھتے پڑھاتے تھے۔

شاہ صاحب دس سال کے تھے تو حضرت خواجہ ہاشم نقشبندی علیہ الرحمۃ سے دہلی میں اسم ذات کے مراقبے کی تلقین حاصل ہوئی تھی۔ بارہ تیرہ سال کے تھے تو خواب میں حضرت زکریا علیہ السلام سے بھی یہی تلقین ملی تھی۔ حضرت خواجہ خورد عبداللہ رحمۃ اللہ ابن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے بھی آپ مستفیض ہوئے لیکن پھر انہی کے فرمانے پر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حافظ قاری سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔

Marfat.com

اپنے رسالۂ رحیمیہ (۱) میں (صفحہ ۱۴) میں لکھتے ہیں۔ "دراں ایام کہ اورنگ زیب در اکبرآباد بود۔ پیش میرزا زاہد ہروی۔ محتسبِ لشکر تحصیل می کردم۔ بہ ایں تقریب ہمراہ والدِ خود (وجیہ الدین) بہ اکبرآباد رفتم و سید عبداللہ بہ سببِ مرافقت (عم خود) سید عبدالرحمٰن ہماں جا بودند۔ دراں محل اشتغال را عارضۂ مرضے پیش آمد و برحمتِ حق پیوستند"۔ گویا بالکل ابتدائی زمانے میں (غالباً ۱۰۶۸ھ کے قریب) سید عبداللہ رح کا انتقال ہوا۔ اس لئے آپ حضرت خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی علیہ الرحمۃ۔ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ وہ لوگوں میں شدت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپکے ہم سبق شیخ حامد نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں کسی تنخواہ پر آپکو شریک کرنا چاہا تو خلیفہ ابوالقاسم علیہ الرحمۃ نے سخت مخالفت کر کے روک دیا۔ حالانکہ آپکی والدہ ماجدہ حمایت فرما رہی تھیں۔

آپ نے تصوف سے متعلق رسالۂ رحیمیہ کے شروع ہی میں نقشبندی سلسلے میں خود کو سید حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مجاز کہا ہے۔ اور پورا شجرہ نقشبندیہ (با التفصیل) فصل اول میں بیان کیا ہے۔ فصل دوم میں اس سلسلے کے طریقہ

سلوک (۱) یہ رسالہ مع اردو ترجمہ سب سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے سید ظہیر الدین (عرف سید احمد) نے شائع کیا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۹۵۹ء میں حیدرآباد سے شائع کیا۔ رسالے میں ڈاکٹر صاحب نے جو مقدمہ لکھا ہے اس سے مذکورہ بالا معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

Marfat.com

سلوک و وصول کی تشریح کی ہے۔ ذکر۔ توجہ۔ مراقبہ، حبسِ دم رابطہ وغیرہ کی وضاحت ہے۔ پھر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ کی اصطلاحات بیان کی ہیں۔ آخر میں توجہ اور صحبت پر بحث ہے۔ اور ان کے فوائد لکھے ہیں۔

آپ نے بھی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا بیان فرمائے ہیں۔۔۔۔ اے فرزندِ من، بعلم و ادب و تقویٰ در جمیع احوال بر تو باد کہ تتبع آثارِ سلف کنی و ملازم سنت و جماعت باشی۔ و فقہ و حدیث آموزی و از صوفیانِ جاہل بپرہیزی۔ ہمیشہ نماز بہ جماعت گذاری بشرط آنکہ امام و مؤذن نباشی۔ ہرگز طلبِ شہرت مکن کہ شہرت آفت ست و بمنصبے مقید مشو۔ دائم گمنام باش۔ و در قبالہا نامِ خود منویس۔ و بحکمۂ قضا حاضر مشو و ضمان کسے مشو مباش۔ و بہ وصایای مردم در میا و با ملوک و ابنائے ملوک صحبت مدار۔ و خانقاہ بنا مکن۔ و در خانقاہ منشین و سماع بسیار مکن کہ سماع نفاق پدید آرد۔ و دل را بمیراند۔ و بر سماع انکار مکن کہ سماع را اصحاب سماعِ بسیار اند۔ کم گو و کم خور و کم خسپ۔ (فصل سوم)

یہ رسالہ اس طرح ختم ہوتا ہے۔

و منقول ست از خواجہ محمد یحییٰ رہ پسرِ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ اسرارہما۔ کہ اربابِ تصرف بر انواع اند بعضے ماذون و مختار کہ بہ اذنِ حق سبحانہ و تعالیٰ و بہ اختیارِ خود ہر گاہ کہ خواہند تصرف کنند۔ و او را بمقامِ فنا و بے خودی رسانند۔

Marfat.com

و بعضے دیگر ازاں قبیلہ اند کہ باوجود قوت تصرف جز با مرغیبی تصرف نہ کنند و تا
از پیشگاہ مامور نہ شوند بکسے توجہ نہ کنند و بعضے دیگر آں چناں اند کہ گاہ گاہ
صفتے و حالتے بر ایشاں غالب شود و در غلبۂ آں حال در باطن مریدان تصرف
کنند و از حالِ خود ایشاں را متاثر سازند۔ پس کسے کہ نہ مختار بود و نہ ماذون
و نہ مغلوب ازو چشم تصرف نہ باید داشت۔ ارشاد رحیمیہ کے علاوہ آپکے
مکتوبات انفاس (۱) رحیمیہ کے نام سے آپکے دوسرے صاحبزادے اہل اللہ نے
مرتب کئے تھے۔ یہ چند مکتوبات آپکے مریدین اور معتقدین کے نام ہیں۔
شروع میں اہل اللہ کا ایک فاضلانہ مقدمہ ہے جو سلوک سے متعلق ہے۔

(۱) انفاس رحیمیہ ۱۳۳۳ھ میں دہلی سے شائع ہوئی تھی۔

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں قرآن پاک پڑھا۔ اور سات سال کی عمر سے نماز و روزہ شروع کیا۔ فارسی کی تعلیم مکمل کرکے دس سال کی عمر میں علم نحو پر شرح ملا جامی پڑھی۔ صرف نحو کی تحصیل کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں علوم متداولہ کی تکمیل کرلی۔ بلکہ حکمت، طب، ہندسہ اور حساب وغیرہ کی بھی بعض کتابیں پڑھ لیں علم حدیث تفسیر علم فقہ، منطق، علم کلام۔ تصوف و سلوک علم الخلائق خواص اسماء و آیات علم معانی وغیرہ سب بہت جلد حاصل کرلیا۔ والد صاحب سے علوم باطنی کی تکمیل کرکے انکے انتقال ۱۱۳۱ھ کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے ۱۱۴۳ھ کے اواخر میں حج کیلئے روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں شیخ ابو الطاہر محمد بن ابراہیم کردی رح سے سند حدیث حاصل کی۔ مکہ معظمہ میں بھی کئی فضلاء سے بھی مستفیض ہوئے اور بڑے بڑے مشائخ کی صحبت اٹھائی اور ۱۱۴۵ھ میں واپس دھلی پہنچے۔ آپ جب واپس آئے تو ملک میں بڑی بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ سادات بارہہ کا تسلط، فرخ سیر کا انکے ہاتھوں بے کسی کے عالم میں مرنا مرہٹوں کی بغاوت سکھوں کا خونی فتنہ، نادر شاہ کی یلغار اور دھلی میں قتل عام پر احمد شاہ ابدالی کی آمد روہیلوں کا ہندوستان کی سیاست میں دخل ایرانی و ترکی امراء کی باہمی کشمکش، مغربی اقوام کا ملکی سیاست میں تدریج و داخل ہونا یہ تمام واقعات آپکے سامنے رونما ہوئے ایسی بدامنی کے زمانہ

Marfat.com

یہ اخلاقی بُرائیاں بھی عام ہوگئی تھیں۔ اسلامی شعائر و آداب اٹھ چکے تھے اور معاشرہ بالکل تباہ ہوگیا۔ (۱) قومی اور ملکی اصلاح کیلئے شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی کو مکتوبات لکھ کر (۲) ہندوستان بلایا۔ لیکن وہ باغیوں کا سر کچلنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکا۔ آپ نے طریقہ تعلیم کو بدلنے کی کوشش کی اور قرآن و حدیث کے ترجمے کی طرف فرمائی۔ خود بھی فارسی میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور انکے صاحبزادوں نے اردو میں ترجمے کیے اور آپ کے خاندان نے پھر بیش بہا دینی خدمات انجام دیں۔ آپکی تصانیف یہ ہیں (۱) فتح الرحمان فی ترجمۃ القرآن (۲) الفوز الکبیر فی تفسیر اصول التفسیر۔ (۳) فتح الخبیر بما لابد من حفظہ فی علم التفسیر (۴) تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء۔ (۵) المسوّی من الموطأ (۶) المصفّی شرح موطأ۔ (۷) شرح تراجم ابواب صحیح البخاری (۸) حجۃ اللہ البالغۃ (۹) البدور البازغۃ۔ (۱۰) ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ (۱۱) تفہیمات الہیہ (۱۲) الیواقیت الثمینۃ۔ (۱۳) عقود الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید۔ (۱۴) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (۱۵) قول الجمیل فی بیان ما رأی فی القرآن من الآیات المتشابہات۔ (۱۶) القول البلیغ فی مہمات الدین۔ (۱۷) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین (۱۸) السنان الحین فی مناقب الحرمین

۲۲

(۱) رسالہ فرقان بریلی کا شاہ ولی اللہ نمبر دوسرا ایڈیشن ۱۳۶۰ھ اس تفصیل کیلئے دیکھیں۔

(۲) دیکھیں شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات از پروفیسر خلیق احمد نظامی علی گڑھ ۱۹۵۰ء

Marfat.com

(۱۹) الدر السمین فی مبشرات النبی الامین۔ (۲۰) انفاس العارفین۔ (۲۱) القول الجمیل۔ (۲۲) الطاف القدس۔ (۲۳) ہمعات۔ (۲۴) سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون (۲۵) مکتوبات مع مناقب امام بخاری و ابن تیمیہ (۲۶) مکتوبات المعارف مع مکاتیب ثلاثہ۔ (۲۷) الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف۔ (۲۸) المقالۃ الوضیئہ فی النصیحۃ و الوصیۃ۔ (۲۹) چہل حدیث۔ (۳۰) اطیب النغم۔ انکے علاوہ لمعات سطحات۔ المسلسلات وغیرہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی میں ہیں اور بعض کے صرف نام ہی تذکروں میں ملتے ہیں۔ فارسی ترجمہ قرآن پاک کے بعد حجۃ اللہ البالغۃ اور ازالۃ الخفاء بڑی خصوصیات کی حامل ہیں۔ حجۃ اللہ البالغۃ کے متعلق ایک جگہ مولانا سید ابوالحسن ندوی نے خوب فرمایا ہے کہ شاہ صاحب کی یہ مایۂ ناز تصنیف آنحضرت صلی اللہ کے ان معجزات میں سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپکے امتیوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور جن سے اپنے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز نمایاں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آپکی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو تمام عالم اسلام میں معروف و مقبول ہے۔ اس عربی تصنیف میں آپنے مابعد الطبیعۃ مسائل سے ابتدا کی ہے اور فلسفۂ اسلام کو ایک مرتب شکل میں پیش کیا ہے قدرت کے قانون مکافات کو فلسفیانہ انداز سے بیان کیا ہے

(۱۱۷)

اور ارتفاقات کے تحت اقتصادیات اور سیاست پر بحث کی ہے پھر اخلاقیات کا موضوع ہے۔ اور نظام شریعت کے اسرار و حکم بیان کئے ہیں۔ اور معاصی و آثام پر تفصیلی بحث ہے۔ پھر تاریخ مذاہب پر تبصرہ کر کے تشریع اور قانون سازی سے متعلق نہایت مفید نکات بیان کئے ہیں۔ آخر میں آپ نے حدیث سے استنباط کا صحیح طریقہ بتایا ہے۔ اور فقہ سے متعلق بہت سی بیش قیمت معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ کتاب کے دوسرے حصہ میں فقہی طرز پر ابواب ہیں۔ اور شریعت کے جملہ احکام پر مفصل تبصرہ ہے ساتھ ہی ایسا انداز بیان ہے کہ پڑھنے والے کو بصیرت حاصل ہوتی ہے اور اس کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں۔ (۱) تصوف میں شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کیا تھا۔ لیکن فیوض حرمین صفحہ ۱۴ میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں

(۱) مولانا عبید اللہ سندھی شاہ ولی اللہ نمبر صفحہ ۲۵۸ پر رسالہ الفرقان

لکھتے ہیں کہ حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب مباحث ارتفاقات میں حکمت عملی کا مفصل ذکر کر کے تمام احادیث کو ان ہی ابواب پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ پھر خاص موقع پر حدیث کے ذیل میں حکمت عملی کا کوئی نکتہ ذکر کر دیتے ہیں۔ شاہ صاحب کی تمام کتابیں عبادات کے چار ابتدائی ارکان کے بعد حکمت عملی کے ابواب پر مرتب ہیں۔ انکی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کو اچھا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نوعِ نوع خواص اس میں کامل پائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

سلکنی سلکنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وربانی بیدہ فانا اویسیہ وتلمیذہ
بلا واسطۃ بینی وبینہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ نے خود سلوک کا راستہ طے کرایا اور
اپنے دست مبارک سے تربیت فرمائی۔ اس لئے میں آپکا اویسی ہوں اور بلا واسطہ
شاگرد بھی ہوں۔ یہی وجہ ہوگی کہ آپنے حضورؐ کی ہدایت اور پیروی میں ہر طریقے کہ
اصلاح فرمانے کی کوشش کی۔ التفہمات الالٰہیہ میں جہاں سلاطین اور امرا علماء
کو خطاب ہے مشائخ زادوں کو بھی اسی طرح خطاب فرماتے ہیں۔ اے وہ لوگ
جو اپنے آباؤ اجداد کے رسوم کے بغیر کسی حق کے پکڑے ہوئے ہو یعنی گزرے ہوئے
بزرگانِ دین کی اولاد ہو میرا آپ سے سوال ہے کہ آپکو کیا ہوگیا ہے کہ ٹکڑوں ٹکڑوں
اور ٹولیوں ٹولیوں میں آپ لوگ تقسیم ہو گئے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی منڈلی میں
اپنے اپنے راگ الاپ رہے ہیں۔ اور جس طریقے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کے ذریعے
سے نازل فرمایا تھا اور محض اپنے لطف وکرم سے جس راہ کی طرف ہدایت فرمائی تھی اُسے
چھوڑ کر ہر ایک آپ سے الگ پیشوا بن بیٹھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خبردار خبردار
ہرگز اس کی پیروی نہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی
طرف دعوت نہ دیتا ہو۔ تصوف سے مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو احسان کا مقام
حاصل ہو جائے۔ لوگو دیکھو کیا تمہارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد میں
کوئی عبرت نہیں ہے۔ ۲۔ ان ھٰذہ صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ ۔

Marfat.com

غرض یہ کہ آپ نے غلط کار صوفیہ کو چونکانے کی کوشش کی اور مختلف پیرایوں سے آپ نے صحیح اسلامی تصوف کو پیش کیا۔ حتیٰ کہ جن چیزوں کا تعلق تصوف سے برا لے نام تھا مثلاً جھاڑ پھونک وغیرہ اس کے متعلق بھی آپ نے مستقل کتابیں تالیف فرمائیں۔ القول الجمیل اور حزب البحر کی شرح وغیرہ اسی سلسلے کی چیزیں ہیں اسی طرح آپ نے ملا اور صوفی کے باہمی اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کی (۱) آپ نے لطائف ثلاثہ عقل قلب اور نفس کے علاوہ لطیفہ جوارح کا ذکر بھی کیا ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں کہ لطائف ثلاثہ دو رخ رکھتے ہیں ایک جوارح جس کی تکمیل جو کی طرف جس کی تکمیل کا نام شریعت ہے۔ دوسرا رخ اپنے منبع کی طرف ہے جس کی تکمیل تصوف طریقت اور فلسفہ کہلائیگی ہر انسان کو ایک جبلت لیکر نہیں آتا بعض چیزیں ایک شخص کو شروع زندگی میں سمجھ میں آتی ہیں مگر دوسرے کو کافی زمانہ گذر جانے کے بعد ان کا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان اپنی انسانیت کا مصداق بدن کو سمجھے اور اس کا فہم لطیفہ جوارح سے آگے نہ بڑھ سکے جیسے عامۃ الناس کی حالت ہے اور دوسرا انسان جو ذکی ہے وہ اپنے افعال جوارح کو عقل اخلاق اور طبیعت کے اقتضا میں تقسیم کر لیتا ہے وہ انسانیت کے لئے ایک مرکزیت پیدا کر سکتا ہے۔

(۱) دیکھیں مولانا مناظر احسن گیلانی کا مضمون رسالہ الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر صفحہ ۲۱۶

Marfat.com

اسی طرح شریعت اور طریقت دو چیزیں نہیں ہونگی۔ بلکہ ایک چیز کے دو رُخ ہونگے
اس طرح حیات کی وحدت قائم رہیگی۔ اور انسانیت میں اختلافِ مذہب بھی معقول
رہیگا (الطاف القدس میں یہی بحث ہے) (۱)

(۱) شاہ عبدالرسالہ الفرقان ایضاً صفحہ ۳۲۹ - ۳۳۰

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالعزیز ولی اللہ رحمۃ اللہ کے سب سے بڑے بیٹے شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لیکن انکی شہرت نہ ہو سکی۔ اور اُن سے چھوٹے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہی کو سب سے بڑا بیٹا سمجھا جانے لگا۔

شاہ عبدالعزیز ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ کو پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک شروع کیا۔ پھر صرف نحو کے ابتدائی رسائل پڑھے۔ گیارہ سال کی عمر میں معقولات اور تاریخ و جغرافیہ پڑھ کر اپنے والد صاحب کے درس میں شریک ہو گئے۔ مولانا محمد عاشق پھلتی رح اور خواجہ محمد امین کشمیری رح سے بھی بعض کتابیں پڑھیں۔ خواجہ میر درد (م ۱۱۹۹ھ) سے اردو زبان و ادب (بطور فن کے) بھی حاصل کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں مدرسہ رحیمیہ میں اپنے والد بزرگوار صاحب کے انتقال کے بعد علوم ظاہری و باطنی کی مسند نشینی حاصل ہوئی اور بکثرت علماء، فضلاء، اور صلحاء آپ سے مستفیض ہوئے۔

آپکی تصانیف یہ ہیں اور تالیفات یہ ہیں۔

(۱) تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی) (۲) تحفہ اثنا عشریہ۔ (۳) بستان المحدثین۔ (۴) عجالۂ نافعہ۔ (۵) سرّ الشہادتین۔ (۶) عزیز الاقتباس، (۷) فی فضائل اخیار الناس۔ (۸) میزان العقائد۔ (۹) فتاوی عزیزی۔

① شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان محمود احمد برکاتی لاہور ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۴۴۔

Marfat.com

(۹) ملفوظات (۱۰) رسائل خمسہ۔ (۱۱) تقریر دلپذیر فی شرح عدیم النظیر۔ (۱۲) ہدایۃ المومنین وغیرہ بعض کتابوں کے حواشی اور شروح بھی آپکی یادگار ہیں۔ عربی شاعری کے بھی کئی نمونے ملتے ہیں۔ مومن نے آپکے انتقال یکشنبہ ۷ شوال ۱۲۳۹ھ پر جو قطعۂ تاریخ لکھا تھا۔ اس کا تاریخی شعر یہ ہے۔

دستِ بے دادِ اجل سے بے سروپا ہو گئے۔

فقر و دیں، فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل۔ (۲)

۱۲۳۹ھ

یعنی دوسرے مصرع کے الفاظ کا ہر پہلا اور تیسرا حرف دور کرنے سے تاریخ بن جاتی ہے۔ آپکے رقعات فتاوی عزیزی میں بھی درج ہیں۔ ایک رقعہ جو وفات سے ایک سال قبل کا ہے۔ فتاوی کی جلد اول میں اس طرح ہے۔ خالصا لصاحب عالی مراتب مجموعہ خوبیہا و الطاف قدردان علما سلامت۔ از فقیر عبدالعزیز بعد سلام مسنون، مشہود ضمیر۔ ذکا تخمیر باد کہ عنایت نامۂ سامی بار دیگر در تقدمہ استفسار مرثیہ خوانی وغیرہ وصول نمودہ۔ مہربانِ من، فقیر را طاقت استماعِ عبارتِ طویلہ نیست۔ چہ جائے جوابِ مفصل و آنچہ مرقوم بود کہ مولوی رشید الدین خان

(۲) شاہ عبدالعزیز رح نے اپنے ملفوظات میں ایک جگہ لکھا ہے کہ "ترتیب منعکسہ در رحلت برادرانِ واقع شد۔ یعنی اول مولوی عبدالغنی رح کہ خوردترین ہمہ بودند۔ بعد ازاں مولوی عبدالقادر رح و ازوشان بعد مولوی رفیع الدین کلاں سال از وشان من ہیستم۔

Marfat.com

ویا مولوی محمد اسحاق را باید گفت کہ ایشاں بتحریر جواب پردازند۔ ایں ہر دو صاحبان بسیار قلیل الفرصت اند و بسبب درس و دیگر امور اصلاً یک دم فرصت ندارند۔ مع ہذا۔ بتدریج ایں ہر دو صاحبان را خواہد گفت لیکن بالفعل آنچہ معمول ایں فقیر است می نویسد۔ از ہمیں جا قیاس باید کرد۔ در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شوند۔ مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسنین رضہ اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد کس یا پنج صد کس بلکہ ہزار فراہم می آیند و آنچہ در احادیث، اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعضے حالات و بدتر آں قاتلان ایشاں وارد شدہ۔ نیز مذکور می شود۔ بایں تقریب بعضے شدائد کہ در جناب ایشاں گذشتہ۔ از روئے احادیث معتبرہ بیان کردہ می شود۔ دریں ضمن بعضے مرثیہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ رضہ و دیگر صحابہ رض شنیدہ اند نیز مذکور می شود۔ خوابہائے متوحش کہ حضرت ابن عباس رض و دیگر صحابہ رض دیدہ اند و دلالت بر فرط حزن و اندوہ روح مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم می کنند مذکور می گردد۔ بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ۔ بدعا حضور فاتحہ نمودہ می آید۔ و دریں بین اگر شخصے خوش الحان سلام می خواند یا مرثیہ مشروع ایں اتفاق می شود ظاہر است۔ کہ دریں بین اکثر حضار مجلس را و ایں فقیر را ہم رقت و بکا لاحق می شود۔

(۱۲۷)

Marfat.com

ایں است قدرے کہ بعمل می آید۔ پس اگر ایں چیزہا نزدِ فقیر بہمیں وضع شدہ کہ مذکور شد جائز نمی بود۔ اقدام براں اصلاً نمی کرد۔ وبعدازیں آنچہ امورِ دیگر نا مشروع است حاجتِ بیان نمی دارد۔ بجز توفیق حسنات چہ برزگارد۔ والسلام ۱۲۳۸ھ ہجری۔ (۱)

نقشبندی سلوک کے طے کرانے کے سلسلے میں جس طرح توجہ دیتے ہیں تھے اس کا ذکر آپ کے نواسے مولانا محمد یعقوب "نے اس طرح کیا ہے۔ "..... شاہ عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر ہلکی بارش کی طرح ہوتی ہے۔ اور حضرت سید صاحب (سید احمد بریلوی رح) کی مثال لوہے کی ہے پھکنی سے دینی چاہیئے جو کہ فوارے کی طرح قلب پر پڑتی ہے۔ (۲)

(۱) فتاوی عزیزی دہلی ۱۳۲۲ھ) جلد اول صفحہ ۱۰۴-۱۰۵-

(۲) نقش حیات از مولانا حسین احمد مدنی رح (دہلی ۱۹۵۴ء) ج دوم صفحہ (19)

Marfat.com

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ سنہ ۱۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۱۷۹ھ میں تمام علوم متداولہ سے فارغ ہوئے۔ اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور آخر وقت تک (سنہ ۱۲۳۳ھ) منقولات اور معقولات کی تعلیم دیتے رہے۔ ریاضیات میں اپنے وقت کے بے مثل فاضل تھے۔ قرآن پاک کا اردو ترجمہ سنہ ۱۲۰۳ھ کے قریب سب سے پہلے آپ ہی نے کیا تھا۔ اردو میں آپ نے رسالہ راہِ نجات بھی لکھا تھا۔

آپکی دیگر تصانیف یہ ہیں۔

حملۃ العرش۔ آثار القیامۃ۔ تنبیہ الغافلین۔ رسالہ سمت قبلہ۔ تعدیلات الخمسہ المتحریہ۔ مجموعہ فتاوی (فارسی) تکمیل الاذہان۔ مقدمۃ العلم۔ دمغ الباطل۔ رسالہ فی اثبات شق القمر۔ ابطال براہین الحکمۃ۔ رسالہ فی تحقیق الالوان۔ رسالہ فی المنطق۔ رسالۃ فی التاریخ۔ اسرار المحبۃ وغیرہ (۱)

نظم میں قصیدہ عینیہ۔ در رد قصیدہ شیخ الرئیس۔ قصیدہ معراجیہ۔ تخمیس بر قصیدہ شاہ ولی اللہ (در بیانِ حقیقتِ نفس) آپکا ایک رسالہ بیعت سے متعلق بھی ہے۔ جس میں اس کی کئی اقسام بتائی ہیں۔

(۱) تصانیف کی یہ فہرست سر سید احمد خان کے "تذکرہ خانوادہ ولی اللہی" میں ملتی ہے۔

Marfat.com

آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بعد الحمد والصلوٰۃ گوید بندۂ مسکین محمد رفیع الدین، بیعت کہ پیش صوفیہ معتبر و مقبول است۔ چار قسم یافتہ می شود۔ و ہر قسم را شروط علیحدہ است و ثمرات دیگر۔ بیعتِ وسیلت و بیعت شریعت و بیعت طریقت و بیعتِ حقیقت۔ وسوائے ایں آنچہ برائے تحصیلِ مال و جاہ یا برائے تحصل ما جا دنیوی از مرشد باشد فی الحقیقت اعتبار نہ دارد۔ کمضمون۔ مَنْ کانت ھجرتہٗ الی اللہ و رسولہٖ فھجرتہٗ الی اللہ و رسولہٖ۔ و مَنْ کانت ھجرتہٗ الی دُنیا یُصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہٗ الی ما ھاجر الیہ۔ اما بیعتِ وسیلت۔ پس حقیقتش آنکہ رب العزت را جل شانہٗ باہر یکے از ائمہ طُرق بشارتھا و وعدہ ھای برّ و احسان است .....

یہ رسالہ کل آٹھ صفحات کا ہے۔ جو سوانحی صاحب نے اپنے حواشی کے ساتھ (دھلی) سے شائع کیا تھا۔

آپ نے قرآن پاک کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں اردو محاورے کی پرواہ نہیں کی اور پوری احتیاط کے ساتھ قرآنی الفاظ کو اردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔

سورۃ الانعام (۱۳۱ - ۱۳۵ -) کا ترجمہ اس طرح ہے۔

اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے پاس تمہارے پیغمبر تمہیں میں سے،

Marfat.com

بیان کرتے تھے اوپر تمہارے نشانیاں میری۔ اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اس
دن تمہاری کی سے۔ یہ کہا کہ انہوں نے گواہی دی ہم نے اوپر جانوں اپنے کے۔ اور
فریب دیا تھا انکو زندگانی دنیا کی نے۔ اور گواہی دی انہوں نے اوپر جانوں
اپنی کے۔ یہ کہ تھے وہ کافر۔ یہ اس واسطے نہیں ہے کہ پروردگار تیرا ہلاک کرنیوالا
بستیوں کا ساتھ ظلم کے، اور لوگ اس کے غافل ہوں۔ اور واسطے ہر ایک
کے درجے ہیں۔ اس چیز سے کہ کیا ہے انہوں نے اور نہیں ہے پروردگار تیرا غافل
اس چیز سے کہ کرتے ہیں۔ اور پروردگار تیرا بے پروا ہے۔ مہربانی والا۔ اگر چاہے
لے جاوے تم کو۔ اور جگہ پر بٹھا دے پیچھے تمہارے جس کو چاہے۔ جیسا کہ پیدا کیا
تم کو قوم اور (دوسری) سے۔ تحقیق، جو کچھ وعدہ دئے جاتے ہو تم۔ البتہ آنے والا
ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے۔۔۔۔۔

آپ کس قدر محتاط تھے کہ ترجمے میں کسی طرح کی کمی بیشی نہ ہونے پائے خواہ اردو
کے محاورے کے خلاف اس ترجمے میں الفاظ کی ترتیب بھی قائم رہے یا نہ رہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے چوتھے بیٹے تھے۔ دہلی میں سنہ ۱۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ پھر اپنے ماموں شاہ محمد عاشق رہ اور اپنے بھائیوں سے تکمیل کی۔ پھر درس و تدریس مشغول رہا۔ مسجد اکبرآبادی میں پڑھاتے تھے۔ اور وہیں رہتے بھی تھے۔ تفسیر، حدیث، اور فقہ میں بہت تبحر رکھتے تھے۔ شاہ عبدالعدل رہ سے بیعت تھے (۱)۔ قرآن و حدیث اور فقہ کی تدریس سے جو وقت بچتا تھا وہ ذکر و فکر میں گزارتے تھے۔ آپ کا انتقال سنہ ۱۲۳۰ھ میں ہوا۔ عام مسلمانوں کیلئے آپ کا بہت بڑا کارنامہ قرآن پاک کا اردو ترجمہ ہے۔

مولوی عبدالحق لکھتے ہیں۔..........

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ بہت مقبول اور معروف ہوا۔ اور اب تک بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ ٹھیٹھ اردو میں ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عربی الفاظ کیلئے ہندی یا اردو کے ایسے برجستہ اور برمحل الفاظ ڈھونڈ نکالے ہیں کہ ان سے بہتر ملنا ممکن نہیں ہے (۲)۔

---

(۱) شاہ عبدالعدل رہ سے بیعت ہونے کا ذکر محمود احمد برکاتی صاحب نے شاہ ولی اللہ رہ اور ان کا خاندان صفحہ ۱۶۴ میں کیا ہے اور محمد عالم شاہ فریدی صاحب نے مزارات اولیائے دہلی (وحید برقی پریس دہلی سنہ ۱۳۴۶ھ) کے صفحہ ۱۳۰ میں خواجہ محمد ناصر سے بیعت ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اگر وہ خواجہ محمد ناصر عندلیب خواجہ میر درد اور خواجہ اثر کے والد تھے تو یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کا انتقال سنہ ۱۱۷۲ھ میں ہوا تھا جبکہ شاہ عبدالقادر رہ پانچ سال کے تھے۔

(۲) قدیم اردو۔ انجمن ترقی اردو کراچی سنہ ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۳۱۔

Marfat.com

شاہ عبدالقادرؒ نے اس ترجمے کے شروع میں سببِ تالیف اس طرح بیان کیا ہے۔
کلام پاک خدائے تعالیٰ عزوجل زبان میں ہے۔ اس کو ہندوستانیوں کو اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے اس واسطے اس بندۂ عاجز عبدالقادرؒ کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شیخ ولی اللہ عبدالرحیم صاحب کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے ہندوستان کے رہنے والے نے فارسی زبان میں قرآن کے معانی آسان کرکے لکھے ہیں۔ اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن شریف کے معنی لکھے۔ الحمدللہ کہ یہ آرزو ۱۲۰۵ھ میں حاصل ہوئی۔ اور اس کتاب کا نام موضح قرآن ہے۔ یہی اسکی صفت ہے اور یہی اسکی تاریخ ہے۔ پھر سورۃ فاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر اس طرح آپ نے فرمائی ہے۔ شروع اس کتاب کا اللہ صاحب کے نام سے ہے۔ جو اللہ صاحب بہت مہربان کرنے والا ہے۔ الحمدللہ رب العالمین سب تعریفیں اور بڑائیاں خاص سے خاص اور ستھری سے ستھری اول سے آخر تک جو ہوئی ہیں تمام خدائے تعالیٰ کو لائق ہیں جو پیدا کرنے والا اور پالنے والا سب طرح کی ساری خلقت کا ہے۔ الرحمٰن الرحیم بہت مہربان اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ مالک یوم الدین بادشاہ ہے مختار انصاف کے دن کا۔ ایاک نعبد وایاک نستعین تیری ہی بندگی کرتے ہیں ہم دل اور جان سے سب کو چھوڑ کر اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔
ہم سب سے منہ موڑ کر آپنے اس ترجمے و تفسیر میں جن تفسیروں کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہیں (۱) تفسیر حسینی ملا حسین واعظ کاشفی۔ وم سنہ ۹۰۰ھ۔ (۲) تفسیر ماوردی

Marfat.com

(۳) ابوالحسن علی بن حبیب شافعی - م ۴۵۰ھ بفسیر زاد المسیر ابوالفرج عبدالرحمن بن علی م ۵۹۷ھ۔ (۴) تفسیر معالم التنزیل۔ ابومحمد حسین بن مسعود م ۵۱۶ھ (۵) تفسیر سلمی۔ حقائق۔ ابوعبدالرحمن بن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری م ۴۱۲ھ (۶) تبیان شیخ ابوالخیر احمد بن اسمٰعیل طالقانی۔ م ۵۹۰ھ سی نام کی شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف ابن قیم جوزیہ م ۷۵۱ھ) کی بھی ہے لعلہ) تفسیر لباب فی معانی تنزیل معروف تفسیر خازن شیخ علاؤ الدین علی بن محمد ابراہیم بغدادی م ۷۱۵ھ) (۸) تفسیر الفتوحات الالٰہیہ (شیخ سلیمان جمل م ۱۱۹۶ھ)۔ وسیط (التفسیر الوسیط) از ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی بن متویہ الواحدی۔ م ۴۶۸ھ۔ (۹) دمیاطی از شرف الدین ابومحمد عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی۔ م ۷۰۵ھ) تفسیر عین المعانی از محمد مجدالدین احمد بن محمد (یا محمد بن احمد) سجاوندی م ۵۶۰ھ وغیرہ (اور کشف الاسرار اصول فقہ) از ابوالبرکات حافظ الدین نسفی۔ بحرالرائق شرح کنزالدقائق فقہ از علامہ ابن نجیم مصری ۹۷۰ھ بھی حوالے میں آتی ہے۔ آپکے ایک رسالہ حقیقت الصلوٰۃ یا تقریر الصلوٰۃ کا ذکر بھی بعض کتابوں میں ملتا ہے صہ (۱)

(۱) محمد اسماعیل پانی پتی مکتوبات سرسید لاہور ۱۹۵۶ء صفحہ ۳۲۶ میں اس کا نام حقیقت الصلوٰۃ لکھا ہے لیکن محمود احمد برکاتی نے لکھا مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۱۶۵ میں اس کا نام تقریر الصلوٰۃ لکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ سیف الدین مجددی قدس سرہ (سنہ ۱۰۹۶ھ) کے بعد اولیائے نقشبندیہ میں حضرت مولانا سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۱۳۵ھ) بہت بافیض بزرگ ہوئے ہیں۔ انکے بعد انکے خلیفہ اور جانشین حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات تمام عالم اسلامی میں (حضرت شاہ غلام علی رح اور حضرت خالد کردی رح کے توسط سے) پھیل گئے۔ آپ (سنہ ۱۱۱۳ھ) میں پیدا ہوئے۔ ۱۰ محرم (سنہ ۱۱۹۵ھ) کو آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور ۱۰ محرم کو آپ کا انتقال ہوا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپکے متعلق لکھتے ہیں۔

شریعت و طریقت کے راستے اور کتاب و سنت کی پیروی میں اس قدر ثابت قدم تھے۔ کہ اس وقت بلاد مذکورہ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ شاید مرحومین میں بھی نہ ملے۔ بلکہ زمانے کے ہر حصے میں ایسے عزیز الوجود لوگ کم ہوئے ہیں۔ اس عہد کا تو ذکر ہی کیا ہے جو فتنہ و فساد سے بھرا ہوا ہے۔ (۱) شاہ صاحب نے آپکو نفس زکیہ اور قیم طریقۂ احمدیہ بھی کہا ہے۔

آپکی تصانیف یہ ہیں۔

(۱) دیوان فارسی۔ پہلے (سنہ ۱۱۵۰ھ) میں آپکے اشعار کا ایک مجموعہ تیار ہوا تھا پھر بیس برس کے بعد آپکے قریب بیس ہزار اشعار میں سے ایک ہزار اشعار کا مجموعہ تیار ہوا

(۱) مکتوبات شاہ ولی اللہ رح مرتبہ مرزا احمد بیگ صفحہ ۴۲۔ (مطبع شاہی سہارن پور۔ سال طباعت درج نہیں)

Marfat.com

(۲) خریطۂ جواہر۔ آپ کے عہد جوانی میں فارسی شعراء کے کلام کا ایک انتخاب تیار کیا تھا۔ مولانا شبلی رح نے لکھا ہے کہ مرزا غالب وغیرہ کا خیال تھا کہ ہندوستان میں فارسی شاعری کا مذاق صحیح جو دوبارہ قائم ہوا وہ اس انتخاب نے قائم کیا۔ (۱)

(۳) مکاتیب (فارسی) ان مکاتیب میں عموماً شریعت اور طریقت کے مباحث ہیں۔ اور ذاتی حالات اور معاملات بھی ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی رح نے مقامات مظہری کے نام سے آپ کے حالات پر مشتمل جو کتاب مرتب کی تھی۔ اس میں آپ کے ۳۲ مکتوبات ہیں۔ پھر کلماتِ طیبات میں ۵۸ ہیں۔ جن کا اردو ترجمہ ڈاکٹر خلیق انجم صاحب نے ۱۹۶۲ء میں دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس مجموعے میں ۱۰۱ مکتوبات ہیں۔

پھر ۱۹۶۶ء میں بہت سے نئے مکتوبات (جن میں کلماتِ طیبات کے بھی کچھ حصے شامل ہیں۔) جناب عبدالرزاق قریشی نے بمبئی سے شائع کئے ہیں۔ یہ مکتوبات ۱۴۷ ہیں جو زیادہ تر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ) کے نام ہیں۔ انکے علاوہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ۱۹۷۵ء میں ریاست دیر سے حاصل شدہ دس مکتوبات، لوائح خانقاہ مظہریہ کے نام سے کراچی سے شائع کئے ہیں۔ اس مجموعے میں وہ دس مکتوبات حضرت مظہرؒ کے ہیں۔ ۱۶۲۔ مکتوبات آپکے معتقدین اور متوسلین کے ہیں جو آپکے نام لکھے گئے تھے۔ اور ۲۸ مکتوبات آپکے مرید ملا اسیم سے متعلق ہیں۔ یہ مجموعہ بھی بہت اہم ہے۔

(۱) مقالاتِ شبلی رح ج ۵ ص ۱۲۹۔ اعظم گڑھ۔ ۱۹۳۶ء۔

Marfat.com

(۴) جناب عبدالرزاق قریشی نے ۱۹۶۱ء میں بمبئی سے مرزا مظہر اور ان کا اردو کلام "کے نام سے حضرت مظہر کے (۱۲۴) اردو اشعار مختلف تذکروں میں سے تلاش کر کے شائع کئے تھے۔

خطوط میں بھی آپکی زبان اور اندازِ بیان نہایت سادہ ہے۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ و سلام۔ از فقیر جانجانان فرزند برخوردار مُلّا محمد نسیم حیو البقاء الرحمٰن مطالعہ فرمایند کہ فقیر تا روزِ تحریر کہ ہفدہم شوال است در محروسہ شاہجہان آباد مع علائق و توابع بعافیت ست۔ و یارانِ حلقۂ جا بجا و شہر بشہر بخیر اند۔ و مشتاق شما ہستند۔ و انتظار شما کشند۔ اگر از کارِ خیر خواہرانِ خود فارغ شدہ باشید بیائید۔ و دریں آخرِ عمر ما را بہ بینید۔ ضعف پیری بر ما بسیار غلبہ کردہ است۔ اما ہنوز ہر روز پنجاہ کس را کم و زیادہ توجہ می دہیم۔ و دو سال کامل گذشتہ کہ شما رفتہ اید دریں مدت یک خط شما رسیدہ است۔ و دریں ایام کہ برائے تنبیہ کفار سکھ لشکر نجیب خان قریب دہلی رسیدہ مُلّا رحم داد برائے ملاقاتِ فقیر آمدہ بود۔ خبرِ خیریت شما رسانید و گفت کہ آدم از وطن آمدہ و خط بنامِ فقیر آورد۔ ظاہراً آں خط گم شد بہ فقیر نرسید۔ افسوس است کہ والدہ شما وفات یافت خدا او را بیامرزاد۔ و کارِ خیر ہر دو ہمشیر شما در پیش است بعد فراغ از آں قصد شاہجہان آباد دارید۔ خدا تعالیٰ بیارد و مردم خانۂ بسیار شما را یاد می کنند۔ (۱)

(۱) لوایح خانقاہِ مظہریہ ص ۳۸۔

Marfat.com

حضرت شاہ غلام علی (مولانا) عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہٗ کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ بٹالہ (پنجاب) میں ۱۱۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ علوی سید تھے۔ تفسیر اور حدیث کی تحصیل کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں حضرت مظہر قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ زہد و تقویٰ میں اپنے عہد میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے ۱۲۴۰ھ میں وصال ہوا۔ شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ آپکے جانشین ہوئے۔ انکے علاوہ مولانا خالد کردی (م ۱۲۴۲ھ) مصر، بغداد، خراسان اور افغانستان وغیرہ تک، مولانا نعیم اللہ بہرائچی (م ۱۲۱۸ھ) اور مولانا غلام محی الدین قصوری (م ۱۲۷۰ھ) آپکے خاص خلفا ہیں روس شام، چین، عرب، مصر، بغداد، خراسان، اور افغانستان وغیرہ تک آپکا اور آپکے خلفا فیض آج تک جاری ہے۔

آپکی تصانیف یہ ہیں۔

(۱) ایضاح الطریقہ (۱) طریقہ نقشبندیہ کے اصول، اصطلاحات اور اذکار پر مشتمل ہے۔ ۱۲۱۲ھ میں لکھی گئی۔ اور بہت مقبول ہوئی۔ (۲) احوال بزرگان حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ نجم الدین کبریٰ۔

(۱) مولانا حکیم عبدالمجید محمد سیفی نے ایضاح الطریقہ لاہور سے ۱۳۷۶ھ میں شائع کی اور حضرت شاہ علی رحمۃ اللہ کے مکاتیب شریفہ ۱۳۷۱ھ میں شائع کئے۔

Marfat.com

خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدین، شیخ فرید الدین، گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، مخدوم صابر کلیری، حضرت بہاء الدین نقشبند، خواجہ عطار، خواجہ محمد پارسا، خواجہ احرار، خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی۔ مع اولاد (قدس اللہ اسرارہم) کے مختصر حالات ہیں۔ آخر میں مولانا خالد کردی کے آنے کا ذکر ہے یعنی سنہ ۱۲۲۵ھ میں وہ دھلی آئے تھے۔ تو اس کے بعد یہ رسالہ لکھا گیا۔

(۳) رسالہ در ذکر مقامات و معارف و واردات حضرت مجددؒ در یہ رسالہ زبدۃ المقامات حضرات القدس اور دوسری صدری روایات پر مبنی ہے۔

(۴) رسائل سبع سیارہ (۱) اس مجموعے میں یہ رسائل ہیں۔ (الف) رسالہ طریق بیعت و اذکار۔ (ب) رسالہ در طریقۂ شریفہ شاہ نقشبند (ج) رسالہ در احوال شاہ نقشبند (یہ رسائل آپکے مکاتیب میں بھی شامل ہے) (د) رسالہ اذکار۔ (ہ) رسالہ مراقبات، (و) رسالہ در ردّ اعتراضات شیخ عبد الحق اور (ز) رسالہ در ردّ مخالفین حضرت مجددؒ

(۵) مکاتیب شریفہ یہ آپکے ۱۲۵ مکتوبات ہیں جو آپکے خلیفہ حضرت شاء رؤف احمد رافت مجددی نے سنہ ۱۲۵۳ھ میں تاریخی نام "مظہر عجائب" سنہ ۱۲۳۱ھ سے مرتب کئے تھے۔ اس مجموعے میں آپکے بعض رسائل بھی بطور مکتوب شامل ہیں۔

(۶) مقامات مظہری۔ یہ کتاب حضرت مظہر قدس سرہٗ کے مکمل حالات پر مشتمل ہے ملفوظات اور

(۱) یہ مجموعہ عرصہ ہوا دھلی سے شائع ہوا تھا۔ (۲) مقامات مظہری کا اردو ترجمہ مع مفصل حواشی و تعلیقات جناب محمد اقبال مجددی صاحب نے لاہور سے سنہ ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے۔

(۱۳۷)

Marfat.com

مکتوبات کا خلاصہ بھی ہے۔ کتاب میں ۱۸ فصلیں ہیں۔ اس میں اُس دور کی مذہبی، سماجی اور سیاسی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔ دینی متنازعہ فیہ مسائل پر بھی بحث ہے۔ توحیدِ وجودی و شہودی پر بھی بحث ہے۔ ذکرِ طریقہ نقشبندیہ، سلسلہ نقشبندیہ، حضرت مظہر رح کے اربعہ مشائخ، حضرت مظہر کا نسب و ولادت، حضرت نور محمد بدایونی رح سے استفادہ حضرت حاجی محمد افضل رح سے استفادہ۔ حافظ سعد اللہ رح سے استفادہ، شیخ محمد عابد رح سے استفادہ۔ آپکی علو شان آپکی صحبت اور توجہات کی تاثیر آپ کا زھد و تقوای۔ ملفوظات، نصائح۔ منامات۔ اور آپکی زبانی اولیاء کے احوال، کشف و کرامات، آپکا وصال، بعض خلفاء، (X) بعض مکتوبات، عنوانات و مضامین ہیں۔ ــــ یہ کتاب آپنے ۱۲۱۱ھ میں مرتب کی ہوگی کیونکہ حضرت مظہر قدس سرہ کی وفات کے ذکر کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ، شانزدہ سال از انتقال حضرت ایشاں گذشتہ است۔

حضرت مظہر قدس سرہ کے آخری ایام کے متعلق آپ لکھتے ہیں،

(1) مقاماتِ مظہری میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے خلفاء کے ذیل میں از راہ تواضع اپنا نام شامل نہیں کیا تو آپکے خلیفہ اور حضرت شاہ احمد سعید رح کے چھوٹے بھائی شاہ عبد الغنی محدث رح نے (جن کا فیض ھندوستان کے بڑے بڑے علماء کو حاصل ہے) بطور ضمیمہ اسی کتاب میں آپکے احوال شامل کر دئے۔ (مولانا الطاف حسین حالی نے شاہ عبد الغنی رح کی مدح میں منقبت لکھی تھی۔ جو انکے مجموعہ کلام میں موجود ہے۔

Marfat.com

"شب چہارشنبہ ہفتم محرم سنہ ہزار و صد و نود و پنج ہجری۔ پاسے از شب گذشتہ چند کس بر درِ حضرتِ ایشاں دستک زدند، خادم عرض نمود کہ بعضے مردم برائے زیارت آمدہ اند، فرمودند بیائید۔ سہ کس درونِ در آمدند۔ یکے ازانہا مغل ولایت زای بود۔ حضرت ایشاں از خوابگاہ برآمدہ برابرِ اینہا ایستادند۔ مُغل پرسید مرزا جانِ جانان شمائید؟ فرمودند آرے۔ دو کس دیگر گفتند بلے۔ مرزا جانِ جانان ایشاں اند۔ پس آں بدبخت گولۂ طپانچہ بر حضرتِ ایشاں زد۔ و گولہ بر پہلوئے چپ قریب بہ دل رسید۔ آنحضرت از ضعف و ناتوانی پیری طاقت نہ داشتند، بخاک افتادند۔ کم دم خبر شد جراح حاضر آمد۔ صبح نواب نجف خان جراحِ فرنگی، بہ ایں پیغام فرستاد۔ کہ اشقیا کہ مرتکبِ ایں گناہ بزرگ شدہ اند، معلوم نیست اگر بتحقیق رسد قصاص کردہ شود۔ فرمودند، اگر ارادۂ الٰہی بہ شفا تعلق یافتہ بہر صورت زخم بہ می شود۔ و حاجتِ جراح دیگر نیست۔ شخصے کہ ارتکابِ ایں امر نمودہ اگر معلوم شود ما او را بحل نمودیم۔ شما نیز معاف فرمائید۔

انداز بیان کس قدر سادہ اور سلیس ہے۔ یہی بات آپکے مکتوبات میں لکھی ہے۔ مثلاً مکتوب دوم میں فرماتے ہیں:۔ طریق مشغولی بذکرِ حق سبحانہ با توجہ بلطائف سبعہ تا دراں حرکتِ ذکر پیدا می شود ایں است کہ اول بست و پنج بار استغفار بخواند۔ باز بہ ارواحِ طیبۂ بزرگان علیہم الرحمۃ فاتحہ بخواند۔ و بواسطۂ آنہا از جنابِ الٰہی التجا و طلب فیضِ محبت و معرفت کند و صورتِ شیخے کہ از و تلقین

Marfat.com

یافتہ، روبروئے دل حاضر نماید۔ اوّل از لطیفۂ قلب کہ زیرِ پستانِ چپ بفاصلۂ دو انگشت مایل بہ پہلو است ذکر کند و مفہوم اسمِ مبارک اللہ تعالیٰ کہ والی ست بیچون سبحانہٗ در لحاظ داشتہ۔ و نگہداشتِ خطورِ خواطرِ گذاشتہ و آئندہ توجہ بہ قلب کردہ۔ توجۂ دل بہان مفہومِ مقدس داشتہ۔ بزبانِ خیال اسمِ مبارک اللہ اللہ بگوید۔ ہرگاہ حرکت در دل پیدا شود۔ باز از لطیفۂ روح کہ محلِّ آن زیرِ پستانِ راست بفاصلۂ دو انگشت است متوجہ شدہ بزبانِ خیال ذکر کند۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کا ایک مکتوب اردو میں بھی ملتا ہے۔ ظہور الحسن بٹالوی نے مطبعِ اکبری، آگرہ سے ۱۳۱۳ھ میں ارشاد المسترشدین شائع کی تھی۔ اس میں آپ کا ایک طویل مکتوب (صفحہ ۱۳۷-۱۴۱۔) "دربارۂ سلبِ امراض" اردو میں اس طرح ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت میرے۔ تسلیم قبول ہو۔ اگر ممکن ہو تو ہر بیمار کے واسطے استخارہ مسنونہ کر کے علاج شروع کریں۔ اور دعا کر کے بیٹھیں اور دعا پر ختم کریں۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ بیمار کو مُردہ کی طرح لٹا دے اور بیچ میں گاؤ تکیہ رکھ کر اوّل انگوٹھے پکڑ کر چہرہ پر ٹکٹکی باندھ کر دس پندرہ بیس منٹ تک جس قدر ہو سکے دیکھے۔ مگر دس منٹ سے کم نہ ہو۔ بعدہٗ انگوٹھے چھوڑ کر دو چار پانچ منٹ ہاتھوں کو سر پر رکھے۔ پھر ہاتھ ایک دو منٹ شانوں پر رکھ کر ایک منٹ میں ہاتھوں کو انگلیوں تک پہنچا دیوے۔ پھر پیٹ پر ایک منٹ میں سُرین تک

Marfat.com

پھر ایک منٹ سینہ پر رکھ کر آدھے منٹ میں ناف تک، پھر دو تین منٹ
معدہ اور ناف پر ایسا کرنے سے تمام جسم میں نور بھر جاوے گا۔ اور شاید
مابین اس کے، درد اٹھے۔ وہ علامت صحت ہے۔ اس سے ڈرنا نہ چاہیئے
یہ دیرپا نہیں۔ ہر نشست میں اس کی امید رکھنی چاہیئے۔ یہ بہت مبارک ہے۔

Marfat.com

مولانا نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا نعیم اللہ" بن غلام قطب الدین عرف ملک کالے"۔ حضرت خواجہ عماد خلج کی اولاد میں سے تھے جو حضرت مسعود سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغرض جہاد، ہندوستان تشریف لائے اور شہید ہوئے۔ علوی نسب اور حنفی مشرب تھے۔ مولانا نعیم الدین رح ۱۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۰ سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھا پھر فارسی پڑھی اور مختلف علوم سے عزل کی تکمیل کی۔ ۱۱۸۶ھ میں آپ لکھنؤ میں تھے کہ حضرت مظہر قدس سرہٗ کے خلیفہ شیخ محمد جمیل رح وہاں تشریف لائے۔ تو اُن سے ذکر کا طریقہ سیکھا اور دھلی آئے۔ لیکن کسی کام سے جلد واپس وطن چلے گئے تاہم ۱۱۸۹ھ میں دوبارہ دھلی حاضر ہو کر حضرت مظہر قدس سرہ کے ساتھ پانی پت میں کی خدمت میں چار سال تک رہے اور اجازت مطلقہ حاصل کی۔ ایک بار مسلسل ایک سال تک حضرت مظہر قدس سرہٗ کے ساتھ پانی پت میں رہے۔ بہرائچ میں ۱۲۱۸ھ میں وفات پائی آپکی تصانیف میں (۱) بشارات مظہریہ رح ہے۔ (اس کا مخطوطہ برٹش میوزیم لندن میں ہے) (۲) معمولات مظہریہ رح (یہ کتاب مطبع نظامی۔ کانپور سے ۱۲۸۴ھ میں شائع ہوئی تھی) (۳) خود نوشت حالات (اس کا مخطوطہ انڈیا آفس لندن میں ہے) (۴) مجموعہ کتب مکتوبات حضرت مظہر رح (مطبع فتح الاخبار۔ کول۔) (۵) آفس انفاس الاکابر۔ اور انوار الضمائر (در شرح کلمات حضرت مظہر رح۔)

Marfat.com

یہ کتاب میں حضرت مظہر رح قدس سرہ کے حالات کے سلسلے میں بہت اہم ہیں۔ انکے علاوہ حاشیہ میرزاہد اور حاشیہ مُلّا جلال بھی آپکی تالیفات میں سے ہیں۔ معمولاتِ مظہریہ میں حضرت مظہر قدس سرہ کے حالات خاندانی حالات ہیں۔ پھر آپکے کسبِ سلوک کی کیفیت نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، صابریہ، چشتیہ، نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ، بندگی کی اہمیت، علامتِ شیخ کامل، بیعت و توبہ، بیعت زنان، (بشرائط شتگانہ) مقامِ عشرہ، پیرثانی۔ تصحیح عقائد، حقوقِ پیر و آدابِ پیر۔ مرید۔ آدابِ طریقت، تذنیب، مصطلحاتِ طریقہ نقشبندیہ، سلوکِ مجددیہ، توجہ دادن، امراضِ ظاہری و باطنی، دریافتنِ احوالِ باطن، دریافتنِ احوالِ میت، توبہ و صلاح و تقوی، ختم خواجگان رضی اللہ عنہم، وغیرہ مضامین ہیں۔

اس کتاب میں "ذکرِ طریق کیفیت سلسلۂ علیہ حضرات نقشبندیہ" کے ذیل میں لکھتے ہیں بدانید کہ فقیر (نعیم اللہ رح) را ارتباطِ صحبت و بیعت و تعلیمِ تربیتِ طریقہ با خرقہ و اجازتِ مطلقہ از جنابِ حضرت ایشاں (مظہرِ جانِ جاناں) رضی اللہ عنہ، اما ذکرِ ایں طریقہ از خلیفۂ ایشاں محمد جمیل قدس اللہ سرہ الجلیل رسیدہ۔ و خرقہ را در عالمِ رویا از جنابِ امیر المومنین ابی بکر رض بہ صحبتِ الصدیق۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز رسیدہ و از مجاورتِ مزارِ حضرت سالار مسعود غازی رض و شاہ عبدالرحیم الکھنوی کہ بہ "پیرِ بخارا" مشہور اند نیز فیضہا بر داشتہ، لیکن بنسبت جنابِ عالی

Marfat.com

حضرت سلطان شہداء سالار مسعود غازی رح از جہت خصوصیت علویت کہ درمیان
آن مسعود رح و حضرت مارح واقع است، قطع نظر از حقوق این کہ فقیر از باشندگان
ولایت ایشان است بیشتر مورد الطاف و عنایات می باشد ع۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

وحضرت ایشان را این نسبت علیہ اول از جناب سید السادات سید نور محمد بدایونی
رسیدہ۔ رضی اللہ عنہما۔ و ایشان را اولاً از جناب حضرت شیخ سیف الدین رح کہ مجاز اند
از والد خود حضرت محمد معصوم رح ملقب بہ عروۃ الوثقیٰ و ثانیاً از خدمت حضرت حافظ محمد محسن رح
کہ نواسہ شیخ عبد الحق رح دہلوی و خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اند رسیدہ۔ و اکثر عمر دران
جا گذرانیدہ۔ و حضرت سید نور محمد اجازت ارشاد از خدمت حضرت محمد اعظم رح
پسر و خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین رح یافتند۔ و آنحضرت حضرت ایشان را از جناب
شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی رح و ایشان را از جناب شیخ عبد الاحد رح ملقب
بہ دلیل اللہ الصمد و معروف بہ شاہ گل کہ مجاز از والد شریف خود حضرت محمد سعید رح ملقب
بہ خازن الرحمۃ بودند و نیز حضرت شاہ گل کسب بشارت از عم بزرگوار خود حضرت
محمد معصوم رح نمودند و این ہر دو بزرگان بزرگوار یعنی محمد سعید رح و حضرت محمد معصوم رح
کہ مشہور بحضرتین اند مجاز از والد خود قیوم ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد
سرہندی رضی اللہ عنہ اند۔

Marfat.com

حضرت قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت مظہرِ جانِ جاناں قدس سرہٗ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے ہیں۔ گیارہ واسطوں سے آپ کا نسب حضرت شیخ جلال کبیر اولیا چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور ان کا نسب حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پانی پت سے دھلی آکر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ سے فقہ اور حدیث کا درس لیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ آپکو بہتی وقت کہا کرتے تھے۔ اور حضرت مظہرِ جانِ جاناں قدس سرہٗ سے اٹھارہ سال کی عمر میں خلافت حاصل کی۔ اور علم الہدیٰ کا لقب پایا۔ تمام عمر علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہے۔ (۱) اور قریب ۸۱ سال کی عمر میں یکم رجب ۱۲۲۵ھ کو پانی پت میں وفات پائی۔

آپکی تفسیر مظہری، رسالہ احقاق، ارشاد الطالبین، مالابد منہ، السیف المسلول وصیت نامہ وغیرہ ۳۲ کتابیں ہیں۔ (۲) مولانا ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ (دھلی)

(۱) مقاماتِ مظہری میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب ہر روز ایک سو رکعت نوافل کی پڑھتے ہیں۔ اور تہجد میں ایک منزل پڑھتے ہیں۔

(۲) عبدالرزاق قریشی صاحب نے مکاتیب میرزا جانِ مظہرِ جان (۲۳۱ - ۲۳۲) میں یہ بات لکھی ہے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "لوایحِ خانقاہِ مظہریہ" (حیدر آباد ۱۹۷۵ء) میں حضرت مظہرؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مکتوب نقل کیا ہے جس میں قاضی صاحب کا نام انہوں نے ثناء اللہ لکھا ہے۔

Marfat.com

کو حاصل ہوئی ہیں۔ انکے علاوہ بھی رہی ہوں گی۔ آپ نے علم فقہ میں ایک مبسوط کتاب لکھی اور اپنے مختارات کو رسالۂ ماخذ الاقوی جمع کیا۔ علم اصول پر بھی اپنے مختارات لکھے ہیں اور ان کی تفسیر، قدیم مفسرین کے اقوال کی جامع ہیں۔ اور بکثرت علوم پر محیط ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالدائم جلالی نے چودہ ۱۴ جلدوں میں دھلی سے شائع کیا ہے۔ آپ کے مکتوبات بھی مختلف مجموعوں میں محفوظ ہیں۔ ایک مکتوب میں اپنے شیخ بزرگوار رح کو لکھتے ہیں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، عرضۂ کمترین غلامان جناب محمد ثناء اللہ بموقف عرض می رساند! احوال غلام مستوجب حمد الٰہی و شکر توجہات حضرت قبلہ گاہی ست۔ ادام اللہ تعالیٰ برکاتہ و صحتہ و سلامت ذات قدسی آیات مدام مطلوب بروایات لشکر و کنج پورہ معلوم شد کہ شاہ درانی امسال (۱۱۷۷ھ) بہ ایں طرف می آید۔ و بہ تنبیہ سکھان متوجہ است و سکھان گریختہ رفتند ازیں جہت اطمینان بہم رسیدہ ....."

ایک مکتوب میں قاضی صاحب اپنے پیر بھائی اخوند ملا نسیم کو لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین، و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ اخوند صاحب مشفق مہربان اخوند ملا نسیم صاحب مشفق مصحوب سہ کس از طالب علم کہ یکے بسلامت۔ از فقیر محمد ثناء اللہ پانی پتی بعد از سلام سنت و اشتیاق ملاقات بہجت واضح رائے گرامی

(۱۴۶)

Marfat.com

باد۔ دو سال شدہ کہ خطِ آں مشفق مصحوبِ سہ کس از طالب علم کہ یکے از آنہا مُلّا سردار بود و یکے خسرِ شما و یکے مردِ دیگر رسیدہ بود۔ و ازاں خط خبرِ صحت مزاج و گرمیِ حلقۂ دریافت شدہ بود۔ شکرِ الٰہی بجا آوردہ بود۔ حق تعالیٰ با صحت و تندرستی و جمعیتِ ظاہری و باطنی مشغولی بطاعات و ترویج طریق علیہ احمدیہ مجددیہ حرسنا اللہ تعالیٰ بہ اسرار اہالی ہا داراد۔ فقیر مع توابع بخیریت است لیکن از غلبۂ کفر تنگ دل سابق از مدتہا در ہندوستان، اسلام ضعیف بود۔ مدتے کالت روافض و تشویشِ آسیبِ سکھان بود۔ و از قریب دہ سال تسلط مرہٹہ ست۔ ہر چند در وجوہِ دنیاداری چنداں اذیت نیست، امّا ظہورِ رسومِ کفر و مغلوبی مسلمانان، درویشاں را بسیار ناخوش می دارد۔ بادشاہِ اسلام و لشکرِ مسلمانان توفیق جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ نہ دارد۔ ظاہراً باہم در مسلمانان خرخاری ست، سابق چند بار احمد شاہ دردرانی خدایش بیامرزاد۔، در ہندوستان آمد۔ بہ مسلمانان ضعف تصدیع رسید و ہیچ بند و بست نہ شد سردارانِ مسلمانان برہم شدند و ملک لاہور و سرہند در تسلط سکھانِ رفت۔ مزاراتِ حضرات را شکستند۔ و چہا چہا کردند۔ ہیچ تدارک نہ شد حالا مسموع می شود۔ کہ شاہ امان بہ ارادہ جہاد ایں طرف می آید۔ خدا کند کہ مسلمانان تصدیع نہ کشند و کفار مستاصل شوند و غلبۂ اسلام و عزت مسلمانان بہ ظہور آید۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ (مہر ثناء اللہ سنہ ۱۲۱۶ھ)

(۱۴۷)

305

Marfat.com

شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے پوتے تھے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے یعنی اس طرح (۱) خواجہ سیف الدین رح
(۲) محمد عیسیٰ رح (۳) عزیز القدر رح (۴) صفی اللہ۔ (۵) ابو سعید رح۔
سرسید آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔
"حافظ کلام اللہ اور عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین) علوم دینی آپ کو بہت مستحضر
تھے۔ اور دن رات انہی کے درس میں گذرتے تھے۔ علم قرأت میں یکتائے روزگار تھے۔ کلام
اللہ ایسی خوش آواز اور کمال قرأت سے پڑھتے تھے کہ لوگ دور دور سے سننے آتے تھے۔
پہلے پہل تو آپ نے مولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمۃ سے کہ بڑے اولیاء وقت تھے سلسلہ
قادریہ میں بیعت کی تھی۔ اور نسبت باطنی بخوبی حاصل کر کے پیری مریدی کی اجازت لی
تھی۔ لیکن اپنے خاندان (نقشبندیہ مجددیہ) کی نسبت نے زور کیا اور طریقہ نقشبندیہ کی
طرف کھینچا کہ آپ نے دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحب (م سنہ ۱۲۴۰ھ) سے بیعت کی
اور از سر نو تمام مقامات کو حاصل کیا آپکی شکل و شمائل بہت نورانی تھی۔ بے اختیار
آپکی صحبت میں حاضر رہنے کو دل چاہتا۔ اور جب تک بیٹھتے وسوسہ شیطانی ایک
نہ آتا۔ اوقات آپکی بعینہٖ حضرت شاہ صاحب (غلام علی) رحمۃ اللہ علیہ کی اوقات
تھی۔

Marfat.com

(۱)

صرف خالصاً للہ مشق خطِ نسخ، کلو خان صاحب سے کی اور کلام اللہ لکھ لکھ کر وقف کئے آپ رام پور میں سنہ ۱۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۲۵۰ھ) میں حج سے واپسی پر عین عید الفطر کے دن ٹونک میں رحلت فرمائی۔ لیکن دہلی میں اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

،، درس و تدریس اور ارشاد و ہدایت کے علاوہ سید احمد شہید رح کی تحریک ،، اصلاح و جہاد،، میں بھی آپ نے عملاً حصہ لیا۔ چنانچہ سنہ ۱۲۳۳ھ ۱۸۱۸ء) کے اواخر میں پچاس افراد کا جو قافلہ سید احمد شہید رح کی سربراہی میں دعوتِ اصلاح و ارشاد کیلئے نکلا تھا۔ اس پر مولانا عبد الحی۔ اور شاہ اسمٰعیل کے علاوہ نمایاں افراد میں شاہ ابو سعید رح بھی تھے۔ اور اس قافلے نے تقریباً چار ماہ تک غازی آباد، مراد نگر، میرٹھ، سردھنا۔ بڈھانا۔ پھلت۔ مظفر نگر، دیوبند۔ سہارن پور۔ رام پور، بریلی۔ شاہ جہاں پور کا دورہ کیا تھا (۲) آپکی تصانیف میں رفیق الطلاب (۳) کے علاوہ خاص کتاب (۴) ہدایۃ الطالبین ہے)

(۱) تذکرہ خانوادہ ولی اللہی۔ باب سوم۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہاں پوری نے یہ تذکرہ مرتب کیا ہے۔ ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ حضرت شاہ ابو سعید رح کے دست مبارک کا لکھا ہوا تھا بہت بڑی تقطیع کا قرآن پاک (جو آپ نے شیخ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لکھا تھا۔) مدینہ منورہ کی رباط مظہریہ میں محفوظ ہے (۲) مولانا محمد میاں علمائے ہند کا شاندار ماضی (دہلی سنہ ۱۹۵۷ء) کا جلد دوم ص ۱۰۱-۱۰۲۔ (۳) پروفیسر محمد ایوب قادری، تذکرہ علمائے ہند ص ۷۵

(۴) ہدایت الطالبین۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے سنہ ۱۹۵۶ء میں شائع کیا تھا پھر دوبارہ سنہ ۱۹۶۵ میں بھی شائع کیا۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہی شامل کیا ہے ۱۲

(۱۴۹)

Marfat.com

اس کے مضامین تمام نقشبندیہ سلوک سے متعلق ہیں۔ آپ نے شروع ہی میں لکھا ہے کہ
میں ۷ محرم الحرام ۱۲۲۵ھ کو حضرت شاہ غلام علی رح (قدس سرہ) سے بیعت ہوا تھا۔
لطائف عشرہ۔ عالم امر۔ عالم خلق۔ ذکر خفی، ذکر اسم ذات، وقوف قلبی، نفی
واثبات، وقوف عددی مراقبہ، رابطہ، ولایت صغرای، ولایت کبرای،
ولایت علیا، طریقہ مظہریہ، مقامات عشرہ وغیرہ تمام متعلقات پر بحث ہے،
آخر میں آپ نے قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ
کی توجہات کا ذکر بھی کیا ہے، شروع ہی میں لطائف عشرہ کے ذیل میں فرماتے ہیں۔
بدانکہ حضرت امام ربانی اعنی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و تابعان ایشان
تحقیق فرمودہ اند کہ انسان مرکب از دہ (۱۰) لطیفہ است۔ پنج از عالم امر و پنج از عالم
خلق، آں پنج کہ از عالم امر ند۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفی است و لطائف
عالم خلق، لطیفہ نفس و عناصر اربع ست۔ و عالم امر آں را گویند کہ بمجرد
امر کن بظہور آمدہ ست۔ و عالم خلق آں را گویند کہ بتدریج مخلوق گردیدہ
و دائرہ امکان متضمن ایں ہر دو عالم است، نیمہ دائرہ امکان از عرش تا ثرای
ست و نیمہ آں بالائے عرش ست، و عالم امر در نیمہ بالا ست۔ و عالم خلق زیر عرش ست
چونکہ اللہ تعالیٰ ہیکل جسمانی انسانی را آفریدہ، لطائف عالم امر را بہ مواضع
چند از جسم انسان تعلقے و تعشقے بخشید۔

(۱۵۰)

Marfat.com

شاہ رؤف احمد رافتؔ رحمۃ اللہ علیہ (۱)

آپ بھی حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپکی کتاب جواہر علویہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات ہیں۔ اسی کے آخر میں آپنے اپنے حالات بھی لکھے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رام پور میں ۱۴ محرم ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے۔ سن تمیز کو پہنچے تو حضرت فیض بخش عرف شاہ درگاہی سے قادری سلسلے میں بیعت ہوئے۔ اسی زمانے میں مثنوی سحر اور غزلیات کا دیوان لکھا اور جذب و مستی کے عالم میں لکھا۔ شاہ درگاہی سے آپنے قادریہ چشتیہ (صابریہ و نظامیہ) سہروردیہ، نقشبندیہ کبرویہ اور مداریہ (۶ خاندانوں) کی اجازت حاصل کی۔ ان کے انتقال کے بعد ۱۲۲۶ھ کے بعد آپ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہوئے اور ان سے جمادی الاخر ۱۲۳۳ھ میں اجازت حاصل کی۔ پھر بھوپال میں آپنے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ آخر عمر میں حج کا ارادہ کیا۔ اثنائے سفر میں یلملم بندرگاہ (یمن) واقع ملک یمن کے قریب ۲۷ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ کو انتقال فرمایا۔

(۱) یعنی رؤف احمد بن شکور احمد بن محمد شرف بن شیخ رضی الدین بن زین العابدین بن محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم۔

Marfat.com

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) مثنوی اسرار

(۲) غزلیات کا کا دیوان ①

(۳) ہندی زبان میں دو خطبے (جواہر علویہ کے آخر میں درج ہیں) پہلا خطبہ جمعہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔ حمد اس خدا کی رافتا جس نے کہ روشن کر دیا مصباح دل، انوار سے ایمان کے ہر گرویدہ کا۔

دوسرا خطبہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔

الحمد للہ العلام الشکر للہ العلا۔ رحمٰن جو دارین کا، قائم ہے جو کونین کا

(۴) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں خطاب کے طور صلوٰۃ وسلام کے ایک سو تینتالیس اشعار (فارسی میں) لکھے۔ جو اس طرح شروع ہوتے ہیں۔

الصلوٰۃ اے مہرِ چرخِ اقتدا :: الصلوٰۃ اے نورِ ذاتِ کبریا۔

الصلوٰۃ اے مقبلِ درگاہِ رب :: الصلوٰۃ اے خلقِ عالم را سبب

الصلوٰۃ اے سرورِ عالی صفات :: الصلوٰۃ اے بادشاہِ شش جہات۔

الصلوٰۃ اے مستغیثین را غیاث :: الصلوٰۃ اے مستمندان را مغاث۔

الصلوٰۃ اے مومناں را ابتہاج :: الصلوٰۃ اے مومناں را احتیاج۔

الصلوٰۃ اے جانِ جسم و روحِ روح :: الصلوٰۃ اے کانِ الطافِ فتوح۔

الصلوٰۃ اے از قصورت عرش کاخ :: الصلوٰۃ اے از نخیلت سدرہ شاخ۔

---

① نساخ نے سخن شعرا میں لکھا ہے کہ آپ نے فارسی میں ایک دیوان اور اردو میں ۶۔ دیوان چھوڑے ہیں۔

Marfat.com

(۵) سرونج پہنچے تو ایک رسالہ مراتب الوصول لکھا۔ جس میں آپ کے کشفی احوال و اسرار تھے،

(۶) جواہر عالویہ (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام نقشبندی بزرگوں کے مختصر حالات ہیں۔

(۷) درالمعارف۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں جو شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر لکھے گئے۔ یہ ملفوظات اکثر سنین و شہور و ایام کی قید کے ساتھ ہیں۔ اور کچھ بغیر ان کے بھی ہیں۔

(۸) تفسیر رؤفی یا تفسیر مجددی، اردو زبان میں ہے (۱)

آپکی زبان اور انداز بیان کو سمجھنے کیلئے درالمعارف میں سے ایک اقتباس (پنج شنبہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ) کے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ فقیر در محفل فیض اکسیر حاضر شد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ شخص قابل پیری و لائق مسند نشینی ارشاد وقتے شود کہ علم مسائل ضروری دارد۔ و مقامات عشرہ صوفیہ کہ توکل قناعت و زہد و صبر و رضا اندر حاصل بکند و اجتناب از صحبت ارباب دنیا لازم گیرد۔ و از صحبت مشائخ کرام فیضہا دریافتہ باشد، صاحب کشف یا ادراک از خطرہ ماسوی اللہ پاک بود، ظاہر بہ شریعت آراستہ، و باطن بہ طریقت پیراستہ باشد بعد ازاں فرمودند کہ ما احوال خود چہ و الم نمائیم کہ بموجب مقولہ عراقی ست،

بہ زمین چوں سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد کہ مرا خراب کردہ تو بسجدۂ ریائی۔
بہ طواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی۔

(۱) فقہ میں کئی رسالے لکھے تھے۔ ارکان الاسلام رسالہ چھپ چکا ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔

غرۃ ربیع الاخری ۱۲۱۷ھ کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ مظہر یزدانی" آپ کا تاریخی نام ہے رام پور سے آپ دہلی پہنچے۔ اور قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد دس سال کی عمر میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے اور انہی سے کتب تصوف مثلاً رسالہ قشیری عوارف المعارف، احیاء العلوم۔ مکتوبات حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اور مثنوی مولانا روم پڑھیں۔ کتب منقول و معقول مولانا فضل امام خیر آبادی رح مولانا رشید الدین رح سے پڑھیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح سے سند حدیث حاصل کی۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر (رحمہما اللہ) سے بھی مستفیض ہوئے۔ تقریباً پندرہ سال تک حضرت شاہ غلام علی رح کی شفقتیں حاصل رہیں۔ پھر انکے وصال (۱۲۴۰ھ) کے بعد اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ۔ سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور انکے وصال (۱۲۵۰ھ) کے بعد مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے۔ آپکی غیر معمولی مقبولیت کی وجہ سے حکومت (برطانیہ) کو آپ سے متعلق شبہات پیدا ہوئے۔ تو آپ اپنی خانقاہ وغیرہ کو اپنے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر کے اپنے بھائی شاہ عبدالغنی محدث رح کے ساتھ عازم حرمین شریفین ہوئے۔

Marfat.com

مکہ معظمہ میں چار ماہ قیام کر کے مستقل طور پر مدینۃ منورہ میں قیام فرمایا
۲/ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ کو وصال ہوا۔ اور حضرت عثمان غنی رض کے قریب
دفن ہوئے۔ آپ اپنے ساتھ بہت سر بڑا علمی ذخیرہ لے کر گئے تھے۔
مدینہ منورہ میں رباطِ مظہریہ میں یہ نوادر اب بھی موجود ہیں۔
آپکے پانچ رسالے اب بھی محفوظ ہیں:۔ (۱) الانہار الاربعۃ۔ (۲) در بیان
سلاسل اربعہ۔ (۲) فوائد ضابطہ در اثبات رابطہ۔
(۳) تحقیق الحق المبین[1] فی رد الوہابیین۔ (۴) سعید البیان فی مولد سید الانس
والجان صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۵) الذکر الشریف در اثبات مولد منیف۔ انکے علاوہ آپکے
مکتوبات ہیں جو تحفۂ زواریہ کے نام سے ۱۳۷۲ھ میں شائع ہو چکے ہیں۔
تحقیق الحق المبین آپ نے شاہ محمد اسحاق دہلوی رح (م ۱۲۶۲ھ) کے جواب میں لکھی تھی،
نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی مرحوم (رئیس بھیکم پور علی گڑھ) کے دادا نواب
محمد زمان خان ابن نواب محمد باز خان نے ۳۵ سوالات، معاشرے کے رسم و
رواج سے متعلق شاہ محمد اسحٰق رح سے پوچھے تھے۔ ۵۰ سوالات بعد میں اضافہ ہوئے
اس طرح اس مجموعے کو مسائل اربعین بھی کہتے ہیں شاہ محمد اسحٰق رح نے انکے جوابات
اپنے نظریے کے مطابق دئے تھے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ان کا جواب لکھا

(۱) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے تحقیق الحق المبین ۱۳۸۶ھ میں سعید البیان ۱۳۸۵ھ میں اور تحفہ زواریہ ۱۳۸۴ھ میں شائع کی ہیں

Marfat.com

یہ سب فارسی میں ہیں۔ ان کا ترجمہ اردو میں بھی ہو گیا ہے۔

سعید البیان اردو میں ہے اور بارہا شائع ہو چکی ہے بہت سلیس زبان میں ہے اور اس طرح شروع ہوتی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.....

جمیع محامد ازل سے تا ابد ثابت ہیں اس ذات پاک کو کہ کوئی شریک اس کا نہیں۔ اور صلوٰۃ کاملہ نازل ہو جیو اوپر رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے کے کہ اسم شریف اُن کا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور آل اور اصحاب اور ازواج اور اتباع ان کے پر۔

الٰہی و مولائی لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک۔ شعر۔

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اور ایسے ہی تعریف حبیب تیرے کی ہم سے نہیں ہو سکتی جیسے آپ نے تعریف فرمائی ہے بیچ کلام مبارک اپنے کے۔ شعر

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا۔

Marfat.com

اس رسالے میں آپ نے جگہ جگہ اپنے والد صاحب کے خالہ زاد بھائی شاہ رؤف احمد رافت علیہ الرحمۃ (م ۱۲۵۳ھ) کے اردو اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱)

حضرت شاہ احمد سعید رح نے جو مکتوبات اپنے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رح وغیرہ کو ارسال فرمائے تھے ان کی تعداد ۳۷ ہے۔ زبان بہت سادہ ہے۔ مثلاً مکتوب ۵ کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات معلوم اخوی اعزی ارشدی خانی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ یاد کہ بعضے مردم بسبب جہل از حالات مشائخ کرام خود رحمہم اللہ وعدم دیدن کتب تصوف انکار از جذبات و واردات آنکہ بہ مریدان خوش اعتقاد از نظر پیران صاحب ہمت ظہور می یابد۔ می نمایند، و حجت خود، عبارت مکتوبات شریفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کہ از فقیر نولیسانیدہ بردہ اند۔ پیش می کنند۔ لہذا جواب ایشان نوشتہ می شود کہ ایشاں مراد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نہ فہمیدہ اند۔ مراد حضرت ما آں است کہ وجد و تواجد کہ عبارت

(۱) آپ شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مجدد قدس سرہ) کی اولاد میں تھے۔ رام پور میں ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۳ھ میں بندر لیس (یمن) میں حج کیلئے کے سفر میں وفات پائی۔ آپکی اولاد بھوپال میں ہے۔

Marfat.com

از رقص است در خاندانِ ما نیست چنانچہ معمول خاندانِ چشتیہ است۔ کہ سماع می شنوند و حالہا می آرند۔ رقص می نمایند۔ و حضارِ مجلس موافقِ ایشاں می نمایند۔ و آں را توجد می نامند۔ و حرکاتِ متنوعاں را وجد نامیدہ اند، در خاندانِ نقشبندیۂ مجددیہ نیست، نہ آنکہ جذبات و واردات و حالاتِ قویہ در خاندانِ ما نیست۔ معاذ اللہ من ھذا الجھل العظیم ——————

خاندان مجددیہ میں اکثر بزرگوار صاحبِ تصنیف ہوئے ہیں ہم نے صرف چند کا ذکر کیا ہے۔ اسی خاندان میں سے ایک بزرگ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان، بن شیخ حسن احمد، بن محمد ہادی، بن مروج الشریعۃ خواجہ عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی (قدس اللہ اسرارھم) بھی ہیں۔ جن کی ضخیم کتاب "روضۃ القیومیہ" بہت مشہور ہے۔ اس کتاب میں چار رکن ہیں۔ رکنِ اوّل میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ اور انکے صاحبزادوں اور خلفاؓ کے متعلق تفصیل ہے۔ کا ذکر ہے۔ رکنِ دوم میں حضرت خواجہ محمد معصوم، عدسی سرہٗ اور انکے صاحبزادوں اور خلفاؓ کے متعلق تفصیل ہے۔

Marfat.com

رکن سوم میں حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ اور انکے صاحبزادوں اور خلفا کے حالات ہیں اور رکن چہارم میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ اور انکے صاحبزادوں اور خلفا کا تذکرہ ہے۔۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے یعنی (۳۶۰+۲۵۲×۲) (۳۱۰×۱۶۰) ۱۰۸۲ صفحات ہیں۔ اصل کتاب فارسی میں تھی لیکن اس کا ترجمہ ملک فیض الدین ملک جُنن الدین نے کسی عالم سے کرایا تھا۔ اور لاہور سے بہت عرصہ ہوا (طباعت کا سال درج نہیں) شائع کیا تھا۔ ہے اس کا اہتمام اس طرح ہوا ہے جلال الدین اکبر۔ (بادشاہ) حضرت قیوم اوّل (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے وقت میں (تھا) جہانگیر بھی حضرت قیومِ اوّل کے عہد میں شاہجہان، حضرت قیوم ثانی (خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کے عہد مبارک میں اور اورنگزیب عالمگیر، کو شرف حاصل ہے کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ وہ کہتا ہے کہ "میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیومِ اوّل کی زیارت کی۔ حضرت قیوم ثانی، کے عہد میں تخت نشین ہے ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ) کا تمام عہد مبارک دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ، نے میرے آخری سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ (قیوم رابع محمد زبیر قدس سرہٗ) کے عہد میں ہوئے۔ یعنی بہادر شاہ معز الدین فرخ سیر، رفیع الدرجات، رفیع الدولۃ اور.....

317

Marfat.com

محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے ایران میں نادر شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہے۔
توران میں ابوالفیض حکمران ہے۔ بدخشان کا بادشاہ میر یار بیگ خان ہے۔ یہ تمام
بادشاہ حضرت قیوم رابع کے مرید و معتقد ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ
والتزم متابعۃ المصطفیٰ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بحمداللہ کہ برغمِ زمانہ، بپایانے آمد ایں دلکش فسانہ،
طے کنم ایں نامہ را گر نکنم چوں کنم؟ حوصلہ خامہ نیست تابِ رقم داشتن۔ ختم شد۔

اس ضخیم کتاب میں شروع کے بہت سے حالات اور واقعات ایسے بھی ہیں جن کی شہادت
کسی تاریخ سے نہیں ملتی۔ البتہ بعد کے حالات چونکہ مصنف کے عہد سے متعلق ہیں یا
قریب کے ہیں اس لئے بہت اہم ہیں۔

ہمارے اس باب چہارم والے بزرگواروں کے زمانے میں بعض ایسے شعراء بھی ہوئے ہیں جن کی
بزرگی میں کوئی شک نہیں ہے لیکن انکی شاعری انکی تصانیف پر غالب ہے۔ اس
لئے ان کا تذکرہ عمداً نہیں کیا ہماری مراد جن ذیل شعراء میں سے ہے۔
بیدل۔ سنہ ۱۱۳۳ھ ناصر علی سرہندی سنہ ۱۱۰۸ھ گلشن (م سنہ ۱۱۴۰ھ) عندلیب سنہ ۱۱۷۲ھ درد
(م سنہ ۱۱۹۹ھ اور آثر سنہ ۱۲۰۹ھ) وغیرہ۔ بہرحال ہے باقی و ماہتاب باقی۔
مارا ز تو صد حساب باقی۔

Marfat.com

باب پنجم

متاخرین

۱- اولیائے بیرون پاکستان

۲- اولیائے سرحد

۳- اولیائے پنجاب

۴- اولیائے سندھ

۵- اولیائے بلوچستان

Marfat.com

(باب پنجم - متاخرین)

اس باب میں اُن نقشبندی بزرگوں کی علمی خدمات کا ذکر ہے جو حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ (م ۱۲۴۰ھ) کے خلفاء کرام رح کے بعد ایک عالم کو مستفیض فرماتے رہے ہیں۔ ہم نے اپنی سہولت کیلئے اس باب کو پانچ حصوں میں تقسیم کر لیا ہے (۱) اولیائے بیرون پاکستان (۲) اولیائے سرحد۔ (۳) اولیائے پنجاب۔ (۴) اولیائے سندھ۔ (۵) اولیائے بلوچستان۔ لیکن جیسا کہ مقالے کا مقصد ہے صرف ان اولیاء کا ذکر کیا ہے جن کی علمی خدمات ہیں۔ دوسرے بزرگوں کا صرف سرسری ذکر کیا ہے۔

اولیائے بیرون پاکستان۔

حضرت شاہ ابوالخیر (عبداللہ محی الدین) مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رح (م ۱۲۷۷ھ) کے تیسرے صاحبزادے محمد یسین رح (م ۱۲۹۸ھ) کے صاحبزادے ہیں۔[1] آپکی ولادت دہلی میں ۲۷ ربیع الآخر ۱۲۷۲ھ کو ہوئی۔ آپنے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل (۱) حافظ عبدالقدیر (۲) قطب مکہ سید احمد دحلان (۳) شیخ الاسلام سید احمد دحلان (۴) مولانا رحمت اللہ کیرانوی۔ (۵) مولانا حبیب الرحمٰن ردولوی (۶) شاہ محمد مظہر اور (۷) شاہ عبدالغنی محدث (رحمہم اللہ) جیسے اکابر سے کی۔ آپ ابھی چار سال ہی کے تھے کہ آپکے والد صاحب نے مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف کے قریب آپکو داخل سلسلہ کر دیا۔ والد صاحب

[1] آپکے صاحبزادے حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی نے مقامات خرد مطبوعہ دہلی میں آپکے اور خاندان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہی کتاب سے مذکورہ بالا باتیں اخذ کی گئی ہیں۔

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی صلاحیتوں کو دیکھ کر جلد جلد آپکے اسباق کرائے وہ ۱۲۹۷ھ)
میں آپ کلکتہ ہوتے ہوئے (اپنے والد بزرگوار رح کے ساتھ) رام پور پہنچے۔ جہاں والد بزرگوار
رحمۃ اللہ کا انتقال ۲ر محرم ۱۲۹۸ھ کو ہو گیا پھر ۱۳۰۲ھ کے اواخر جمادی الاولیٰ
میں بمبئی کے راستے سے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ (۱۳۰۶ھ) میں واپس تشریف
لائے پھر دھلی میں مستقل قیام کیا۔ رہا۔ بکثرت علما اور اصفیا آپکی خدمت میں حاضر
ہوتے تھے اور مستفیض ہوتے تھے۔ دھلی ہی میں ۱۳۴۱ھ میں وفات پائی۔ آپ
جیسے صاحب کشف وکرامات بزرگ موجود دور میں شاید ہی کوئی ہوئے ہوں۔
آپ عربی فارسی اور اردو میں بلا تکلف شعر کہتے تھے۔ آپکی تحریرات اور ملفوظات
بھی محفوظ ہیں۔ مکتوبات چار سو سے زائد ہیں۔ جن میں سے ایک غزل میں ۳۷
فارسی میں اور باقی اردو میں ہیں۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔
میاں بھلے آدمی، یوں ہو جائے۔ صرف آرزو کر لینے سے نہ دنیا ملے نہ دین۔ محنت
کرنے سے کچھ ملتا ہے اگر تقدیر میں ہے۔ ورنہ محنت سے بھی کچھ نہیں
ملتا۔ ہم کو روپیہ مل جائے۔ ہم کو باغ مل جائے ہم کو حکومت مل جائے۔ سارے
دن خیال خام کرتے رہو دیکھو خاک بھی نہیں ملتی۔ خبط الحواس تم کیوں ہو گئے
ہو؟ جو کرو گے اسی کا پھل پاؤ گے۔ رات دن دنیا کی طلب میں سرگرداں رہو۔ اور
آرزو رکھتے ہو کہ مراتب اہل دین ومعرفت تم کو ملیں۔ ہیہات ہیہات
فلاح عاقبت نہ تمہاری آرزو پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی

Marfat.com

آرزوؤں پر بلکہ عمل پر موقوف ہے۔ (۱)

ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

روزہ دوشنبہ و پنج شنبہ بڑا ثواب کا کام ہے الصوم لی وانا اجزی بہ۔ نص قطعی ہے۔ میرے نزدیک۔ ان شاء اللہ ان اعمالِ صالحہ پر اگر تم ثابت قدم رہو گے تو عنقریب اہلِ فلاح میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور سب نحوستیں تم سے دفع ہو جائیں گے گی۔ نیتِ قیام شب کر کے سویا کرو۔ جب آنکھ کھلے اٹھ کر دو بار رکعتیں پڑھ لیا کرو۔ آنکھ نہ کھلے تو صبح کو کلمہ استرجاع پڑھ لیا کرو۔ (۲)

اشعار عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔ اور اردو میں بھی۔ ایک نعتیہ غزل اس طرح ہے

کیونکر سمندِ فکر نہ میرا وہاں تھکے۔ جس جا صفت میں روحِ امیں کی زباں تھکے۔

راہ طلب میں تیری بہت کارواں تھکے۔ پر تیری جستجو میں نہ ہم خستہ جاں تھکے۔

کچھ تو کہو ہے منزلِ مقصود کتنی دور۔ اے رہروانِ ملکِ عدم تم کہاں تھکے۔

کیا عندلیب فکر وہاں ہوئے نغمہ سنج۔ مدحت میں جس کی بلبلِ باغِ جناں تھکے۔

یہ آرزو ہے نام خدا ہو زباں پہ خیر۔ جس وقت میرا توسنِ عمرِ رواں تھکے (۳)

(۱) ایضاً صفحہ ۵۶۶)

(۲) ایضاً صفحہ ۵۶۷) (۳) ایضاً صفحہ ۶۵۵)

(۳)

Marfat.com

آپنے ایک پرچے پر پہلے دس مہلکات لکھی ہیں۔ پھر دس منجیات کا ذکر فرمایا ہے۔

مہلکات۔ البخل ۲ الکبر ۳ العُجب۔ الریاء، الحسد۔ شدۃ الغضب۔ شرہ الطعام۔ شرہ الوقاع۔ حب الجاہ۔ حب المال۔

منجیات:۔ الندم علی الذنوب۔ الصبر علی البلاء۔ الرضا بالقضاء۔ الشکر علی النعماء۔ اعتدال الخوف والرجاء۔ الزہد فی الدنیا۔ الاخلاص فی العمل۔ الاعمال۔ حسن الخلق، حُب اللہ۔ الخشوع لہ۔ (۱)

(*) ملفوظات میں میلاد شریف کے قیام سے متعلق ہے کہ آپ نے فرمایا ہم اپنے ذوق و محبت میں قیام کرتے ہیں۔ اگر کسی کو ذوق و محبت نہ ہو اور وہ قیام نہ کرے تو ہماری ناک تو نہیں کٹتی۔ تم ان سے کیوں تعرض کرتے ہو؟ (۲)

(۱) ایضاً صفحہ ۴۳۳، (۲) ایضاً صفحہ (۵۲۳)

(۴)

Marfat.com

حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ۔

آپ حضرت شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۱ھ) کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ۲۵ رمضان ۱۳۲۴ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ افغانستان کے علماء اور صلحاء کے زیر تربیت رہے۔ مولانا محمد عمیر۔ ملا امان اللہ، مولانا عبدالعلی، مولانا محمد شفیع وغیرہ سے تعلیم حاصل کرکے جامعہ ازہر۔ مصر۔ تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً ۵ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر بیت المقدس، دمشق، بغداد، کاظمین، مدائن، بصرہ، ہو وغیرہ ہوتے ہوئے واپس ہوئے۔ مصر کے قیام کے زمانے میں حج بھی کیا اور بعض اکابر علماء سے مستفیض بھی ہوئے۔

آپکی تالیفات یہ ہیں۔

(۱) الاسانید العالیہ مع صور الشہادۃ (عربی میں)۔

(۲) الخزائن المزید فی اعراب الآیہ وکلمۃ التوحید۔ (عربی میں)

(۳) القول السنی فی الذب عن الشیخ عبدالغنی (فارسی میں)

(۴) الحجۃ فی مسئلۃ اللحیۃ والقبضہ (فارسی میں)

(۵) بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید (اردو میں)

(۶) مجموعہ خیر البیان (اردو میں)

(۷) مناھج السیر و مدارج الخیر (فارسی میں)

(۸) تقویم خیری

Marfat.com

(۹) رسالہ خیر المقال فی رؤیۃ الھلال۔ (اردو میں)

(۱۰) ماذا قال الائمۃ فی ابن تیمیہ (اردو میں)

(۱۱) مسئلہ ضبط ولادت۔ (اردو میں)

(۱۲) منہج الاتباء فی الاسلام علی الانبیاء والرضا عن الاولیاء (اردو اور فارسی میں)

(۱۳) رسالہ وحدت الوجود (اردو میں)

(۱۴) البنقیات من الطبقات۔ (عربی میں)

(۱۵) مقاماتِ خیر۔ (اردو میں)

(۱۶) مقاماتِ اخیار (فارسی میں)

(۱۷) حضرت مجدد اور ان کے ناقدین (اردو)

(۱۸) المجموعۃ السنیۃ (اس میں تین رسالے ہیں۔ حضرت مجدد کا فارسی رسالہ رد الروافض۔ شاہ ولی اللہ کا عربی رسالہ المقدمۃ السنیۃ اور ان کا ایک فارسی مکتوب محمد امین کے نام۔

(۱۹) مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان (اردو میں)

(۲۰) فیصلہ پنج مسئلہ (اردو میں)

(۲۱) امام اعظم ابوحنیفہ رح (اردو میں) انکے علاوہ بعض کتابوں پر فاضلانہ مقدمے بھی لکھے ہیں ①

① یہ تمام معلومات آپ کی کتاب۔ مقاماتِ خیر۔ وغیرہ سے حاصل ہوئی ہیں۔ افسوس کہ آپ کے فاضل فرزند ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی نے تریسٹھ سال کی عمر میں ۷ شوال ۱۴۰۴ھ کو دھلی میں انتقال فرمایا۔

(۷)

Marfat.com

آپکی تمام کتابیں بہت امتیازی شان رکھتی ہیں۔ بعض نے تو کتنے لوگوں کو چونکا دیا ہے
حضرت مجدد الف ثانی رح اور انکے ناقدین" نے تمام فتنہ پردازوں کے دانت کھٹے
کر دئے ہیں۔ ایسی لاجواب تحقیق ہے کہ اس کا جواب کسی سے نہ بن پڑا۔ بڑے بڑے
پروفیسر مورخ شرما گئے۔ اس کتاب کے شروع میں آپ لکھتے ہیں۔ سیدی الوالد
حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ قدس سرہٗ نے کیا خوب کہا ہے۔ ہر گل کو باغ دہر میں کھلنا ہے خار کا
اُلجھا ہوا خزاں سے ہے دامن بہار کا۔
دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی مصلح آیا اس کے خلاف بھی پیدا ہو گئے
اور وہ جس پایہ کا مصلح ہوا اسی پایہ کے مخالف بھی ہوئے۔ امام ربانی مجدد الف
ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ آپکا ظہور اس
وقت ہوا جبکہ اکبر بادشاہ کے بے دینی شباب پر تھی۔ خود غرض خوشامد پیشہ لوگوں
نے اُسے گھیر رکھا تھا۔ ابوالفضل وغیرہ مراتب چاپلوسی کی تکمیل و ترتیب میں
مصروف تھے۔ اگر کوئی اکبر کو خوش کرنے کے واسطے اللہ اکبر کی صدا لگاتا تھا۔
تو دوسرا اس شخص کے جواب میں جل جلالہٗ کہتا تھا۔ پھر آپنے اس وقت کے
تمام فتنوں کا جائزہ لیا ہے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے)

Marfat.com

دہلی کے بزرگوں میں شاہ محمد مسعود محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۰ھ - ۱۳۰۹ھ) کو بھی بہت مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کا سلسلۂ حدیث دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) سے ملتا ہے آپ سید حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۱) (م ۱۲۸۲ھ) سے بیعت ہو کر مجاز ہوئے۔ پروفیسر محمد مسعود صاحب نے آپکی تیرہ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ (۲) مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری رح (م ۱۳۵۵ھ) آپکے مشہور خلفاء میں سے تھے جنکی تصانیف میں رکن دین (سوال و جواب کے طور پر فقہی مسائل) کو بہت مقبولیت حاصل تھی ہے

مولانا شاہ رکن الدین کی دوسری تصانیف یہ ہیں :-

توضیح العقائد۔ روح الصلوٰۃ۔ مولود محمود۔ آداب سالک کا ضمیمہ (آداب سالک) حضرت شاہ محمد مسعود رح یعنی انکے مرشد کی تصنیف ہے۔ حیدرآباد سندھ میں مولانا کے صاحبزادے مفتی محمد محمود صاحب نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو جاری رکھا ہے۔ ~~حیدرآباد (سندھ) میں مولانا کے صاحبزادے~~ حضرت مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رح جن کے جد امجد حضرت شاہ محمد مسعود محدث تھے۔

(۱) سید امام شاہ کے مرشد حضرت حاجی شاہ حسین رح (م ۱۲۲۷ھ) تھے۔ جو حضرت قاضی احمد (م ۱۲۲۳ھ) کے خلیفہ تھے شروع کے دونوں بزرگوں کا تعلق رتڑ چھتڑ (مکان شریف) ضلع گورداسپور سے ہے۔ سید امام شاہ کے خلیفہ خواجہ امیر الدین رح (کوٹلہ شریف) سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح (م ۱۳۴۷ھ) مجاز ہوئے اور حضرت میاں صاحب کے خلفاء میں سے سید اسماعیل شاہ بخاری رح (م ۱۳۸۵ھ) ہیں جو حضرت کرمان والے کہلاتے ہیں۔ پیر بڈھن شاہ کلانوری رح (م ۱۲۷۲ھ) بھی حضرت حاجی شاہ حسین رح کے خلیفہ تھے۔

(۲) رسالہ نور اسلام (شرقپور شریف) حصہ دوم۔ صفحہ ۳۸۸ - ۳۸۹ -

Marfat.com

سنہ ۱۳۰۳ھ) میں پیدا ہوئے اور مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری رح سے بیعت ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ہی کے فرزند عالی مرتبت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب ہیں۔ جو آجکل ٹھٹھہ گورنمنٹ ڈگری کالج کے پرنسپل ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں حضرت مفتی صاحب کی سولہ تصانیف کا ذکر آتا ہے (۱) مسجد فتح پوری دھلی میں ایک مدت تک آپ کا فیض جاری رہا۔ وہیں سنہ ۱۳۸۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ حضرت شاہ ابوالخیر مجددی رح سے بھی بہت تعلق رکھتے تھے۔

(۱) رسالہ نور اسلام صفحہ ۴۰۰-۴۰۱

Marfat.com

مولانا احمد حسین خان امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے حالات اور تصانیف کا کچھ تذکرہ جواہر معصومیہ کے مقدمے میں اس طرح کیا ہے ،،

جبکہ یہ متوسل خاندانِ عالیہ خواجگان نقشبندیہ، منتسب طریقۂ بہیّہ مجددیہ، خاک پائے درویشانِ جمیع خالوادگان فقیر احمد حسین خان حنفی امروہوی سجادہ نشینِ والدی قطبِ زمان حضرت حاجی محمد عباس علی خان قادری السہروردی نقشبندی المجددی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العالی تصنیف و تالیف کتب عدیدہ مفضلہ تحت (۱) سنن احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ (۲) مجموعہ سوانحات یعنی سوانح حضرت مولانا رومی، و سوانح حضرت سیدنا خواجہ محمد باقی، و سوانح خاندانِ حضرت مرشدنا حکیم پادشاہ الہ آبادی قدسنا اللہ باسرارہم السامی۔ (۳) جواہر مجددیہ (۴) عوامل احمدیہ۔ (۵) تصحیح ترجمہ روضہ قیومیہ۔ ترجمہ کتاب حضرات القدس سے فارغ ہوگیا۔ تو مخلص صمیم محب قدیم جناب مولوی ملک فضل الدین صاحب ککے زئی

ماجر کتب قومی ① جواہر معصومیہ (مطبوعہ لاہور صفحہ ۲) کے حاشیے میں محمد عباس علی خانؒ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کا سلسلہ سہروردی بتوسط جناب حکیم پادشاہ صاحب الہ آبادی و دیگر بزرگان الہ آبادی جناب شیخ قوام الدین عرف حاجی مین لکھنوی خلیفہ جناب مخدوم جہانیاں جہاں گشت رح سے متصل ہے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بتوسط جناب حکیم پادشاہ صاحب جناب فرخ علی شاہ عرف شاہ محمد عاشق مولانا سید ابو الحسن محمد شاہ مراد اللہ رح مولانا نعیم الدین پرتاب گڑھی رح جناب میر زاجان جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہے اور سلسلہ نسب خواجہ امیر کلال قدس سرہ سے متصل ہے۔

Marfat.com

کشمیری بازار لاہور نے ایک مختصر تذکرہ حالات قطب الاقطاب غوث اولی الالباب حضرت عروۃ الوثقیٰ ابوالخیرات مجدد الدین حافظ حاجی خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی سرہندی قدس سرہ السامی تحریر کرنے کی فرمائش فرمائی۔ باوجود بے بضاعتی وکم لیاقتی وعدیم الفرصتی کے حقیر سراپا تقصیر نے اس امر بزرگ اور کار سترگ کی بعجلت تمام انجام دہی شروع کر دی اور بتاریخ ۲۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۱ھ بتمام حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن ختم کر دیا۔ افسوس ہے کہ بتاریخ ۲ ذی الحجۃ ۱۳۴۱ھ صاحب موصوف (ملک فضل الدین) نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی (انا للہ وانا الیہ راجعون) خدائے کریم انکی مغفرت فرمائے اور ان کے لائق جانشین فرزند خلف ملک جمال الدین کو صبر اور توفیق خیر عطا فرمائے اور مرحوم ومغفور کے قدم بقدم چلائے آمین ثم آمین"۔

(۱)

مولانا احمد حسین خان رد کے خلیفہ مولانا اختر محمد خان۔ اپنی کتاب جواہر ہاشمیہ حیدرآباد دکن (سنہ ۱۹۳۸ء) کے صفحہ ۶۰۔ (بعد میں لکھتے ہیں۔ حضرت علامہ زمان مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خان امروہوی صوفیہ کرام میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ اور ہندوستان میں مروجہ چاروں سلسلوں کے آپ تعلیماً وتفصیلاً جامع ہیں۔ اسی واسطے آپ کے نام نامی کے ساتھ الفاظ "مجمع السلاسل" عام طور پر لکھے جاتے ہیں۔ آپ عرصہ دراز تک حیدرآباد دکن میں ایک مذہبی خدمت پر مامور تھے۔ پھر کتاب الحضرات القدس کے پہلے حصے کا آپنے ترجمہ فرمایا اور اس کا نام شاہزادہ اعظم جاہ بہادر ولی عہد سلطان

(۱) یعنی سنہ ۱۳۵۷ھ تک مولانا احمد حسین خان رد ضرور زندہ تھے جیسا کہ جواہر ہاشمیہ کے اندرون بیان سے ظاہر ہے۔
۱۹۳۸ء

Marfat.com

دکن حفظہ اللہ عن شرور الزمن کے اسم گرامی پر معنون کر کے ارغمان اعظم جاہی رکھا۔ تو آپکو اس صلے میں بہ معافی خدمت پوری تنخواہ مسامحی بطور وظیفہ عطا کی گئی جو تا حین حیات آپکے نام جاری رہیگی۔ پھر مولانا اختر محمد خان نے "گرانمایہ مثنویاتِ تصوف" کے دیباچہ نگار میر لیاقت علی خان منصب دار سرکار عالیہ حیدرآباد دکن کا بیان اس طرح نقل کیا ہے) حضرت مولانا موصوف کی تاریخ ولادت ۲ شعبان ۱۲۸۹ھ، شبِ دوشنبہ وقتِ تہجد ہے۔ مولد امروہہ ضلع مرادآباد شمال ہند ہے۔ وہیں آپنے علوم ظاہری معقول و منقول تحصیل کئے۔ اکثر کتب درسیہ آپکو ازبر ہیں۔ آپنے علوم باطنی کا فیض متعدد شیوخ سے پایا۔ اولاً تاریخ ۲ رجب ۱۳۰۲ھ روز سہ شنبہ بعد نمازِ ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ عباس علی خان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہوی سے بیعتِ توبہ فرمائی۔ اور ۱۱ سال کے بعد بتاریخ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۱۶ھ شبِ جمعہ بعد نماز مغرب بعد تکمیل سلوک ہر سہ طریق میں خلافت تامہ حاصل کی اور جب سے آپکا فیضان جاری ہے.....

اس کے بعد مولانا اختر محمد خان لکھتے ہیں.... آپ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ کو حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری بریلوی بریلوی کی ملاقات کیلئے بریلی شریف حاضر ہوئے۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ عین نمازِ مغرب کے قعدہ آخرہ میں انکو سرکار ابد قرار دربار غوثیت سے ارشاد ہوا کہ آپکو اپنے سلاسلِ طریقت اور علمِ ظاہری کی خلافتِ نامہ عطا کریں۔ چنانچہ انہوں نے نماز کا سلام پھیرتے ہی آپکو اپنے

Marfat.com

سر کا عمامہ عطا فرمایا اور خلافتِ سلاسلِ باطنیہ و اجازتِ علوم ظاہرہ بخشی۔ اور خلافت نامہ عطا کرنے کی تاریخ "تاج الفیوض" الہام ہوئی جس سے سنہ ۱۳۳۰ھ نکلتے تھے۔ آپ نے عربی میں بھی شاعری کی ہے۔ حضرت شیخ سعدی رح کے مشہور قطعہ + بلغ العلیٰ بکمالہ کے ہر مصرعہ کے ساتھ ۶-۶ مصرعے بڑھا کر مسدس بنایا ہے۔ منجملہ اس کے صرف مصرع اول کے متعلق تضمین کا نمونہ یہ ہے۔

لمّا رقیٰ بنعالہ۔ بالعرش لیل وصالہ۔ شرفت بہ وبحالہ
عُلیاہ فی اکمالہ۔ ودنی القوس منالہ۔ بجوابہ وسوالہ

بلغ العلیٰ بکمالہ

آپ کی تصانیف میں سے جواہر معصومیہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۳۴۲ھ میں کتابت ہوئی تھی۔ لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں باریک قلم سے بڑے سائز کے ۴۹ صفحات ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے خاندانی حالات، ولادت و تعلیم۔ عبادات و کرامات اور تصانیف و خلفا وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس کتاب سے پہلے آپ جواہر مجددیہ لکھ چکے تھے۔ وہ کتاب بھی اسی انداز کے ۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور مکتوبات امام ربانی قدس سرہ کے اس اردو ترجمے کے شروع میں شامل ہے۔ جو ملک چنن الدین نے لاہور سے شائع کیا تھا۔ اس میں بھی خاندانی حالات۔ ولادت و تعلیم مخصوص کمالات و معمولات تصانیف اور صاحبزادگان و خلفا کا ذکر ہے۔ آخر میں جناب حسین احمد خان رح نے حضرت مجدد الف ثانی رح قدس سرہ کی مدح میں اپنی لکھی ہوئی دو منقبتیں بھی شامل

Marfat.com

کردی ہے ہیں جو اس طرح شروع ہوتی ہیں۔

پلا دے ساقیا ساغر مجددِ الف ثانی رہ کا ؛ کہ ہوں مدت مشتاق میں یکسر مجدد الف ثانی کا (گیارہ اشعار)

دکھا دے اے خدا روضۂ مجددِ الف ثانی رہ کا ؛ کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی کا (۱۲۳ اشعار)

پھر آپ کے ایک خلیفہ محمد عبدالرحیم بیگ کی لکھی ہوئی ایک منقبت بھی آخر میں شامل ہے۔

تعالی اللہ کسے یارا ہے آنحضرت کی مدحت کا ؛ ہے نام پاک شیخ احمد گل باغ ولایت کا (۱۱۵ اشعار)

Marfat.com

مولانا ھدایت علی رام پوری ثم جے پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رام پور (یو۔پی) سنہ ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں علوم ظاھری کی تحصیل مولانا ارشاد علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ پھر آپ جے پور (ریاست) تشریف لے گئے جہاں آپکے بہنوئی حاجی محمد علی ممبر کونسل تھے۔ وہیں آپنے مولانا محمد علی شیر خان نقشبندیؒ سے بیعت ہوئے۔ اور اٹھارہ سال تک ان سے مستفیض ہوتے رہے۔ جے پور میں آپ نقل نویسی کا کام کرتے تھے۔ اور عسرت سے زندگی گذارتے تھے۔ لیکن اسی حالت میں آپنے اجمری دروازے کے باھر ایک مسجد کی تعمیر شروع کرائی۔ وہیں ایک مدرسہ تعلیم الاسلام بھی قائم کیا اور اس کے اخراجات کیلئے جائداد اور مکانات بھی بنوائے بعض حاسدوں کے شر کی وجہ سے آپ پھر دوسرے محلے میں چلے گئے وہاں بھی ایک مسجد اور مدرسہ قائم کیا ایک اور مسجد ھدایت باغ میں شروع کرائی۔ جو بعد میں آپکے پوتے مولانا عبد الرحیم رح نے مکمل کرائی۔ سنہ ۱۳۶۵ھ میں حج کیا اور سنہ ۱۳۷۰ھ میں جے پور میں وفات پائی۔

آپکی تصانیف یہ ہیں۔ (۱) فتوح الحرمین۔ (۲) معیار السلوک۔ (۳) احسن التقویم (۴) دُرِّ لآلی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات کے تینوں دفتروں کا خلاصہ (۵) حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مکتوبات کا خلاصہ۔ (۶) مثنوی مولانا روم رح کا خلاصہ۔ آپکا سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے انکے خواجہ حضرت خواجہ محمد سعید سرھندی قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندی

Marfat.com

اور ان سے حضرت خواجہ عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ ان سے خواجہ محمد حنیف سرہندی
ان سے خواجہ زکی پارسا سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ اُن سے خواجہ ابوالمساکین شیخ محمد ٹھٹوی
ان سے سلطان الاولیا خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ اُن سے قاضی احمد رہ ان سے خواجہ
سید حسین علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے خواجہ سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ اُن سے خواجہ شیر محمد
رحمۃ اللہ علیہ ان سے خواجہ علی شیر خان رحمۃ اللہ علیہ۔ اور ان سے آپ مستفیض ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات کا خلاصہ دُرِّ لآلانی کے نام سے موسوم ہے۔
اس کے شروع میں حمد و نعت و منقبت کے بعد آپ اسطرح تمہید لکھتے ہیں۔

مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ الیٰ
جامع حقائق شریعت و طریقت ہیں۔ شارح حقائق حقیقت و معرفت ہیں۔ اور
رہنمائے علماء ربانی و سراج عرفانی حقانی ہیں۔ اگر ان مکتوبات کو کوئی بغور پڑھے
اور سمجھے اور عمل کرے تو اس کے واسطے اس نے بہتر کوئی کتاب علم تصوف میں فائدہ
مند نہیں۔ ان مکتوبات شریف میں قال شریعت اور حال طریقت اور لطائف
و اسرار ذات و صفات الٰہی خوب بیان کئے ہیں۔ اور ایسے ایسے علوم و معارف بیان
فرمائے ہیں جو بزرگان سابقین کی کتابوں میں درج نہیں۔ یہ خاص معرفت و علوم
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے ہیں .....

آپنے تینوں دفتروں کے مکتوبات میں سے کچھ مطالب اردو میں لے لئے ہیں اور
کہیں کہیں "آگاہی" کے عنوان سے تشریح بھی کی ہے مثلاً دفتر اول کے مکتوب

Marfat.com

نمبر ۱۰۸ میں سے ایک اقتباس اس طرح ہے۔

نبوت ولایت سے افضل ہے خواہ وہ ولایت نبی ہی کی ولایت ہو۔ ولایت کا رُخ خدا کی طرف ہوتا ہے خلق کی طرف نہیں ہوتا اس لئے وہ خلق کو پوری ھدایت نہیں کر سکتا۔ اور نبوت کا رُخ خلق کی طرف ہوتا ہے اس لئے اس سے پوری ھدایت کا حق ادا ہوتا ہے۔

اس اقتباس کے بعد "آگاھی" کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

بعض اکمل ولی جو کمالات نبوت سے بافنا تام اور بقا اکمل سے مشرف ہوتے ہیں وہ بھی بہ اتباع نبی، حالت صحو میں ہوتے ہیں۔ اور خلق کو ھدایت کرتے ہیں۔ اور خالق مخلوق کے درمیان مثل حرف مشدد کے ہوتے ہیں۔

آپنے مکتوبات میں سے عموماً مختصر اقتباسات درج کئے ہیں۔ بلکہ بعض مواقع پر صرف ایک جملہ ہی لے لیا ہے۔ آپ کا ترجمہ بہت کچھ مولانا قاضی عالم الدین کے ترجمے سے ملتا جلتا ہے جو انہوں نے تینوں دفتروں کا کیا تھا۔ اور جسے ملک جنن الدین نے الدواکے قومی دکان لاہور سے شائع کیا تھا۔

Marfat.com

حضرت سید محمد عبد الحلیم شاہ امروہوی ثم جے پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پھر عربی اور فارسی علوم کی تحصیل کے بعد آپ جے پور چلے گئے۔ وہاں محکمہ شتر خانہ میں ملازم ہوگئے۔ اور فوجی ملازموں کو بھی پڑھانے لگے۔ وہاں سوانح نگار سے حضرت سید زمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ تو آپ ان سے بیعت ہوئے۔ اور سلوک طے کیا ان کا سلسلہ بھی حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ودس سترہ تک پہنچتا ہے (۱)

حضرت سید محمد عبد الحلیم علیہ الرحمۃ نے طویل عمر پائی۔ اور ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ کو جے پور ہی میں وفات پائی۔ آپ کا ایک دیوان (۲) یادگار ہے جس کی ابتدا آپ کے شیخ کی منقبت کے ایک قصیدے سے ہوتی ہے۔

بجا ہوا ہے گل شوق سے مرا دامن ؛ کہ نشاط سے چہرہ ہے مثل خور تاباں
دماغ، بادہ جام الست سے پُر کیف ؛ خیال شوق عروج و علو میں سرگرداں۔
نگاہ جلوہ حسن وجود سے حیران۔
طبیعت اوج معانی کی فکر میں مشغول ؛ خیال شوق عروج و علو میں سرگرداں۔

(۱) یعنی حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے ابو سعید، ان سے گل محمد، ان سے محمد شریف، ان سے عبد الغفور اور ان سے سید زمان شاہ مستفیض ہوئے۔

(۲) یہ دیوان کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے ۱۹۵۷ء والے ایڈیشن میں (اور بعد میں بھی) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کا سیر حاصل مقدمہ ہے۔

Marfat.com

بہت مرصع قصیدہ ہے اور ذوق دھلوی کی طرح آپ نے بھی مختلف علوم (باطنی) کا ذکر کیا ہے
بقا، فنا، فنا الفنا، حضور، غیب، عین الغیب، اعیان، تنزیہ، شیون جمالی،
شہود، وحدت، مرکبات، بسائط، وغیرہ کا عمدہ رنگ چڑھایا ہے۔ اور زور
بیان، رفعت تخیل اور عمدہ تراکیب ہر جگہ ہیں۔
ستر اشعار ہیں اور اختتام انتہائی خلوص کے ساتھ ہے۔

مراد جود، مرا نام، یہ نمود، یہ بود۔ کچھ اس طرح سے مٹیں ہم کوئی نہ پائے نشان۔
نہ سمجھے کوئی کہ عبدالحلیم تھا کوئی۔ ہو میری ہستی فانی خیال وہم و گمان سے
نہ میں رہوں، نہ میری آرزو رہے باقی۔ مرا ظہور ہی ہو جائے تہمت وہتاں۔

یہ بھی غزلیں بھی سلوک کے مختلف منازل کی نشاندہی کرتی ہیں۔ مثلاً یہ اشعار ملاحظہ ہوں

کسے سچا سمجھئے کس کو جھوٹا عقل حیراں ہے۔
نفی اثبات کا ہو کس طرح سے امتحان دل میں۔
بظاہر لاکھ تو مجھ سے نہاں ہے۔
مگر باطن میں تو عین العیاں ہے
نمود و بود جو کچھ ہیں ہمیں ہیں۔
کہیں ظاہر کہیں خلوت گزیں ہیں۔
یہی مرشد یہی احمدؐ یہی حق۔
محیط کل ہوئی ہے وحدت شیخ۔

Marfat.com

آپکی غزلیں مسلسل ہیں اور انکے مضامین آپس میں مربوط ہیں مثلاً"

ہر جگہ جلوہ عیاں ہے آپ کا۔

مجھ کو ہر شئی میں گماں ہے آپ کا۔

دیر میں دھم و گماں ہے آپ کا۔

اور نہ کعبے میں نشاں ہے آپ کا

ڈھونڈنے والے کو ملتے ہیں کہاں۔

کہیے تو کس جا مکاں ہے آپ کا

لامکاں تو بس فقط کہنے کو ہے۔

قلب مومن ہی ہاں مکاں ہے آپ کا

آپکے وہ نازو انداز ہیں۔

شیفتہ سارا جہاں ہے آپ کا۔

ایک پُر کیف غزل یہ ہے:

خوب آتا ہے تجھے رنگ جانا جانا۔

جستجو میں تری پھرتا ہے زمانہ جانا۔

ترک کیوں کر دیا فرمائیے آنا جانا۔

آپ نے چھوڑ دیا دل سا ٹھکانا جانا۔

غش میں آجائیں گے موسیٰ کی طرح لاکھوں ہی تم نہ بے پردہ کہیں جلوہ دکھانا جانا۔

Marfat.com

دل بھی لو، جان بھی لو، سر بھی لو مرا حاضر ہے۔

چھوڑ دو مجھ سے مگر مُنہ کا چھپانا جانا۔

آپ کا پورا کلام اسی انداز کا ہے اور عارفانہ مضامین پر محیط ہے۔

Marfat.com

حسین حلمی الیشیق مدظلہ۔ (ترکیہ)

یہ مقالہ نامکمل رہیگا اگر حضرت حسین حلمی الیشیق مدظلہ کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رح (م ۱۲۴۰ھ) کے ممتاز خلیفہ مولانا ضیاء الدین خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ دہلی سے جاکر شام، عراق، ترکیہ، اور مصر وغیرہ ممالک میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ اور اس قدر فیض پھیلایا کہ جگہ جگہ انکو یاد کیا جانے لگا۔ انکے سلسلے کو سلسلہ خالدیہ کہا جانے لگا انکے خلیفہ سید طٰہٰ حکاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انکے خلیفہ سید فہیم آروای رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خلیفہ سید عبدالحکیم آروای رح (م ۱۳۶۳ھ) تھے۔ موخر الذکر بزرگ کے خلیفہ حسین حلمی الیشیق۔ مدظلہ ہیں۔ (۱) انہوں نے ایران پاکستان، ہندوستان وغیرہ ممالک کا سفر کیا ہے۔ عربی فارسی اور انگریزی جرمنی فرانسیسی زبانیں بلا تکان لکھتے ہیں۔ اور اب تک قریب دو سو عربی اور فارسی کی کتابیں (تصوف فقہ وغیرہ پر) دوسرے علماء کی لکھی ہوئی شائع کر چکے ہیں۔ اردو کی کتابیں بھی عکس لیکر شائع کر چکے ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں تمام عالم اسلام میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ

(۱) صاحبزادہ میاں جمیل احمد نیر قپوری مدظلہ ۲ دسمبر ۱۹۷۸ء کو حسین حلمی صاحب کی ملاقات کیلئے استنبول (ترکی) تشریف لے گئے تھے۔

Marfat.com

کے مکتوبات خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مکتوبات اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کی دوسری کتابیں بھی (بلکہ حضرت شاہ زوار حسین رح کی مرتب کردہ کتابیں) آنفرہ سے دوبارہ شائع کر چکے ہیں۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

حدیث نبوی ص است کہ امت من در ہفتاد و سہ فرقہ متفرق خواہد شد و از میان آنہا فقط یک فرقہ ناجی است و آں است اہل سنت والجماعت۔ ما می خواہیم کہ مسلمین مخصوصاً افراد حق وہابی، شیعی، قادیانی و بہائی را بسوء صراط مستقیم اسلام راہنمائے کنیم۔ و ما سعی می داریم کہ اسلام را بیشتر گسترش بدہیم۔ برائے دست آوردن ایں ہدف متون اسلامی نوشتہ اکابر و مشاہیر اسلام (اہل سنت والجماعت) چاپ خواہد شد۔ (۱)

(۱) رسالہ نور اسلام (شرقپور) حصہ دوم صفحہ ۴۸۳، ایک خاص بزرگ پیر محمد صادق مجددی رح سنہ ۱۳۹۶ھ، جو کابل میں قید رہے ہیں افغانستان کی طرف سے مصر اور سعودی عرب میں قریب ۲۵ سال سفیر رہے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایسے مجاہد، عالم، فاضل سلسلہ نقشبندیہ کے مبلغ پورے بلاد اسلامیہ میں عزت و احترام سے دیکھے جانے والے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں افسوس کہ انکی تصانیف کا علم نہیں۔

Marfat.com

(۲) اولیائے سرحد

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے زمانے سے صوبہ سرحد میں نقشبندی سلوک عام ہوا۔ ملا عبدالکریم سنّامی بن درویز الحنفی پشاوری رح نے علاقہ یوسف زئی (باغستان) میں سنہ ۱۰۷۲ھ میں وفات پائی۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ کا ایک مکتوب نمبر ۲۷۸۔ (دفتر اول) آپ کے نام ہے۔ ایک کتاب مخزن الاسلام آپکی یادگار ہے۔ ① حضرت مجدد قدس سرہٗ کے خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۰۵۴ھ) سے شیخ نور محمد پشاوری رح (م سنہ ۱۰۵۹ھ) بیعت ہوئے۔ اور یوسف زئی قبیلے کے بہت سے لوگوں کو شیخ نور محمدؒ سے فیض پہنچا۔ بلکہ آج بھی انکی اولاد نواح پشاور میں اپنے فیوض کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضرت عبداللہ المعروف "حاجی بہادر" الہ آبادی جو بعد میں کوہاٹ میں سکونت پذیر ہوئے وہ بھی حضرت آدم بنوری رح سے بیعت ہوئے۔ سنہ ۱۰۹۹ھ میں وفات پائی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مکتوبات میں جن خلفا یا بزرگوں کا ذکر اس علاقے سے متعلق ملتا ہے وہ یہ ہیں۔

مولانا محمد صدیق پشاوری رح عبداللہ پشاوری رح نعمت اللہ پشاوری رح محمد علیم جلال آبادی رحمہم اللہ علیہم

① نزہۃ الخواطر۔ جلد (۵) صفحہ ۲۴۲۔

② حضرت آدم بنوری راجب ہندوستان سے افغانستان تشریف لے گئے تو راستے میں سرائے اکوڑہ میں شیخ رحم کار رح (م سنہ ۱۰۶۳ھ) سے ملاقات ہوئی اور انکے زہد و تقوی سے بہت متاثر ہوئے (دیکھیں اعجاز الحق قدوسی کی کتاب تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۹۳۔ لاہور سنہ ۱۹۶۶ء)

Marfat.com

حاجی محمد اسمٰعیل غوری پشاوری رح (م ۱۱۱۱ھ) بھی اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے شیخ آدم بنوری رح کے خلفاء میں سے شیخ سعدی لاہوری رح (۱۱۰۸ھ) اور یار محمد گل مہاری سے فیض حاصل کیا۔ (۲)

سید حسن پشاوری رح (م ۱۱۱۵ھ) کے صاحبزادے شاہ محمد غوث رح (م ۱۱۵۲ھ) نے بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت مجدد الف ثانی رح قدس سرہ کے پوتے حضرت صبغۃ اللہ رح میاں عبد الاحد وحدت۔ میاں گل محمد رح اور میاں شیخ عبد النبی نقشبندی وغیرہ سے بھی مستفیض ہوئے۔ (۳) حافظ عبد الغفور پشاوری رح (م ۱۱۱۶ھ) نے حاجی محمد اسمٰعیل غوری پشاوری سے خلافت حاصل کی۔ (۴)

حضرت یحییٰ (حضرت جی) رح (م ۱۱۲۱ھ) بھی حضرت سعدی لاہوری رح کے خلیفہ تھے اور میاں عمر چکنی رح (م ۱۱۹۰ھ) "حضرت جی" کے خلیفہ ہوئے۔ (۵)

مولانا عبد الحی رح بڑھانہ ضلع مظفر نگر۔ یو۔پی۔ حضرت سید احمد شہید بریلوی رح (م ۱۲۴۶ھ) سے بیعت تھے۔ خیبر میں ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت سید احمد شہید رح کا تعلق بھی نقشبندی سلسلے سے تھا۔ (۶)

(۱) اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۳۸۴ (۲) ایضاً صفحہ ۳۹۷۔ (۳) ایضاً صفحہ ۴۱۷
(۴) ایضاً صفحہ ۴۴۳ (۵) ایضاً صفحہ ۴۵۳ (۶) اعجاز الحق قدوسی کما حبا لے صفحہ ۴۶۴ میں شیخ محمد شعیب رح م ۱۳۲۲ھ اور صفحہ ۵۹۹ میں خواجہ عبد الرحمٰن چھوروی رح م ۱۳۴۲ھ کا ذکر کیا ہے کہ وہ نقشبندی سلسلے میں داخل تھے۔ (۷) ایضاً صفحہ ۴۷۰

Marfat.com

ایک اور بزرگ خواجہ عبدالرحیم باغدری رح کا ذکر بھی آتا ہے کہ وہ باغدرہ میں پیدا ہوئے جو گندگر پہاڑ میں واقع ہے۔ بعد میں پوموھڑہ شریف (ضلع راولپنڈی) کے مشہور بزرگ خواجہ محمد قاسم نقشبندی رح سے بیعت ہو کر خلیفہ مجاز ہوئے۔ (۱)

خود خاندان مجددیہ کا براہ راست فیض بھی ہنوز صوبہ سرحد میں جاری ہے۔ مولانا عبداللہ جان فاروقی مجددی مدظلہ نے حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت رح کے مکتوبات "گلشن وحدت" کراچی سنہ ۱۹۶۶ء کا جو مقدمہ لکھا ہے اس میں فرماتے ہیں۔ ان مکتوبات کا قلمی نسخہ فقیر فقیر کے جد امجد حضرت جیو شاہ فضل احمد سرہندی رح قدس سرہ کی خانقاہ فضیلہ کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ موصوف رح سلطنت مغلیہ کے زوال کے عہد میں سنہ ۱۱۸۷ھ (مطابق سنہ ۱۷۷۳ء) سرہند شریف سے ہجرت کر کے پشاور میں تشریف لے آئے یہاں کے ہزاروں لوگ انکے فیوض باطنی سے سیراب ہوئے۔ سلخ ماہ ذالحجہ سنہ ۱۲۳۱ھ کو ۸۴ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار وہاں چوک ناصر خان محلہ حضرت فضل حق رح میں واقع ہے۔ آپ کا انتساب باطنی حضرت شاہ محمد پارسا رح سے تھا۔ (۲) ان کا حضرت پارسا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا حضرت شیخ عبیداللہ نیز خواجہ نقشبند ثانی رح سے تھا۔ پھر ان کا حضرت خواجہ محمد معصوم رح سے اور ان کا امام ربانی مجدد الف ثانی رح

(۱) ایضاً صفحہ ۵۹۲ (۲) نزہۃ الخواطر جلد ۵ صفحہ ۳۴۲ (۳) یعنی شاہ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت محمد عبیداللہ بن خواجہ محمد پارسا معصوم بن حضرت الف ثانی قدس سرہ رحمہم اللہ علیہم

Marfat.com

حضرت شیخ احمد سرھندی رح سے تھا۔ آپکی اولاد امجاد نے سکھوں کے دور حکومت کے وقت سنہ ۱۲۶۲ھ مطابق سنہ ۱۸۴۶ء) پشاور میں سے ھجرت کی۔ اور مقام تنگی میں چند سال کے قیام کے بعد مریدوں کی خواہش کا سے تھانہ علاقہ سوات (ملاکنڈ ایجنسی - پس آکر آباد ہوئے۔ (۲) حضرت خواجہ فضل احمد سرھندی رح (م سنہ ۱۲۳۱ھ) کے ایک ممتاز خلیفہ مولانا محمد رضا۔ نوحانی میاں خیلی رح (م سنہ ۱۲۷۳ھ، زکوڑی شریف۔ (قریب ڈیرہ اسماعیل خان) میں تھے۔ انکے صاحبزادے مولانا محمد حسن رح سنہ ۱۳۱۵ھ اور مولانا محمد حسین رح سنہ ۱۳۲۵ھ تھے۔ مولانا محمد حسن رح نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی شان میں ایک مبسوط منقبت لکھی تھی جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

چراغ تشنہ دلان خواجہ معصوم۔
ملاذ مستمدان خواجہ معصوم۔
سراج اولیاء آں قطب عالم۔
شفیع اھل عیال خواجہ معصوم۔
غیاث المسلمین آں غوث اعظم۔
معین اہل ایماں خواجہ معصوم۔

مولانا محمد حسن رح کے بھائی مولانا محمد حسین رح بھی فارسی میں لکھتے تھے ایک نعت کے اشعار یہ ہیں۔

(۳) مقدمہ گلشن وحدت (کراچی سنہ ۱۹۶۶ء)

Marfat.com

توئی کانِ ھدیٰ ومہبطِ آیاتِ ربّانی۔
توئی ھم مطلعِ انوارِ عرفاں یارسول اللہ۔
زنورِ روئے خوبت، نورِ بیضاء مقتبس باشد۔
زولت منفعل لعلِ بدخشاں یارسول اللہ۔
زمین وآسماں از حبِّ تو درگردش وساکن
شدہ عاشق برویت جنّ وانساں یارسول اللہ۔ (۱)

(۱) زکوڑی شریف کے ان بزرگوں کے متعلق دیکھیں۔ مضمون سید نور محمد قادری صاحب کا سہ ماہی رسالہ نورِ اسلام۔ اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم ۱۸۱-۱۸۴۔

346
Marfat.com

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ قندہار میں (م ۱۲۱۶ھ) میں پیدا ہوئے۔[1] شروع ہی سے اہل اللہ حضرات کی زیارت کا شوق تھا۔ صرف اور نحو و منطق پڑھی لیکن علوم باطنی کا شوق غالب تھا۔ شورشِ عشق سے ایک مرتبہ کابل میں تیرہ دن تک بے ہوش رہے۔ پھر پشاور روانہ ہوئے۔ وہاں سے بغداد کردستان بصرہ وغیرہ تلاش مرشد میں پھرتے رہے۔ پھر قلات کی طرف سے بمبئی پہنچے اور وہاں حضرت شاہ ابوسعید (م ۱۲۵۰ھ) سے بیعت ہوئے۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ میں حج کیلئے جارہا ہوں۔ آپ دہلی جاکر میرے فرزند شاہ احمد سعید رح سے مستفیض ہوں۔ چنانچہ آپ دہلی پہنچے۔ اور ایک سال دو ماہ اور پانچ روز حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تجدید بیعت کرکے مستفیض ہوتے رہے آپ کو اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت تھی کہ انکے نعلین مبارک اپنے منہ میں رکھ کر رویا کرتے تھے۔ اور ان کا بیت الخلا خود صاف کیا کرتے تھے۔ آپ سے آپ کے شیخ کو بھی بہت زیادہ محبت تھی۔ قادریہ اور چشتیہ طریقوں میں بھی اُن سے خلافت حاصل کی۔

[1] آپکے حالات مولانا شاہ زوار حسین رح کی کتاب عمدۃ السلوک (حصہ دوم) سے حاصل کئے ہیں۔ حضرت شاہ احمد سعید رح کے دوسرے مشہور خلیفہ حافظ محمد ولی النبی رح (رام پور تھے) انکے خلیفہ حاجی مجتبیٰ خان رح تھے۔ جنہوں نے خیرپور سندھ میں سلسلے کی تبلیغ فرمائی اور وہیں وفات پائی۔ انکے خلیفہ مولانا منظور حسین صاحب ہیں جو مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔

Marfat.com

لیکن نقشبندیہ سلوک سے خصوصی تعلق رہا۔ آپکے مکتوبات مولانا محمد عادل بن فیض محمد کاکڑی نے جمع کئے تھے اور جناب مفتی عطا محمد صاحب (خطیب جامع مسجد چودھوان ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) نے تصحیح کرکے (۱۳۸۳ھ) میں شائع کردئے ہیں۔ آپکی وفات (شنبہ ۱۲۸۴ھ) کو موسیٰ زئی شریف (متصل کوہ سلیمان) میں ہوئی اور وہیں مزار اقدس ہے۔

آپکے مکتوبات صرف تیس (۳۰) مل سکے ہیں۔ جو عربی میں کم ہیں۔ فارسی میں زیادہ ہیں۔ پہلا مکتوب جو آپکے خلیفہ محمد جانان اخوندزادہ ساکن مرغہ کے نام ہے اس طرح شروع ہوتا ہے۔

الحمد للہ الذی أطلع فی فلک ازلی شمس النبوۃ المحمدیۃ وأشرق من أفق اسرار الرسالۃ مظاہر تجلیات الاحمدیۃ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اخوی عزیزی ارشدی محمد جانان اخوندزادہ صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ عن الآفات الدینویۃ والاخرویۃ وجعلہ اللہ عاشقاً ومحباً لذاتہ تعالیٰ۔

از فقیر حقیر لاشئ درست محمد عفی عنہ۔ بعد سلام مسنون اشتیاق مشحون آنکہ نصیحتے کہ بیاران نمودہ می شود ملحوظ می باید داشت کہ شرط اجازت وترویج الطریقۃ الصوفیۃ استقامت است ظاہراً وباطناً باحکام شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یک ذرہ حتی المقدور از حدود شریعہ تجاوز نہ فرمایند۔ خصوصاً صلوٰۃ خمسہ بہ اول وقت بہ جماعت گذارند۔ مگر نماز صبح وہر ساعت بذکر ومراقبہ

Marfat.com

حق تعالیٰ مشغول بودن وقلة الکلام وقلة الطعام وقلة المنام وقلة الاختلاط مع الانام کردن وبه توبه وصبر وقناعت وزهد وتوکل وشکر وخوف وتسلیم ورضا موصوف بودن. وکشف وکرامات وخرق عادات را مثل عوام الناس در نظر نیاوردن. واز خود واز ماسوای نا امید بودن. وفقر وفاقه را غنمت عظمیٰ دیدن وطمع در مال میران وغیره نیاوردن. ونظر بقبول وردّ خلق نه کردن. واز غنی واهل غنی محترز بودن. وخدمت علما وفقرا بمال وجاه وتن کردن واز غیبت ومذمت خلق اجتناب بودن. واز شر نفس وشیطان تا وقت مردن نا ایمن وخود را از جمیع مخلوقات حقیر دانستن ولاشی دیدن. خوش گفت

هر کجا این نیستی افزون تر است ::: کار حق را کارگاه آن سر است۔

اجمالاً بیان شریعت وطریقت محمدی علیه السلام همین است. اللّٰهم ارزقنا متابعة حبیبک فعلاً وقولاً واعتقاداً۔ اولاً وآخراً: ظاهراً وباطناً (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ) کے خلیفہ خاص ہیں۔ سنہ ۱۲۴۸ھ میں لونی (تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) میں پیدا ہوئے۔ صرف و نحو، فقہ اور اصول تفسیر وغیرہ سے فارغ ہوئے تو ایک دن اپنے ماموں مولانا نظام الدین رح کا سلام و پیام پہنچانے کیلئے حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رح کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ جمعہ ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۲۶۶ھ کو بیعت ہوئے۔ اور اپنے شیخ ہی سے صحاح ستہ اور علوم سیر و تصوف وغیرہ حاصل کی۔ پھر ۲۷ رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۴ھ کو خلافت اور جانشینی حاصل کی۔ سنہ ۱۲۸۷ھ میں حج کیا اور مدینہ عالیہ میں معدہ کو خالی رکھنے کیلئے خورد و نوش کو ترک کر دیا۔ متشرعین کی تربیت میں سخت کاوش فرماتے تھے۔ آخر عمر میں ضیق النفس، فالج، رعشہ وغیرہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بالآخر شنبہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۳۱۴ھ کو وفات پائی۔ اور موسیٰ زئی شریف میں دفن ہوئے۔ آپکے ملفوظات، مکتوبات، نصائح، و کرامات معمولات۔ اور بیان خلفاء وغیرہ کا مجموعہ "فوائد عثمانی"۔ کے نام سے سید الحرعلی دھلوی رح نے جمع کیا تھا۔ جناب مفتی عطاء محمد صاحب۔ خطیب جامع مسجد چودھوان ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان نے تصحیح کر کے سنہ ۱۳۸۲ھ میں شائع کیا۔ (۱) ملفوظات ۶۱۔ ہیں (۲) مکتوبات ۲۵۔ ہیں (۳) مختصر اقوال اور عبارات کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جس کے جمع کرنے والے

Marfat.com

کی محبت اور محنت کی داد دینی چاہیئے۔ اس کے بعد (۴) کرامات اور مکتوبات کا ذکر ہے۔ (۵) تعویذات کی ہیں اور آخر میں (۶) آپکے خلفا کا ذکر ہے اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔ کے ان بائیس ۲۲ خلفا کے ناموں کی بھی فہرست ہے جو بعد میں آپ سے مستفیض ہوئے تھے۔ اس مجموعے کے جامع سید اکبر علی دہلوی رح نے اپنے والد ماجد مولوی خدا حافظ سید احمد دہلوی رح کو اور خود کو بھی آپکے خلفا میں بہت تواضع کیساتھ شامل کیا ہے۔ اور حالات بھی لکھے ہیں۔ آپکے آخری ایام کے حالات وکیفیات آپکے وصال پر مختلف تاریخیں اور اشعار (عربی اور فارسی) اور آپکے صاحبزادہ خواجہ سراج الدین رح (م سنہ ۱۳۳۳ھ) کی دستار بندی۔ نیز سلاسل کے شجرے اور خاندان مجددیہ کے اسباق وغیرہ سبھی مذکور ہیں۔ سنہ ۱۳۱۵ھ میں یہ مجموعہ تیار ہوا اور اس دور کے حالات سے متعلق ایک قیمتی تاریخ ہے۔

تبرکاً آپکے مکتوب سوم کو نقل کیا جاتا ہے۔ کہ آپکی تحریر کا اندازہ ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد۔ سیادت ونجابت دستگاہ جناب سید سردار علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از فقیر حقیر لاشئ عثمان عفی عنہ پس از تسلیمات ودعوات مزید درجات دارین

آنکہ مکتوب مسرت اسلوب کہ بنام فرستادہ بودند رسید۔ موجب دعا گوئی

زیادہ از ما سبق گردید۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آں جناب را از شر اعدائے آفاقی و

انفسی نجات وخلاصی دادہ بہ محبت ذات اقدس خویش سرفراز فرمایاد۔

Marfat.com

بترک العباد۔ جناب مَن برائے ترقی کارِ باطنی، صدق مقال وخوردن حلال و اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ قولاً وفعلاً۔ ونشستن وبرخاستن یعنی در جمیع احوال شرط طریقۂ نقشبندیہ احمدیہ اند۔ رحمۃ اللہ علیٰ اہالیہا۔ واگر اتباع شرع شریف نباشد واحوال مواجید می باشند۔ نزد بزرگان دین متین از حیز اعتبار ساقط است۔ باید کہ سالک شب وروز بجد وجہد تمام در پیروی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اوقات عزیزہ خود را کہ بدل ندارند۔ مصروف سازند

ع۔ کار اینست وغیر ازیں ہمہ ہیچ

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے حافظ محمد ابراہیم اور ان کے صاحبزادوں میں مولانا محمد اسمٰعیل کا منظلہ بڑے بافیض بزرگ ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و فرزند حضرت خواجہ سراج الدین رح کے خلیفہ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ہاشم خیل بانڈھ (سرحد) میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد مولانا شاہ سید مرحوم بہت بڑے عالم اور فقیہہ تھے۔ آپ چار بھائی تھے اور چاروں عالم تھے۔ آپنے دھلی کے مدرسہ امینیہ میں تعلیم پائی۔ اور وہیں مدرس مقرر ہو گئے۔ معقولات میں آپکو بہت تبحر حاصل تھا۔ مفتی کفایت اللہ رح آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۲۶۳ھ کے توسط سے انکے شیخ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۳۵۴ھ) سے آپنے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت حاصل کی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت کے مطابق سنہ ۱۳۵۵ھ (م ۱۹۳۶ء) میں مدینۃ المنورہ میں مستقل قیام فرمایا وہاں سے عرب و عجم اور دیگر بلاد اسلامیہ کے لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ شاید موجودہ دور میں اتنا فیض کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچا۔ اتباع شریعت پر بہت زیادہ زور دیتے تھے۔ اور بیعت ہونے والوں سے بھی ارشاد فرماتے تھے کہ داڑھی رکھنی ہوگی۔ انگریزی بال کٹوانے ہوں گے۔ سگریٹ بیڑی ترک کرنی ہوگی۔ نکٹائی، سینما، وغیرہ تمام لہو و لعب ترک کرنے ہوں گے۔ اگر یہ شرائط منظور ہوں تو بیعت ہو سکتے ہیں۔ آپ مختلف ممالک میں بالخصوص پاکستان میں دورہ فرماتے تھے اور انکی وجہ سے پورے ملک میں رونق ہو جاتی تھی۔ یکم ربیع الاول (م سنہ ۱۳۸۹ھ) کو

Marfat.com

آپ مختلف ممالک میں

مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ اور حضرت عثمان غنی رض کے قریب دفن ہوئے۔ نقشبندی سلوک پر آپ کا ایک رسالہ اور ایک رسالہ اوراد فضلہ شائع ہوا تھا۔ پھر آپکے بھتیجے مولانا سبحان فضل سبحان عباسی۔ علیہ الرحمۃ نے آپکے جو ملفوظات جمع کئے تھے۔ وہ آپکے پوتے مولانا شمس الرحمٰن صاحب نے کراچی سے شائع کر دئے ہیں۔ یہ ملفوظات آپکے فیوضات و برکات کا ایک بہت بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ اس کے بعض مضامین یہ ہیں۔

ضرورت بیعت۔ اہل تصوف کی اصطلاحات۔ اقسام توبہ اصطلاحات نقشبندیہ رح اسباق نقشبندیہ رح تشریح ولایت حسن خلق کی حقیقت و اہمیت، تمام علوم قابل تعریف نہیں۔ اخلاق حمیدہ اور اسکی چودہ قسمیں۔ آفات اللسان کی آٹھ قسمیں۔ آفات قلب کی نو قسمیں، مجاہدہ اور اس کے ارکان، موت وما بعد الموت، حقیقت موت وغیرہ۔

مولانا فضل سبحان عباسی رح نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ملفوظات کو ترتیب دے کر[1] اہم نکات اور تشریحات کو معتبر کتابوں سے لے کر اضافہ کیا ہے۔ یعنی جگہ جگہ ان ملفوظات کی تشریح و توضیح مختلف کتابوں کی مدد سے کی ہے جس سے خود جامع کے فضل و کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ نمونہ یہ ہے۔

حضرت شیخ مدنی مرحوم نے فرمایا کہ بیعت کی تین قسمیں ہیں (۱) بیعت اسلام۔ (۲) بیعت جہاد۔ (۳) بیعت توبہ۔ صوفیا کرام کے یہاں جو معمول ہے وہ بیعت توبہ ہے

(۱) مولانا عبدالرشید رح نے بھی آپکے ملفوظات کا ایک مختصر مجموعہ شائع کیا ہے۔

Marfat.com

یہ بیعت اجتناب نواہی اور التزام طاعات کے واسطے ہے۔ یعنی ایسے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا جو عامل اور عالم بالقرآن والسنۃ ہو۔ توبہ کرے۔ چھوٹے اور بڑے گناہوں سے اور پختہ کرے وعدہ اور قصد کرے کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کرونگا۔ شیخ کامل وہ ہے جو عالم شریعت ہو۔ آمر بالمعروف ہو۔ ناہی عن المنکر ہو۔ اور نفس کی ریاضت کسی حد تک طے کر چکا ہو۔ اور عامل بالقرآن والسنۃ ہو جیسا کہ گذر چکا۔ ایسے بزرگان دین دنیا کے گوشے گوشے میں موجود ہیں۔ جہاں چاہیئے ایسے اہل اللہ کی طلب کی بیعت کی جاسکتی ہے۔ حضرت شیخ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ طریقت کا مقصد یہ ہے کہ شریعت مقتضائے طبیعت بن جائے۔ میں اپنے مخلصین سے عرض کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو گے۔ اور میں یہ بات اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دل میں یہ بات القا کر دے کہ فلاں جگہ میرا فلاں بندہ ہے جاؤ اس سے فیض حاصل کرو۔ یہ ایک نعمت ہے پھر وہ بندہ اس ارادے سے جائے یہ دوسری نعمت ہے۔ پھر اس نیک بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر توبہ کرے تو یہ تیسری نعمت ہے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ چوتھی نعمت ہے پھر استقامت کے ساتھ عمل کرتا ہے تو یہ پانچویں نعمت ہے۔ صفحہ (۱۷)

Marfat.com

(۳۲) - اولیائے پنجاب

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے زمانے ہی سے لاہور اور پنجاب کے مختلف علاقوں میں نقشبندی فیوض عام ہو گئے تھے۔ سب سے زیادہ ممتاز حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو طاہر بندگی کے نام سے مشہور ہیں۔ ۹۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۴۰ھ میں وفات پائی۔ بہت بڑے عالم اور حافظ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے صاحبزادوں کو آپنے تعلیم دی تھی اور خانقاہ کی خدمت بھی کی تھی۔ انکے علاوہ لاہور کے بزرگوں میں مولانا عبد الواحد علیہ الرحمۃ بھی بہت ممتاز ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے آپکو تعلیم و تربیت کیلئے حضرت مجدد قدس سرہٗ کے پاس بھیجا تھا۔ مکتوبات دفتر اول ۱۱۶، ۳۰۷، دفتر دوم ۷۰) آپکے نام ہیں۔ (۲) مولانا امان اللہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے خاص مریدوں سے تھے محمد ہاشم کشمی نے ہفت زبدۃ المقامات میں آپکو صاحب تجرید و تفرید لکھا ہے۔ مکتوبات دفتر اول ۲۸۶۔ دفتر سوم ۲۰۔ آپکے نام ہیں۔ (۳) حاجی محمد نقشبندی کو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے شیخ العالم کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ مکتوبات دفتر اول نمبر ۲۶-۳۳-۳۴-۳۵، ۳۶) آپکے نام ہیں۔ (۴) شیخ عبد المجید نقشبندی عربی تحریر میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ مکتوبات دفتر اول (۲۲) میں عربی مکتوب آپکے نام ہے آپکے والد مفتی شیخ محمد مشہور عالم تھے۔ (۵) شیخ محمد مکی بن قاری موسیٰ لاہوری۔ دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۱۔ آپکے نام ہے۔

(۶) حافظ محمود رح لاہور کے بڑے علماء میں سے تھے۔ مکتوبات (دفتر اول ۱۱۶ - ۱۴۴ - ۱۷۵ - ۲۸۰ - آپکے نام ہیں۔

(۷) شیخ الہ داد رح لاہوری نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے ساتھ ماوراء النہر وغیرہ کا سفر کیا تھا۔

(۸) مولانا عبدالمومن رح زبدۃ المقامات میں آپکے فضائل کی تفصیل ہے۔

(۹) مُلّا شیر محمد۔ مکتوب نمبر ۵۱ - (دفتر سوم) آپکے نام ہے۔

(۱۰) ملا جمال تلوی رح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے مستفیض تھے حافظ اور بہت بڑے عالم تھے۔ فیضی نے سواطع الالہام میں آپ سے استفادہ کیا تھا۔

(۱۱) شیخ حامد تہاری رح (دفتر دوم) کا مکتوب ۸۰ - آپکے نام ہے۔ سنہ ۱۰۴۴ھ میں پیدا لاہور میں انتقال فرمایا۔

(۱۲) شیخ حامد رح حضرت سید آدم بنوری رح کے خلیفہ تھے۔

(۱۳) شیخ محمد باقر لاہوری رح حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ کنز الہدایت منتہی الایجاز نام حق وغیرہ آپکی تصانیف ہیں۔

(۱۴) شیخ سعدی بلغاری رح حضرت سید آدم بنوری رح کی خدمت میں رہ کر کئی سال تک مستفیض ہوتے رہے۔ وفات سنہ ۱۱۰۸ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

(۱۵) شیخ محمود شاہ رح (۱) حضرت شاہ غلام علی رح دہلوی رح (م ۱۲۴۰ھ) کے خلیفہ شیخ عبدالکریم مجددی رح سے مستفیض تھے۔

(۱۶) محمد سلیم الدین رح کے دادا کے دادا خواجہ عبدالسلام رح کو حضرت حافظ عبدالغفور پشاوری رح سے خلافت حاصل تھی۔ خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور رح (م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) کے زمانے میں حیات تھے۔

(۱۷) وجیہ الدین پیر زُہدی رح نے شیخ سعدی بلخاری رح سے خلافت پائی۔ اور (م ۱۱۴۰ھ) میں وفات پائی۔ (۲)

(۱) محمود شاہ رح (م ۱۳۰۶ھ) ایک اور بزرگ تھے جو حضرت شاہ ابوسعید رح مجددی دہلوی رح (م ۱۲۵۰ھ) کے خلیفہ محمد شریف قندھاری رح (م ۱۲۶۱ھ) کے خلیفہ تھے پھر محمود شاہ کے خلیفہ خواجہ قادر بخش رح (م ۱۲۷۳ھ) تھے اور اُن کے خلیفہ سائیں توکل شاہ انبالوی رح (م ۱۳۱۵ھ) تھے جو اُمی ہونے کے باوجود بڑے بڑے علماء کو درس دیتے تھے سائیں صاحب کے خلیفہ خواجہ محبوب عالم رح (م ۱۳۳۵ھ) تھے اور اُن کے خلیفہ محمد حبیب اللہ شاہ (م ۱۳۸۱ھ) تھے جن کے سجادہ نشین خواجہ منظور عالم قریشی صاحب ہیں۔

(۲) جناب محمد دین کلیم نے رسالہ نورِ اسلام (حصہ دوم) صفحہ ۸۵ تا ۱۱۵ شرقپور شریف میں "لاہور کے اولیائے نقشبند" کے ذیل میں اور بھی بزرگوں کے نام اور احوال دئے ہیں اور ایک مستقل کتاب "لاہور میں اولیائے نقشبند رح کی سرگرمیاں بھی لکھی ہے۔

(۴۵)

Marfat.com

لاہور کے ان بزرگوں کے علاوہ پنجاب کے دوسرے علاقوں کے بزرگوں نے بھی استفادہ اور افادہ فرمایا تھا۔ محمد مقیم قصوری رح کے نام حضرت مجدد الف ثانی رح قدس سرہٗ کا مکتوب نمبر ۶۶ (دفتر سوم) ہے۔ نور محمد ابنالی رح کے نام مکتوب ۶۳ (دفتر دوم) ہے نور محمد تہاری رح کے نام مکتوب ۳۴۔ (دفتر دوم) اور مکتوب نمبر ۱۱۱-۱۲۳ (دفتر سوم) ہیں۔ اور مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی رح بڑی خصوصیت رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے زمانے میں بھی یہ بزرگ آپ سے مستفیض تھے۔ شرف الدین حسین لاہوری رح عارف لاہوری۔ عبدالحکیم لاہوری۔ شیخ انور سرائی لاہوری۔ ملا عبدالرزاق لاہوری۔ محمد امین لاہوری۔ محمد شریف لاہوری۔ محمد مقیم قصوری۔ (جو حضرت مجدد قدس سرہٗ سے بھی مستفیض تھے۔ محمد یوسف گردیزی مُلتانی۔ محمد علی ملتانی۔ حبیب علی ملتانی امام الدین۔ محسن سیالکوٹی۔ حسین منصور جالندھری۔ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ نقشبند ثانی رح حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں کا فیض بھی پنجاب میں جاری وساری رہا پھر ان بزرگوں کے خلفا کا فیض بحمد اللہ آج بھی عام ہے۔

Marfat.com

مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت شاہ غلام علی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (م ۱۲۴۰ھ) کے اکابر خلفا میں سے ہیں۔ قصور (پنجاب) میں ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت سیدنا ابوبکر رض صدیق سے ملتا ہے ایک سال کے تھے کہ آپ کے والد (شیخ مصطفیٰ ابن شیخ مرتضیٰ) کا انتقال ہوگیا۔ تو آپ کے چچا شیخ محمد علیہ الرحمۃ نے تعلیم و تربیت فرمائی۔ کتب معقول و منقول سے فارغ ہوئے تو آپ کے چچا نے قادریہ سلسلے میں داخل کرلیا۔ لیکن آپ جب اپنے عزیزوں سے ملنے کیلئے بانس بریلی۔ گئے اور وہاں سے دہلی گئے۔ تو حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ۔ سے مستفیض ہوئے۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمۃ اللہ سے بعض حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کی۔ ۱۲۷۰ھ میں قصور میں وفات پائی۔ آپکی حسب ذیل تصانیف کا ذکر آتا ہے۔ (۱) شرح گلستان سعدیؒ (۲) رسالہ علم میراث۔ (۳) تحفہ رسولیہ فارسی نظم میں، (۴) زاد الحجاج پنجابی نظم میں) (۵) رسالہ نظامیہ فارسی نظم میں، وحدۃ الوجود کے مسئلے پر۔ (۶) رسالہ سلالۃ المرورۃ فی تجویز اسماء الاشارۃ المشہورۃ (فارسی نثر میں مولوی نرم علی کے رد میں) (۷) حلیہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۸) الفاظ چند۔ (۹) دیوان حضوری لغت و منقبت میں۔ (۱۰) اسرار الحقیقۃ۔ (۱۱) حظیات حضوری۔ (۱۲) مکاتیب طیبہ۔ (۱۳) مکاتیب شریفہ۔ ..... (۱۴) مکتوب بنام مولوی محمد صالح کنجاہی (۱۵) مکتوبات بنام مولوی غلام محمد)

Marfat.com

(۱۶) مکتوبات بنام یارانِ خود - (۱۷) بیاض نظم و نثر) (۱۸) ملفوظات حضرت شام غلام علی رحمۃ اللہ علیہ - (۱)

ملفوظات میں سے آپکی تحریر کا ایک نمونہ یہاں عرض کیا جاتا ہے -

روزے بتاریخ چہاردہم ماہ مبارک رمضان کہ استیلائے حرارت بدرجۂ کمال بود - این مرتکب عصیان بحکمت عملیہ آب سرد کردہ وقتِ افطار برائے حضرت ایشاں بُرد - چوں این غلام را از دور دیدند - فرمودند: ~~این غلام در دل~~ ع - بگو مجنون چہ آوردی برائے تحفہ لیلیٰ -

این غلام در دل جواب گفت - ع دلِ صد پارہ آوردم اگر باشد بداں میلے -

چوں پیشِ نظرِ انور نہادم برضامندیٔ تمام دعا فرمودند کہ یقلب اللہ قلبک یقرد معرفتہ و دیگر دعاہا ہم کردند امید اجابت است. ان شاء اللہ تعالیٰ - (۲)

مولانا محمد حسن کیرت پوری، جو آپکے خلیفہ مولانا حافظ غلام نبی للّٰہی کے خلیفہ ہیں. اپنی کتاب "حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ" میں لکھتے ہیں - کہ (آپ نے) ایک کتاب تحفہ رسولیہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و اخلاق میں عجیب و غریب تحریر فرمائی ہے اس کتاب کے آخر میں اپنے فرزند کو کہ اس کی تصنیف سے ایک سال بعد پیدا ہوئے مخاطب کر کے نظم میں پند و نصائح لکھے ہیں (ننانوے اشعار)

(۱) یہ فہرست جناب محمد اقبال مجددی نے آپ کے ملفوظات لاہور ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۶۵-۶۹ میں دی ہے

(۲) ایضاً صفحہ ۱۴۴-۱۴۵ -

(۴۳)

Marfat.com

اے کہ ہنوزی تو بکستم عدم۔
زود بگلزار جہاں نہ قدم۔
منتظرِ تست دل و جان من۔
مثل گہر جلوہ کن از کانِ من۔
راحتِ دل، نور دو چشم منی۔
آب زن آتش چشم منی۔
سوختم از آتشِ مہجوریت۔
تا بکجا بعرصۂ مستوریت۔
چند بکتابِ عدم جائے گر۔
رخصتِ ہستی ز معلم بگیر۔
شاد دلی دہ ز وجودت مرا۔
دار نہ محروم ز وجودت مرا۔
بہ کہ نہم نام تو عبد الرسول۔
باد بدرگاہ رسولت قبول۔ (۱)
کنیت تو بہ کہ بود بو سعید۔
عمرِ تو باید کہ بود بر مزید۔

~~(۲) کتاب (مطبوعہ لاہور) صفحات ۳۶۴ تا ۳۶۹~~

(۱) پھر واقعی آپ کے صاحبزادے عبد الرسول (م ۱۲۳۵ھ) پیدا ہوئے اور اس نظم میں جو نصائح دی گئی تھیں

Marfat.com

بادِ حق خویش لقبت فخرِ دین۔

بادِ بہر کارِ خدایت معین۔

می دھمت از دلِ خود چند بند۔

چونکہ شوی ہست بداں کار بند۔

مولانا عبد الرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) کے صاحبزادے ہیں سنہ ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور والد بزرگوار ہی سے علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل کی۔ قرآن پاک بھی حفظ کیا۔ مزاج میں تواضع اور انکسار بہت تھا۔ مفتی غلام سرور صاحب اپنی مشہور کتاب خزینۃ الاصفیا میں آپکے متعلق لکھتے ہیں:۔

حضرت غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ عبد الرسول بھی عالم اعلم و فاضل افضل و کامل اکمل۔ جامع شرافت و نجابت، ہادی شریعت و طریقت واقف حقیقت و معرفت ہیں۔ حضرت کی ذاتِ بابرکات ایسے زمانے میں کہ مردانِ خدا عنقا ہو گئے ہیں مغتنمات میں سے ہیں..... سبحان اللہ کیسے مردِ خدا ہیں جنکی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے اللہ تعالیٰ انکو دیر تک سلامت رکھے۔ حضرت کا وعظ ایسا پُر مذاق و پُر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اس کے مضامین نقش ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے۔

Marfat.com

آپ کا وصال قصور ہی میں سنہ ۱۲۹۴ھ میں ہوا۔

آپ شعر لکھتے تھے۔ ایک فارسی غزل اس طرح ہے۔

بیا کہ رنگِ گل و گلستان نخواہد ماند۔

بیا کہ غلغلۂ بلبلاں نخواہد ماند۔

مناز بلبلا کایں گلستان نخواہد ماند۔

تدرو و قمری و سروِ جہاں نخواہد ماند۔

غنی و مفلس و شاہ و گدا و مالِ جہاں۔

ملوک و ملک و زمین و زماں نخواہد ماند۔

کجا است آں جم و جامِ جہاں نمایش کے۔

چو خضر زندگیش جاوداں نخواہد ماند۔

تنِ تو در شکمِ گورِ خاک خواہد شد۔

بقبرِ تو گزرِ دوستاں نخواہد ماند۔

فروش شاہیِ خود را تو اے عبید رسول۔

کہ شان و شوکت و نام شہاں نخواہد ماند۔

(عربی میں کہتے ہیں)

اخواننا قد خاننا، اعضائنا اعدائنا۔ اذاننا اذای لنا اللہ جل جلالہ

اعمالنا اعمیٰ لنا۔ افعالنا افعیٰ لنا۔

احوالنا احویٰ لنا اللہ جلّ جلالہ۔ ①

① رسالہ نور اسلام (شرقپور شریف۔ اولیائے نقشبندیہ نمبر۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۳۲ - ۱۲۴ -

Marfat.com

مولانا غلام دستگیر قصوری۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت غلام محی الدین قصوری رح دم سنہ ۱۲۷۰ھ کے بھانجے، شاگرد اور خلیفہ خاص ہیں علوم ظاہری و باطنی میں اپنے شیخ رح سے بہرہ ور ہو کر اسلام کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ کا وصال سنہ ۱۳۱۵ھ میں قصور میں ہوا۔ اور اپنے شیخ کے قریب دفن ہوئے

آپکی تصانیف یہ ہیں۔

(۱) عمدۃ البیان فی اعلان مناقب العثمان رض۔ (۲) تحفہ دستگیر بجواب اثنا عشریہ۔ (۳) تحقیق صلوٰۃ الجمعۃ۔ (۴) مخرج عقائد نوری۔ (۵) ہدیۃ الشیعین۔ (۶) توضیح دلائل و تصحیح و تصریح ابحاث فرید کوٹ۔ (۷) غزوۃ المقلدین (۸) ظفر المقلدین۔ (۹) رجم الشیاطین بر اغلولات البراھین۔ (۱۰) جواہر وضیہ رد نیچریہ۔ (۱۱) ظہور اللمعہ فی ظہر الجمعہ۔ (۱۲) تحقیق تقدیس الوکیل۔ (۱۳) تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براھینیہ (۱۴) کشف السّور عن مسئلۃ طواف القبور (۱۵) نصرۃ الابرار فی جواب الاستفسار۔ (۱۶) تقدیس الوکیل عن توھین الرشید و الخلیل۔ (غزل اردو) (۱۷) فتح الرحمانی بدفع کید تادیانی۔

آپ شعر بھی لکھتے تھے۔ ایک نعت کے یہ اشعار ملتے ہیں۔

جان فدائے تو یا رسول اللہ۔ دیدہ جائے تو یا رسول اللہ۔
جملہ عالم رضائے حق جوید۔ حق رضائے تو یا رسول اللہ
ہمہ مخلوق شد ز کتم عدم۔ از برائے تو یا رسول اللہ (۱)

(۱) رسالہ ایضاً صفحہ ۱۲۷۔ ۱۳۱۔

(۱۷)

Marfat.com

قصور کے دوسرے اولیائے نقشبندیہ رح کا ذکر بھی آتا ہے لیکن انکی تصانیف کا علم نہیں مثلاً (۲)
مولانا محمد حسین قصوری ثم کرنالوی رح حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ م ۱۳۷۰ھ
کے خلیفہ تھے۔ پھر بابا فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ سے بھی خلافت حاصل کی سنہ ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء
کے بعد کرنال میں وفات پائی (۳)

صوفی محمد ابراہیم قصوری رح بھی بڑے جذب والے بزرگ تھے۔ مولانا غلام مرتضیٰ
بیریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۳۴۷ھ سے
بھی بہت عقیدت رکھتے تھے۔ انکے حالات اپنے خزینۂ معرفت کے نام لکھتے تھے۔
سنہ ۱۳۵۰ھ میں وفات پائی۔ مولانا غلام مرتضیٰ رح حضرت غلام محی الدین قصوری رح کے خلیفہ تھے
حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیر محمد شرقپوری رح کے خاص مرید اور خلیفہ
تھے سنہ ۱۳۵۹ھ میں وفات پائی۔ حضرت سید حمید گل شاہ سواتی قصوری رح بھی بڑے پایہ کے
بزرگ تھے۔ حضرت بابا فقیر چوراہی علیہ الرحمۃ (سنہ ۱۳۱۶ھ) کے تین خلفاء سے خلافت
پائی۔ سنہ ۱۳۷۴ھ میں وفات پائی۔

(۱) رسالہ ایضاً صفحہ ۱۳۲-۱۴۲۔ میں ان بزرگوں کے حالات درج ہیں۔

(۲) ایضاً صفحہ ۴۴۵۔ میں حضرت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کا ایک قول مولانا محمد حسین قصوری رح کے
متعلق درج ہے۔ کہ "میں بروز حشر مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کروں گا
کہ یہ تیرا بندہ ہے اور بس میری یہی ایک کمائی ہے جس کو میں تیری بارگاہ میں پیش
کرتا ہوں"

(۴۸)

Marfat.com

مولانا عبدالعزیز مرتضائی رم ۱۳۹۵ھ اور حاجی محمد الدین قصوری (م ۱۳۹۵ھ)
بھی مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ بافقیر محمد چوراہی رح کے خلیفہ پیر جماعت علی شاہ
رحمۃ اللہ (م ۱۳۷۰ھ) بھی تھے۔ اور دوسرے خلیفہ حافظ عبدالکریم رح (م ۱۳۵۵ھ)
بھی تھے جو راولپنڈی میں قیام فرما تھے انکے خلیفہ مولانا عالم الدین رح نے حضرت مجدد
الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف تینوں (دفتروں) کا پہلی بار سلیس اردو میں
ترجمہ کیا۔ یہ بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔ ×

Marfat.com

مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

مجددیہ

آپکی دو کتابیں مشہور ہیں۔ (۱) مقامات امام ربانی ؒ - اور (۲) حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مقامات امام ربانی ؒ کے شروع میں وہ لکھتے ہیں۔

.... اما بعد کمترین محمد حسن ساکن کوٹلہ، متصل کیرتھل - ضلع بجنور عرض کرتا ہے کہ ابتدا میں یہ ہیچ کارہ آوارہ، دنیائے دنی کی تلاش میں سرگردان و پریشان پھرا کرتا تھا کہ یکایک بخشش آب و دانہ ملک پنجاب جانے کا اتفاق ہوا۔ اور صرف تائید غیبی کہ جس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا - طریقہ مجددیہ میں جناب معلی القاب قبلۃ الاولیا و کعبۃ الاصفیا.... حضرت مولانا حافظ غلام نبی صاحب احمد للہی سے داخلِ طریق ہوا..... حضرت کا دولت خانہ مقام للہ شریف، ضلع جہلم واقعہ ملک پنجاب میں ہے۔ یٰسین شریف اس وقت ماشاءاللہ ساٹھ سے متجاوز[1] علم ظاہری میں حضرت خیالی تک اپنے والد بزرگوار سے پڑھا۔ بعد ازاں پشاور شریف لے جا کر تین برس میں تکمیل معقولات و منقول کما حقہ فرمائی۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر وطن مراجعت فرمائی اور زینت بخش مسند درس و تدریس ہوئے۔ کہ یکایک جذب الٰہی شامل حال ہوا۔ اور بے اختیار کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ اور اسی شوق میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ دو ہی دن گذرے تھے کہ شاہ پور میں بشرفِ صحبت حضرت جامع النورین مجمع البحرین مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ شاہ غلام علی دھلوی رحمہم اللہ جعلہم اللہ علی اعلیٰ علیین سے مشرف ہوئے۔

[1] مولانا محمد حسن نے حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ۳۶۹ - ۳۶۹ - میں آپکا سال ولادت ۱۲۳۴ھ اور سال وفات سنہ ۱۳۱۵ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

جناب مولانا نے حضرت کو ایک ماہ اپنے پاس رکھ کر تا۔ ولایت کبریٰ توجہ فرمائی۔
اور خلوت میں طلب کر کے فرمایا کہ آج حضرت شاہ صاحب نخفی دہلوی ملے تھے
ان سے عرض کی تھی کہ فلاں شخص کو (یعنی حضرت غلام نبی رح) کو تا ولایت کبریٰ توجہ کی۔
جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ کلاہ اجازت دینی چاہیئے۔ چنانچہ یہ کہکر حضرت کو
کلاہ اجازت عطا فرمائی۔ اور طریق توجہ دھی تعلیم کر کے رخصت فرمایا۔ پھر انکے مختلف
مقامات کے حصول کا ذکر ہے۔ چند مدت میں پھر شوق دیدار پیر بزرگوار ہوا۔ اور
حضرت قصور شریف میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا بکمال عنایت پیش آئے اور
اکثر دیگر طالبین کو توجہ کے واسطے حضرت کے سپرد کیا کرتے۔ کہ یکایک جناب
مولانا (غلام محی الدین رح) نے اس جہان فانی سے بتاریخ ۲۲۔ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۰ھ بوقت
دوپہر انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد حسن رح اپنے کچھ حالات اپنی دوسری کتاب "حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ" کے
آخر میں بھی لکھے ہیں کہ مختصر حال مؤلف کتاب ہذا راقم سیاہ کار کہ جس کی تمام عمر
معصیت میں گذری۔ اور اس کا کوئی قول و فعل، ہوائے نفسانی اور اتباع شیطانی
سے خالی نہیں۔ کہاں اس لائق کہ ایسے اکابرین کے ذیل میں اپنا بنام داخل کرے۔
اپنا حال پر اختلال عرض کرتا ہے کہ یہ ننگ خلائق ۱۲ رجب سنہ ۱۲۷۳ھ بمقام کوٹلہ
پیدا ہوا۔ تخمیناً ۲۵ سال کی عمر میں تھی کہ حاضر عتبہ علیہ۔ حضرت سیدنا و مولانا غلام نبی رح
بمقام للہ شریف ہوا۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

اس بیان کے بعد آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور اکے اسباق بیان کئے ہیں
اور شجرہ شریفہ بھی دیا ہے۔
آپکی کتاب مقامات امام ربانی بڑے سائز کے ۱۱۶ صفحات پر محیط ہے جو ملک فضل الدین
ملک چنن الدین نے لاہور سے شائع کی تھی۔ اس میں کرامات اور بعض ناسمجھ لوگوں
کے اعتراضات وغیرہ بھی درج ہیں۔ آخر میں صاحبزادگان کا ذکر بھی ہے۔
دوسری کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ بھی لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے
شروع میں وہ لکھتے ہیں۔
احقر زمن محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری للہی ولد محمد عطا حسین ذاں مرحوم
ساکن کوٹلہ متصل کیرت پور، ضلع بجنور۔ عرض کرتا ہے کہ جب یہ ہیچ مدان تحریر
مقامات امام ربانی رح مجدد الف ثانی قدس سرہ سے فارغ ہوا تو دل میں آرزو ہوئی کہ کوئی
کتاب تمام پیران سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات میں لکھ کر سعادت دارین
حاصل کروں۔ چنانچہ اس کتاب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے لیکر مصنف
کے پیر بزرگوار اور دوسرے بزرگان سلسلہ علیہ کے واقعات تک درج ہیں۔ یہ کتاب
بڑے سائز کے ۱۲۴ صفحات کو شامل ہیں۔ آخر میں معروف ۲۸ صفحات کی ماخذات
کی فہرست بھی ہے یہ کتاب محققانہ ہے اور بہت مفید ہے۔ (۱)

(۱) پنجاب کے نقشبندی بزرگوں میں موہڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے حضرت خواجہ محمد قاسم رح کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ان کا
بہت فیض ہے اور سندھ کے بزرگوں میں پیر پاگارا صاحب مدظلہ (حیدر آباد سندھ) بہت مستفیض ہیں۔ انکی علمی خدمات کا ذکر
اولیائے سندھ کے ذیل میں ملے گا۔

(۴) اولیائے سندھ

علاقہ سندھ میں بڑے بڑے باکمال صوفیہ گذرے ہیں۔ مثلاً سید علی مکی ؒ (چوتھی صدی ہجری) مخدوم نوح بکھری ؒ (ساتویں صدی ہجری) عثمان مروندی ؒ، لعل شہباز ؒ (م ۶۷۳ھ) شیخ یتھو (م ۶۶۶ھ) شاہ مراد ؒ (م ۸۹۳ھ) شیخ عیسیٰ لنگوتی ؒ (م ۹۳۱ھ) شیخ خضر سیوستانی (م ۹۴۴ھ) اسمٰعیل سومرو ؒ (م ۹۹۸ھ) مخدوم نوح ہالائی ؒ (م ۹۹۸ھ) عبداللہ حسینی ؒ (م ۱۰۹۳ھ) عبدالکریم بلڑی ؒ (م ۱۱۳۰ھ) شاہ عنایت اللہ ؒ جھوک (م ۱۱۳۰ھ) عبدالرحمٰن کھورا ؒ (م ۱۱۴۵ھ) عبداللطیف بھٹائی ؒ (م ۱۱۶۵ھ) وغیرہ۔

حضرت مجدد الفثانی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سب سے پہلے شیخ موسیٰ ؒ اور انکے صاحبزادے شیخ اسحٰق کا نام آتا ہے۔ انکے نام کے ساتھ حضرت مجدد الفثانی قدس سرہٗ کے مکتوب (۳ (۶۹) میں شوحین ہے اور حضرات القدس (دفتر دوم) صفحہ ۳۲۹ میں شوین ہے۔ یہ لفظ غالباً سیحون ہے (۱) جو اب سیہون کہلاتا ہے۔ شیخ موسیٰ پہلے شیخ عیسیٰ لنگوتی ؒ برہان پوری (م ۹۳۱ھ) کے مرید ہوئے۔ جو برہان پور سے پہلے (سی۔ پی) سے ہٹھ آگئے تھے۔ (۲)

(۱) سنائی رحمۃ اللہ حدیقہ میں دریائے سندھ کو سیحون کہا ہے

تا بدید آتش سنان سیحون ہم بر آں آب نیست آب۔ اکنون۔ تاریخ زین الاخبار (فرنچ ایڈیشن صفحہ ۶۹۔ میں ہے دریائے سندھ کا نام سیحون ہے (مؤید الفضلاء۔ اول ص ۴۹۹) یعنی کبھی اس طرح ہے گمان غالب ہے کہ دریائے سندھ پر واقع ہونے سے اس شہر کو سیحون کہا جاتا ہوگا۔ (۲) ان کے حالات کے لئے دیکھیں تحفۃ الطاہرین ص (۲۳) اور مقالات الشعراء ص ۵۷۴ شیخ عیسیٰ کے برعکس مولانا محب علی بن صدرالدین ہٹھ سے برہان پور چلے گئے تھے۔ مکتوبات (۱) ۲۶۲) دیکھئے

Marfat.com

ایک مرتبہ جب وہ (شیخ موسیٰ) عثمان پورہ (حسن ابدال صوبہ سرحد) گئے تو شیخ کریم الدین رح (م ۱۰۵۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ حضرت مجدد قدس سرہٗ سے مستفیض تھے۔ پھر شیخ موسیٰ رح بھی مجددی سلسلے میں داخل ہو گئے۔ (۱) رحم علی کے ذریعے شیخ موسیٰ رح اپنے خطوط حضرت مجدد قدس سرہٗ کو بھیجا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ بھی حضرت مجدد قدس سرہٗ سے مستفیض ہوئے ہوں۔ (۲)

پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ٹھٹھہ میں مخدوم ہ آدم رح (عرف آدو) رحمۃ اللہ علیہ بہت بافیض بزرگ ہوئے ہیں۔ مکتوبات معصومیہ (دفتر دوم) میں تین عربی مکتوبات (۵۹-۶۲-۷۷) اور ایک فارسی مکتوب (۷۶) مخدوم آدم رح کے نام ہے۔ مکتوب ۷۶ اس طرح شروع ہوتا ہے۔

حامداً للہ العظیم مصلیاً علی رسولہ الکریم۔ اللہ تعالیٰ ابواب فیوض را ہمواره مفتوح دارد۔ صحائف گرامی۔ بتعاقب یکدیگر رسیده سبب مسرت گردید۔ نوشته بودند کہ مقتدی عقب امام فیوض بذکر نفی و اثبات مشتغل شود یا نہ۔ مخدوما مقتدی

(۱) زبدۃ المقامات صفحہ ۳۸۶-۳۸۸ میں تفصیل ملتی ہے۔

(۲) حضرت مجدد کے مکتوب (دفتر سوم) - ۹۱) میں سبجاول رح کا ذکر ہی آتا ہے ممکن ہے کہ ان کے نام پر سبجاول (مقام ٹھٹھہ سے قریب) مشہور ہوا ہو۔ روضۃ القیومیہ (اول صفحہ ۳۴۰) میں شیخ عبدالرحمٰن بھکری کا ذکر ہی آتا ہے جو حضرت خواجہ رح کے خلیفہ تھے۔

Marfat.com

وغیر متعدی را باید که در نماز بارکانِ نماز مقید باشد۔ و در روایت آداب سنن
آں کوشد۔ اوقات او برائے ذکرِ نفی و اثبات بسیار است۔ در نماز بتکمیل نماز
پردازد۔ کہ افضلِ اعمال و اکملِ مقربات ست۔ آرے اگر در حضورِ دل و وقوفِ قلبی
کوشد مستحسن نماید۔ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب۔ وارد شدہ است۔ و نیز نوشتہ بود
کہ در بعضے عبارت وارد شدہ است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قطب ارشاد وقت خود بو دانند۔ کہ
آیا دراں وقت نسبت قیومیت کہ داشت؟ یا اگر آں سرور داشت علیہ والہ وسلم پس چرا
ایشاں را باوجود قیوم قطب ارشاد گویند و کدام فائدہ دراں ست باوجود کہ نسبتِ تطبیت
دونِ نسبتِ قیومیت است۔ بدانند کہ لفظِ قطب ارشاد و مدار دجز آں در لسان اہل
شرع وارد نیست۔ و از مصطلحات و مکشوفاتِ صوفیۂ کرام است۔ و نسبتِ قیومیت
مکشوفِ حضرت ایشاں را است۔ معلوم نیست کہ پیش از آں حضرت را از
اولیائے کسے بآں تکلم نمودہ باشد۔۔۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ دم ۱۰۸۹ھ کے وصال کے
بعد مخدوم آدم را نے آپکے صاحبزادے حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ دم ۱۰۹۶ھ
سے بھی استفاضہ کیا۔ جیسا کہ ان کے مکتوب نمبر ۱۶۶ سے واضح ہے۔

باسمہ سبحانہٗ۔ اما بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، مخدومًا،
استماع اخبارِ استقامت شما بریں طریقۂ علیہ و سرگرمیٔ ہنگام طلبہٗ سبب
لذات معنویہ گردد۔ زادکم اللہ سبحانہٗ ترقیًا و استقامتًا۔۔۔۔۔

Marfat.com

بعضے یارانِ شما کہ ملاقات کردند از مطالعۂ احوال، محظوظ شدیم۔ علی الخصوص شیخ انس و سید فتح محمد و ابوالحسن۔ و تازگی توفیق آثار شیخ عنایت اللہ ملاقات نمود۔ از احوال پسندیدۂ او نیز محظوظ شدیم۔ (۱)

مخدوم آدم رح کے بعد ٹھٹھہ میں مخدوم ابوالقاسم بڑے بافیض بزرگ ہوئے ہیں۔ وہ علوم درسیہ کی تکمیل کے بعد مخدوم رح سے مستفیض ہوئے۔ لیکن پھر اُن کے مشورے کے مطابق سرہند شریف جا کر حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۹۶ھ سے بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ رح نے ان کو "نورِ حق" کا خطاب دیا۔ یہ خطاب انکے مزارِ اقدس کے کتبے کے تاریخی مصرع میں شامل ہے۔

بسالِ وصلِ او ہاتف بفرمود۔ ابوالقاسم سراسر نورِ حق بود۔ (۲)

(۳۸)

برلوحِ دل چو تختۂ تعلیم کودکان ؛ ہر حرف آرزو کہ نوشتم خراب شد۔ (۳)

انکے صاحبزادے ابراہیم رح اور پوتے احمد سے یہ سلسلہ فروغ پاتا رہا۔ لیکن انکے خلیفۂ مخدوم محمد معین رح کو بڑی شہرت حاصل ہوئی وہ بہت بڑے فاضل اور فقیہہ تھے۔ بلند پایہ شاعر بھی تھے لیکن توحیدِ وجودی کو ترجیح دیتے تھے وہ وجد و حال کی

(۱) حضرت خواجہ سیف الدین رح کے مکتوب نمبر ۱۷۸ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے پھر عبدالرؤف رح کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔ یہ عبدالرؤف رح بعد میں مکہ چلے گئے تھے ان کے خلیفہ محمد مراد رح نے حضرت مجدد رح کے مکتوبات کا ترجمہ عربی میں کیا تھا

(۲) مولانا اعجاز الحق قدوسی نے تذکرہ صوفیائے سندھ (کراچی) صفحہ ۱۵۱-۱۶۲ میں یہ تفصیل دی ہے انھوں نے یہ بھی لکھا ہے (صفحہ ۵۷-۵۸) کہ حضرت ابوالقاسم رح کے بیس خلفا تھے جنھوں نے پورے سندھ میں یہ سلسلہ پھیلایا

Marfat.com

کی کیفیت میں سنہ ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے اور اپنے مرشد کے قریب ٹھٹھہ ہی میں دفن ہوئے۔ انکی متعدد تصانیف یادگار ہیں۔ (۱)

شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

شاہ صدر الدین رح بن سید محمد بن سید علی مکی۔ کا نسب حضرت موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ان کے دادا سید علی مکی سندھ آکر دادو میں آباد ہو گئے۔ اور راجہ ارور کی نو مسلم بیٹی سے شادی کر لی۔ انکی اولاد میں شاہ صدر الدین دوم بھی ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ اور ان کے نواسے سید محمد شجاع رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی سلسلے میں تھے۔ سید علی مکی رح کی اولاد میں سید محمد بقا رح بن امام بن فتح محمد رح کی ولادت رسول پور ضلع خیرپور سندھ) میں سنہ ۱۱۳۵ھ) میں ہوئی۔ اور شہادت سنہ ۱۱۹۸ھ میں ہوئی انہوں نے چشتیہ قادریہ اور نقشبندیہ رح سلسلوں میں فیض حاصل کیا مؤخر الذکر سلسلے میں آپ نے مخدوم محمد اسماعیل رح (پریاں لوئی) سے خلافت حاصل کی۔ (۲)

سید محمد بقا کے صاحبزادے سید محمد راشد رح کی ولادت سنہ ۱۱۷۰ھ) میں ہوئی۔ شاہ فقیر اللہ علوی رح (م سنہ ۱۱۹۵ھ) مخدوم احمدی رح (م سنہ ۱۲۰۳ھ) اور مؤخر الذکر کے صاحبزادے محمد عاقل رح (م سنہ ۱۲۹۳ھ) سے آپ نے علوم درسیہ کی تکمیل کی آپ کا انتقال

(۱) تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الکرام (صفحہ ۵۵۸-۵۶۸) اور تکملہ مقالات الشعراء صفحہ ۲۴۱-۲۴۵)

(۲) یہاں سے خلیفہ محمود رح اخوان کے خلیفہ محمد ملوک کے مرتب کردہ ملفوظات سے متعلق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کا مضمون دیکھیں
The Naqshbandi Saints of Sind
J.R.S.P. Vol. XIII, No 2, 1976

Marfat.com

۱۲۳۳ھ میں ہوا۔ آپکے صاحبزادے حضرت صبغۃ اللہ رح (م ۱۲۴۶ھ)
نے خرجماعت قائم کی۔ آپکے پاس سید احمد شہید بریلوی (م ۱۲۴۶ھ)
۱۲۴۱ھ میں تشریف بھی لائے تھے۔

حضرت صبغۃ اللہ کے صاحبزادے سید علی گوہر رح (م ۱۲۶۳ھ) پوتے حزب اللہ (م ۱۳۰۸ھ
اور پڑپوتے صبغۃ اللہ دوم رح (م ۱۳۶۲ھ) مشہور اکابر تھے جن پر مسلمانوں کو فخر
حاصل ہے۔ انہوں نے اور انہوں کے اخلاف نے ہر زمانے میں باطل کا مقابلہ کیا ہے۔ حضرت
سید محمد راشد رح (م ۱۲۳۳ھ) کے کئی خلفا تھے :- (۱) محمد حسین (مہیسر) (۲) خلیفہ سولی
(۳) خلیفہ محمود رح (قریہ گنور خان) وغیرہ۔ حضرت سید محمد راشد رح کے مکتوبات کا ایک
مجموعہ ملتا ہے جو انکے اٹھارہ مریدوں اور احباب کے نام ہیں انکے ملفوظات خلیفہ محمد
حسین رح اور خلیفہ محمود رح نے جمع کئے تھے۔ اور انکی تعلیمات کا مجموعہ خلیفہ محمود رح نے
المحبوبیۃ المحمودیۃ کے نام سے مرتب کیا تھا۔ جس میں خلیفہ محمد حسین رح نے
المحبوبیۃ المحمودیۃ ~~میں دیباچے کے بعد~~ اپنے مرشد کے حالات کا اضافہ بھی کیا ہے۔
المحبوبیۃ المحمودیۃ۔ میں دیباچے کے بعد ۶ اشغال درج ہیں۔ یعنی
(۱) لا الہ الا اللہ۔ (۲) یا اللہ یا ھو۔ (۳) اللہ ھو۔ (۴) نفی و اثبات۔ (۵) لطائف
(۶) سلطان الاذکار۔ اس مجموعے میں بیس ۲۰ ابواب ہیں جن کا نام "حضور" رکھا گیا
ہے اور ان میں علوم و معارف درج ہیں۔ شغل چہارم کے ذیل میں لکھتے ہیں۔
در تکمیل ہر یک لطیفہ مریدان و مستفیضانِ او شان را سالہائے کثیر می گذرد و مشکلہای

Marfat.com

خطیر، بلکہ اکثر را در ضبطِ اول و دوم و سوم تمامی رسد۔ و بعضے را کہ مستعدان باستعداد قوی و ہمتِ عالی اند در انجذابِ جذبات علیہ و کمالات کلیہ بر ہمہ لطائف قربِ زمان حاصل می شود۔ بیت ....

ع صوفی نہ شود صافی تا درہ نہ کشد جامے۔

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔

پھر محمد مملوک چاندیوری نے اپنے شیخ خلیفہ محمود (قریہ گنورخان) کے ملفوظات سنہ ۱۲۴۴ھ میں جمع کئے اور سراج العاشقین نام رکھا① اس میں پہلے تو شجرہ قادریہ بیان کیا ہے۔ پھر شجرہ نقشبندیہ اس طرح لکھا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سید آدم بنوری (شیخ سعدی لاہوری، حاجی ایوب، جمال اللہ، اسمٰعیل پریال لوئی (؟) سید محمد بقا۔ سید محمد امین۔ شیخ محمود)

سراج العاشقین میں ایک سو اکیس ۱۲۱ اوراق ہیں۔ ہر صفحے میں تیرہ سطریں اور ہر سطر میں عموماً تیرہ الفاظ ہیں۔ ورق ۲ ب (بعد) میں یہ عبارت ہے۔

می فرمودند کہ حقیقت نماز جز بہ بصیرتِ دل میسر نمی شود و بائے بائے می کردند و می گریستند و می فرمودند کہ ہیہات ہیہات برحال ما است ہمہ عمر بر حرفہائے کاغذ صرف ساختم۔ بلکہ "آں ہم بدست نیامدہ" و اگر بیاید تا ہم چہ سود دارد۔ و این ہم فرمودند کہ از قلم و سیاہی کاغذ سیاہ می شود۔ و دلہای سیاہ ما را چہ طور روشنائی دہد۔ و این بیت ہمے فرمودند۔ .....

① سراج العاشقین پر آنسہ انجم شاہین نے ایم فل کیلئے سنہ ۱۹۸۵ء میں کام کیا ہے

Marfat.com

حرف کو ہا کاغذے سیاہ کندۂ کے دل تیرہ را چو ماہ کند۔

اے عزیز حضرت شیخ ما ادام اللہ تعالیٰ برکاتہ علینا۔ بدون گریۂ و بجز آہ ہیچ سرمایہ نبود۔ و دراں زمان اکثر از لسانِ گوہرفشانِ خود ایں الفاظ تکرار می فرمودند کہ اے یاران وائے برادران بگریز سوئے صاحب دلے کہ از صحبتِ او حلاوتِ ایمان بدست آید۔

حضرت فقیر اللہ علوی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کا وطن جلال آباد (افغانستان) تھا آپ شیخ محمد مسعود دائم رحمۃ اللہ علیہ پشاوری کے شاگرد تھے۔ وہ شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ اسد اللہ وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے۔ حضرت فقیر اللہ قندہار میں قیام پذیر تھے لیکن سنہ ۱۱۵۰ھ میں شکارپور (سندھ) تشریف لے آئے۔ علم وفضل میں اپنے زمانے کے ممتاز ترین بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپکی فی الحال سترہ تصانیف مختلف کتب خانوں میں ملتی ہیں۔ اور ۳۰۹ فارسی مکتوبات ہیں جو بڑے بڑے امراء اور علماء کے نام ہیں۔ امراء میں احمد شاہ ابدالی، اس کا وزیر شاہ ولی خان، نصیر خان (قلات)، محمد سرفراز خان کلہوڑا۔ اور محمد خان (مکران) آپکے مکتوب الیہم ہیں۔ علماء میں جن کے نام مکتوبات ہیں وہ یہ ہیں۔ مخدوم محمد ہاشم (ٹھٹھہ)، ملا محمد معین (ٹھٹھہ)، عبدالرؤف (ہالاکنڈی) اور سید محمد راشد بن سید محمد بقا وغیرہ۔ ایک مکتوب اس طرح ہے.................

Marfat.com

مکتوب بیست و ہفتم بنام زبدۂ مشائخ میاں عبدالرؤف ساکن ہالاکندی صدور یافتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی خاتم فص الرسالۃ والہ واصحابہ الکرام الی یوم القیام بخدمت سدہ منیف عنصر لطیف مظہر وجود حقانی مرات نعوت سبحانی۔ میاں عبدالرؤف جیو سلمہ ربہ سلام سنت سید الانام علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات من اللہ الملک العلام واصل باد۔ خلیفہ محمد پناہ جیو رقم زدۂ کلک بیان ساختہ بودند کہ حضرت عالی فطرت تحیات و دعوات می رساند۔ احقر بمطالعۂ مکتوب مرغوب فائض السرور مسرور گشت۔ حضرت حق جل فی جلالہ در مرتبۂ ذات بحت معرای از صفات فانی ساختہ بوجود حقانی رجوع دادہ۔ در مرتبۂ قلب داعی ساکنان سفل بجناب قدس گرداناد۔ دریافت ملاقات مربوط بہ ارادۂ ازلی ست۔ نظر بر الامور مرہونۃ باوقاتہا۔ داشتہ۔ بنمائق انائق فرحت افزا گردیدہ باشند۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ عارفانہ غزلیں بھی لکھا کرتے تھے۔ ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

مصدر فیضے کہ عالم را تر و تازہ نمود۔

فی الحقیقت ہست چوں مرات در جسم شہود

لب اگر تر سازد آں رند خراباتی بہ مے۔

جامہ و جان را نثار جام مے خواہد نمود۔

(41)

Marfat.com

مست با عقل آنچناں گردد کہ در روز جزا۔

چوں رخ دلبر نباشد دیگرش گفت و شنود۔

درد می یابد شفا از صدقِ دل گر می خورد

دردمندے گرچہ در امراض بس مرہون بود۔

رو بخمار آورد آں کو کہ از روز ازل۔

از نقوشِ ایں و آں لوحِ دل او سادہ بود

حضرت فقیر اللہ علوی رح نے ۳ صفر سنہ ۱۱۹۵ھ کو شکارپور (سندھ) میں انتقال فرمایا۔ (۱)

ابوالحسن داھری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ میاں بادل بن عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ آپکے اساتذہ ابوبکر ھالانی رح نورالدین احمد آبادیؒ اور محمد خلیل رح بدخشانی تھے۔ آپکے شیخ مولانا عبدالرسول نقشبندی احمد آبادیؒ (م سنہ ۱۱۴۸ھ) تھے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۱ھ) میں ہوا۔ آپکی کئی تصانیف ہیں لیکن بہت اہم تصنیف ینابیع الحیوٰۃ الابدیہ ہے جو تصوف پر غالباً سب سے مفصل کتاب ہے اس میں نو ۹ ابواب ہیں جنکے ذیلی ابواب ۱۰۸ ہیں۔ وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

بہترین سخنے کہ عندلیبانِ چمنِ انوارِ طریقت بداں ترنم نمایند و خوش ترین کلامے کہ بلبلانِ گلشنِ اسرارِ حقیقت بہ آں نغمہ آرائی کشایند۔ حمد جزیل و ثنائے جمیل

(۱) مولانا اعجاز الحق قدوسی تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۱۸۹-۱۹۶۔

Marfat.com

مرآں حکیمے ہر اکہ بمقتضائے حکمت بالغہ اش حقیقت و روح شبح حبیب صلی اللہ علیہ وسلم خود را بذر شجر حقائق و ارواح و اشباح عوالم گردانیدہ۔ و ہر آنچہ دراں بذر مجمل داشتہ در شجر عوالم مفصل کردہ باز در ثمر باجمال رسانیدہ پس غرض از غرس شجر عوالم ہمیں ثمر است کہ مثمر لولاک و خاتم شجر است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی یوم الدین (۱)

اولیائے لواری شریف (۳)

لواری شریف ضلع بدین) کو شہرت حضرت مخدوم زمان اول نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آپکے والد حاجی عبداللطیف سہروردی رح تھے۔ جو مخدوم آدم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فیض اللہ کے شاگرد تھے۔ مخدوم محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ لواری شریف میں سنہ ۱۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں سنہ ۱۱۸۸ھ میں وفات پائی۔ آپنے علوم درسیہ کی تعلیم تحصیل ٹھٹھ میں مخدوم محمد معین رح (سنہ ۱۱۶۱ھ) کے شاگرد مولانا محمد صادق سے کی تھی اور وہیں حضرت مخدوم محمد آدم رح کے پوتے ابوالمساکین (حاجی محمد بن محمد اشرف رح) سے نقشبندیہ سلسلے میں خلافت حاصل کی تھی۔ آپکے صاحبزادے گل محمد رح (م سنہ ۱۲۱۸ھ) پوتے محمد زمان دوم (م سنہ ۱۲۴۷ھ) اور پڑپوتے محمد حسن رح (سنہ ۱۲۹۸ھ) نے اس سلسلے کی بہت تبلیغ کی پھر محمد حسن رح کے صاحبزادے محمد سعید رح سنہ ۱۳۲۴ھ نے بھی سلسلے کو بہت فروغ پہنچایا اور یہ کتابیں بھی لکھیں۔ صقال الضمائر۔ تحقیقات اللواری۔ شرح تکملۃ الورد المحمدی۔

(۱) استاذی حضرت مولانا ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب نے پی۔ ایچ ڈی۔ کی ڈگری کیلئے ینابیع الحیوۃ الابدیہ ہی پر سنہ ۱۹۷۲ء میں کام کیا تھا۔ (۲) مخدوم محمد زمان رح کے ملفوظات جو ابراہیم بیگ نے جمع کئے تھے وہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں۔ مخطوطہ نمبر ۴۱۴۔

Marfat.com

صقائل الضمائر - در اصل مخدوم محمد حسن ، ۱۲۹۸ھ کے حالات پر مشتمل ہے اس میں مقدمے کے علاوہ چار ابواب ہیں ، تیسرے باب میں محمد حسن رح کا ایک مکتوب ہے جو صاحبزادے کے نام ہے ... برخوردار سعادت یار محمد سعید منظلہ - مراسلہ مشتمل بر رسیدن اشیائے مرسولہ ، ایں طرف و اظہار دید قصور و خرابی حال خویش تنگی دل و سیہ روئی و خرابی خود نوشتہ بودند - رسید - برخوردار تنگ دل نشوند بقبض و تنگی دل ، پریشان و از دست نہ روند - و صبر فرمایند - ع صبوری مایۂ امنیت آمد -

تنگ دلی و سیہ روئی و خرابی خود خوب افتادہ است - شکر ایں معنی را بجا آرند ایں صبر تلخ برائے مریض قلبی دہند - کیست دریں جہان کہ از ہوای و ہوس برآمدہ - و خرابی و ضلالت خود نصب العین و حد نظر خود دارد - صاحبان روضۂ مقدسہ قدس اسرارہم فرمودہ اند - ہر چند ظاہر حال مردود تر و پریشان تر ، در باطن مقبول تر - و ہر چند مجہول خلق تر - در قرب حق نزدیک تر - جامی رح گوید -

ع سیاہی را بود رو در سپیدی -

مخدوم محمد سعید رح کی زبان اور انداز بیان کے سمجھنے کیلئے یہ عبارت ملاحظہ ہو - سلسلہ طریقۂ الٰہی این مسکین بے تمکین ، جامع ایں کلمات سعید محمد سعید را بحرمت شہباز لاہوت عنقائے جبروت ملاذ ملکوت ، قائد ناسوت -

زحالش چو بلبل شوم نغمہ زن -
بہ باغ زمان گل ، محمد حسن ،

Marfat.com

قدس سرہٗ بحرمتِ مہرِ سپہرِ دیانت، مرکزِ دائرہ امانت خواجہ محمد زمان ثانی قدس سرہٗ
و بحرمتِ بحرِ حلم و حیا، معدنِ جود و سخا خواجہ کل محمد قدس سرہٗ و بحرمتِ جامعِ اسرارِ قطبیت
حاوی انوارِ غوثیت، واقفِ اسرارِ نہاں خواجہ محمد زمان کلاں۔ صاحب الارشاد فی اللواری
حریم الباری قدس سرہٗ و بحرمتِ قطب سمائے ولایت، ماہِ برجِ ہدایت خواجہ
ابوالمسالکین حاجی محمد التہتوی۔ مسکناً۔ والمکّی مدفناً قدس سرہٗ و بحرمتِ حضرت مروّر
متقی خواجہ محمد ذکی قدس سرہٗ و بحرمتِ حضرت مہتر عفیف خواجہ محمد حنیف قدس سرہٗ
و بحرمتِ حضرت قطب امجد ارشد خواجہ عبدالاحد قدس سرہٗ۔ و بحرمتِ حضرت قطب الاقطاب
مزید خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ و بحرمتِ مجمع البحرین مسکن النورین مرجع الخافقین
غوث الثقلین۔ ملاذ الافراد والاقطاب ملجأ الاصفیاء والاحباب حضرت خواجہ مجدد
الفثانی قدس اللہ سرہٗ السامی۔ (۱)

مخدوم محمد سعید رح فارسی میں دیوان بھی یادگار چھوڑا ہے۔ (۲)

حضرت مخدوم محمد زمان (اول) قدس سرہٗ کے کئی خلفاء تھے۔ لیکن ان میں دو کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (۱) مولانا عبدالرحیم رح (گرہوڑی) جو سنہ ۱۱۶۲ھ میں شہید ہوئے۔ اور (۲) قاضی احمد رح سنہ ۱۲۲۳ھ جن کے نام پر قصبہ آباد ہوا۔ انکے ملفوظات کا ایک مجموعہ انکی خانقاہ میں موجود ہے۔ ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد میں انکے بزرگ حاجی شاہین انکے خلیفہ تھے

مولا (۱) اس شجرہ کے بزرگوں کے حالات کیلئے دیکھیں رسالہ نور اسلام (شرقپور شریف) حصہ دوم ص ۳۰۵ — ۳۰۹۔

(۲) آپکی اولاد میں سے پیر سعید حسن رح نے آپکا فارسی دیوان، کراچی سے سنہ ۱۹۶۵ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

مولانا عبدالرحیم رح بہت بڑے عالم تھے۔ انکی حسب ذیل کتابیں یادگار ہیں۔

(۱) فتح الفتح۔ انکے پیرومرشد کے نصائح کا عربی ترجمہ اور شرح۔

(۲) پیرومرشد کے سندھی اشعار کا عربی ترجمہ اور شرح۔

(۳) فارسی مثنوی گل نامہ۔ پیرومرشد کے صاحبزادے گل محمد کی تعریف میں۔

(۴) مکتوباتِ امام ربّانی قدس سرہٗ کا ایک انتخاب۔

(۵) انکے سندھی اشعار کا مجموعہ۔

مثنوی گل نامہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

گل محمد در منازلہا تمام:۔

غیر بلبل ایں چہ داند خاص و عام۔

دست مشرک کے رسد گل پاک را۔

خاک را ایں نور ایماں خاک را۔

خاک مسحور است بہر بوئے گل ؛ جز خرابات نباشد جائے گل

عارف آں باشد کہ باشد گل شناس۔

گل ببیند جملہ بیند بے قیاس۔

جان مرجانِ ولی را دوست نیست۔

رابطہ شاں آنچہ آں را پوست نیست۔

خلق پندارد ولی را شہرتے ؛ روئے خود بینند او را رحمتے۔

(۶۶)

Marfat.com

تا قیامت آزمائش دائم ست۔

پس ہر دور ے ولی قائم است۔ (۴)

ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی بہت سے نقشبندی اولیا نے سندھ کو فیض فرمایا۔ کچھ نام یہ ہیں۔

(۱) مخدوم عبدالواحد سیوستانی۔ رح (م ۱۲۲۴ھ) آپ قاضی، مفتی، اور شاعر تھے۔ حضرت صفی اللہ رح (م ۱۲۱۲ھ) بن غلام محمد معصوم رح (م ۱۱۶۱ھ) کے خلیفہ تھے۔

(۲) شیخ محمد عابد سیوستانی رح (م ۱۲۵۷ھ) بہت بڑے عالم اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ مخدوم محمد زمان ثانی رح (م ۱۲۴۷ھ) کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ۔ کے شاگرد تھے۔ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے۔

(۳) مخدوم محمد ابراھیم ٹھٹھوی (م ۱۲۲۵ھ) مخدوم محمد ہاشم کے بیٹے عبداللطیف کے فرزند تھے۔ حضرت صفی اللہ رح (م ۱۲۱۲ھ) کے خلیفہ تھے۔ بعد میں آپ منڈی (کچھ) منتقل ہو گئے تھے۔ قریب دو لاکھ آپکے مرید تھے۔

(۴) مخدوم محمد عاقل رح بن مخدوم احمدی رح آپ مخدوم محمد اسمٰعیل پریالوئی رح کے داماد تھے۔

(۵) محمد صالح رح (کھارا والے) آپ غلام محی الدین رح کے خلیفہ تھے۔ اور غلام محی الدین رح کے فرزند خلیفہ تھے۔ شاہ محمد صادق رح بن غلام محمد معصوم کے۔

(۱) ڈاکٹر داؤد پوتہ نے کلام گرہوڑی کے نام سے آپکا مجموعہ اشعار کراچی سے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا تھا۔

Marfat.com

(۶) قاضی احمد کے تین مشہور خلیفے تھے ۱۔ عبدالولی - (ڈبرا نوشہرہ فیروز) ۲۔ میاں نور شاہ (کھائی کھنڈا (نوشہرہ فیروز) اور میاں عبدالکریم رح (نیگارو سکرنڈ)

(۷) قاضی محمد رح شکارپوری - (م ۱۲۳۰ھ) آپ حضرۃ صفی اللہ رح (م ۱۲۱۲ھ) کے خلیفہ تھے۔

(۸) مخدوم امید علی سہا رح ھالائی - آپ خواجہ عبدالقیوم رح (م ۱۲۷۱ھ) کے خلیفہ تھے۔ آپ تالپوروں کے درباری تھے تو انگریزوں نے آپکو کلکتہ میں قید کر دیا تھا۔ آپ نے سفرنامہ کلکتہ لکھا ہے۔ ۱۲۹۸ھ میں کلکتہ میں انتقال فرمایا۔

(۹) مخدوم بلال رح (تلسی - دادو) آپ مخدوم دانیال رح کے شاگرد اور مخدوم شہاب الدین رح کے خلیفے تھے۔ پیر محمد بخاری رح سے فیض حاصل کیا۔ دسویں صدی ہجری میں تھے۔ فارسی میں رباعیات لکھی ہیں۔

موجودہ دور میں مولانا عبدالغفار (م ۱۹۶۵ء لاڑکانہ) حاجی عبدالغفار مجددی رح (ٹنڈو محمد خان) محمد عمر جان (مٹیاری) غلام مجدد (ماتلی) محمد یوسف میمن (مرہو بولا خان سجاول) غلام مصطفیٰ (دادو) وغیرہ بکثرت نقشبندی بزرگوں کا فیض جاری ہے۔

(۱) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے (J R S P Vol XIII - No 2, 1976) میں سندھ کے نقشبندی بزرگوں کی تصانیف کی ایک طویل فہرست بھی دی ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن

فاروقی مجددی سرہندی رح اور ان کا خاندان

آپکی ولادت قندہار میں سنہ ۱۲۴۴ھ میں ہوئی۔ آپکے آبا و اجداد کا سلسلہ یہ تھا آپکے والد عبدالقیوم بن خواجہ فضل اللہ بن خواجہ غلام نبی بن خواجہ شاہ غلام حسن بن شاہ غلام محمد معصوم بن شاہ محمد اسمٰعیل بن خواجہ شاہ صبغۃ اللہ بن عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) سکھوں کے عہد میں جب سرہند شریف ویران ہوا تو حضرت شاہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ پشاور تشریف لے گئے۔ وہیں سنہ ۱۱۷۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ وہاں ریلوے اسٹیشن کے قریب اور خواجہ محمد صدیق رح (خلیفہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے مزار کے تھوڑے سے فاصلے پر آپکے اور آپکے صاحبزادے شاہ غلام حسن رح کے مزارات ہیں۔ پھر خواجہ غلام نبی رح (بن خواجہ شاہ غلام حسن) پشاور سے قندھار جاکر اقامت پذیر ہوئے۔ وہیں آپکے پرپوتے خواجہ عبدالرحمٰن رح کی ولادت ہوئی انہوں نے اپنے والد خواجہ عبدالقیوم رح اور ملا حبیب اللہ قندھاری وغیرہ سے علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل کی۔ لیکن افغانستان کی سیاسی بدحالی سے دل برداشتہ ہوکر سنہ ۱۲۹۷ھ میں آپ مع متعلقین حرمین شریفین چلے گئے۔ قریب پانچ سال کے بعد بعض معتقدین کی درخواست پر سندھ (~~سائیں ٹنڈو داد~~) (ٹنڈو سائیں داد) تشریف لے آئے۔ اور ۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۵ھ کو وصال ہوا۔ ٹکھڑ (قبہ شریف) میں دفن ہوئے۔ اب وہیں انکی تمام اولاد کے مزارات ہیں۔

Marfat.com

خواجہ شاہ غلام حسن (م ۱۲۰۴ھ) کے صاحبزادے خواجہ غلام نبی (م ۱۲۲۶ھ) اور پوتے خواجہ فضل اللہ (م ۱۲۳۸ھ) بھی بڑے عالم ہوئے ہیں۔ مؤخر الذکر کی مشہور کتاب عمدۃ المقامات ہے جس میں نقشبندی بزرگوں کے حالات ہیں۔ اس کتاب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین، ائمہ کرام رض اور حضرت بہاء الدین نقشبندی (بخاری قدس سرہ (م ۷۹۱ھ) کے مختصر حالات اور سلسلہ نقشبندیہ کے کوائف ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

مخفی نماند کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، را در اولیائے ایں امت شان عظیم است۔ و مراتب والا کہ خال را بہ آں ممتاز کردہ باشند ہر چند زبان کتابت از بیان آں عاجز و حوصلۂ کتابت کاتب از تعداد آں قاصر۔ اما بحکم مَنْ لم یُدرَکْ کلہ لم یترکْ کلہ بیان بعضے آں معاملات بزرگ و مراتب شگرف می نماید۔ بگوش ہوش استماع باید کرد (۱)

خواجہ فضل اللہ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ انکے ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کردم اگر ز جاں تنِ خود را فدائے دل۔
افشاندہ ام نثار محقر بپائے دل۔
رو پشت پا بہ تختِ اقالیم سبع زن۔ گر یافتی گدائی دولت سرائے دل۔
عالم شنید نعرہ لبیک عبدیش ؛ نشنیدۂ تو نعرہ یارب بنائے دل

(۱) عمدۃ المقامات ۱۳۵۵ھ ص ۱۵۷۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے پنجاب یونیورسٹی جرنل ۱۹۷۶ء (R.S.P. Vol. III No. 2, 1976 میں قندہار، کابل، شکارپور اور حیدرآباد وغیرہ مقامات میں سکونت پذیر خاندانِ مجددیہ کی تفصیل دی ہے)

Marfat.com

خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے (۱) خواجہ محمد حسن جان اور (۲) خواجہ محمد حسین جان رح تھے۔

خواجہ محمد حسن جان رح قندھار میں ۱۲۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب سے اور مُلّا میر اعظم افغان سے تعلیم حاصل کی۔ پھر سندھ آکر مولانا لعل محمد متعلوی رح سے دو سال تک پڑھتے رہے۔ مکہ معظمہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ وہیں قرآن پاک حفظ کیا۔ سندھ میں مسلم لیگ کی پُرزور حمایت کی۔ رشد و ہدایت کا حلقہ بھی بہت وسیع تھا۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں قیام تھا۔ تو آپکے گھر کے گیارہ افراد زلزلے کی زد میں آگئے جن میں دو صاحبزادے تین صاحبزادیاں اہلیہ اور دوسرے اقارب تھے۔ صاحبزادے کے فراق میں ایک مرثیہ اس طرح کہا۔

بے تو اے راحتِ جان نعمتِ دنیا چہ کنم۔
جانِ شیریں چہ کنم؟ دیدہ بینا چہ کنم۔
زندگی بہر تو خوش داشتم اے راحتِ جاں۔
چوں رفتی مَن غم دیدۂ تنہا چہ کنم۔
گر ز مخلوق بُدی چارہ خود می کردم۔
با قضا و قدرِ خالق یکتا چہ کنم۔
فرقتِ روے تو اے جانِ پدر زخم دل است۔
زخم ناسور بگردیدہ مداوا چہ کنم۔
گر بپرسیدنِ من ~~رفتنت~~ رفتنت اے جان بودے؛ جان و مالم بعوض دادمی امّا چہ کنم۔

(۷۱)

Marfat.com

تاریخی قطعات بھی آپ نے لکھے ہیں اور حسب ذیل کتابیں آپکی یادگار ہیں۔

(۱) شفاء الامراض سنہ ۱۳۱۴ھ (عربی میں) (۲) انیس المریدین سنہ ۱۳۱۶ھ فارسی میں۔ (۳) پنج گنج سنہ ۱۳۲۰ھ فارسی میں۔ (۴) سفرنامہ لبنان سنہ ۱۳۳۶ھ فارسی میں۔ (۵) تذکرۃ الصلحا فی بیان الاتقیاء سنہ ۱۳۳۶ھ فارسی میں۔ (۶) انساب الاحباب سنہ ۱۳۴۰ھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے لیکر اپنے زمانے تک کے خاندانی ترجم فارسی۔ (۷) شرح حکم شیخ عطاء اللہ سکندری۔ سنہ ۱۳۴۴ھ فارسی میں۔ (۸) الاصول الاربعۃ فی تردید الوھابیۃ۔ سنہ ۱۳۴۶ھ فارسی میں (۹) طریق النجاۃ (سنہ ۱۳۴۹ھ) سرسید کے عقائد کی تردید (عربی میں) (۱۰) رسالہ در قواعد تجوید۔ سنہ ۱۳۴۹ھ فارسی میں۔ (۱۱) العقائد الصحیحۃ، سنہ ۱۳۶۰ھ عربی میں) (۱۲) الاشارۃ الی البشارۃ) (تشہیر میں اشارہ) (۱۳) رسالہ فی باب صحۃ الجمعۃ فی القری۔ (۱۴) لغات القرآن۔ (عربی) (۱۵) تقویۃ الایمان۔ سندھی میں حنفی مذہب کے خلاف ایک کتاب تھی اس کا جواب فارسی میں لکھا۔ (۱۶) رسالہ تہلیلیہ وغیرہ۔ انکے علاوہ آپکے مکتوبات ہیں۔

سنہ ۱۳۶۵ھ میں ٹنڈو سائیں داد میں آپکا انتقال ہوا۔
۱۹۴۶ء

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن جان علیہ الرحمۃ

کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) عبداللہ جان۔ عرف شاہ آغا۔ (۱۳۹۳ھ)
(۲) عبدالستار جان۔ (۱۳۸۷ھ) (۳) حافظ محمد ہاشم جان (۱۳۹۵ھ)
(۴) محمد حنیف جان۔ ھ

حضرت عبداللہ جان عرف "شاہ آغا" بہت بڑے عالم تھے۔ ۸۸ سال کی عمر پائی۔ (۱)

آپکی یہ کتابیں یادگار ہیں۔

(۱) مونس المخلصین۔ (۲) راحت القلوب۔ اور (۳) مخزن العلوم۔

مونس المخلصین دراصل حضرت خواجہ محمد حسن جان علیہ الرحمۃ کے سوانح حیات ہیں۔ جو حضرت شاہ آغا نے ۱۳۶۵ھ میں لکھے تھے۔ اور دوسرے سال کراچی سے شائع ہوئے تھے۔ اس میں بڑے سائز کے ۲۶۴ صفحات ہیں۔ صفحہ (۵) سے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ کے حالات شروع کئے گئے ہیں۔ کہ:۔

ولادتِ حضرتِ ایشان (خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ) ۱۳۴۴ھ) در شہر احمد شاہی مشہور بہ قندھار بہ وقوع آمد۔ بعد از وصول بہ سنِ تمیز علوم متداولہ تا نقطۂ آخر از علمائے آں دیار حاصل نمودہ۔ وکسبِ کمالاتِ باطنی از حضرت والد ماجد

(۱) حضرت عبداللہ جان "شاہ آغا" کے انتقال پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے قطعہ تاریخ لکھا تھا۔ تاریخ والا شعر یہ ہے۔ فرِ فضل و فقر را عبداللہ جان، ہادیِ دیں شاہ آغا آہ رفت
ج ۷۔ (۱) اپریل) ۷۳۔ ۱۹ ع۔ ۱۳۹۳ھ (۲ ربیع الاول)

۷۳

Marfat.com

خویش، خلاصہ آل معصوم را حضرت شیخ عبدالقیوم سرہندی مجددی قدس سرہ فرمودہ مجاز و مسند نشین آں قدوۃ عارفان گردیدند و بعد از انتقال حضرت او شان کہ در سال ۱۲۱۲ھ بہ وقوع آمد حضرت ایشاں بکمال استقامت بہ مسند ارشاد نشستند۔ و فیض بخش طالبان حق گردیدند۔ و بخلعت اخلاق محمدی مفتخر گردیدند۔ تواضع و مسکنت و استقامت شریعت و توکل و صبر و رضا و خدمت فقرا و ترحم بر خلق اللہ با فور تقوای وجود و سخا خاصہ حضرت ایشاں بود۔ کہ برائے ہر خلق خلقے بایں درایس المریدین مذکورست۔ در حدود سنہ ۱۲۱۷ھ بمع عیال و اطفال ہجرت نمود۔ و تقریباً پنج سال در حرمین شریفین گذرانیدند۔ کاتب الحروف کہ تولدش ہم در شہر قندھار در سنہ ۱۲۷۸ھ بوقوع آمد درین سفر مبارک حاضر خدمت و ہم رکاب حضرت ایشاں بود۔ بعد از مراجعت سفر حرمین شریفین بقیہ عمر مبارک در دیار سندھ و در قریۂ [illegible] سادات ٹکھڑ بسر بردند و مخلصین و مریدین سندھ را نیضہا بخشیدند۔ (پھر آپنے خاندان کے دیگر افراد کے حالات بھی لکھے ہیں۔ اور صفحہ ۵۸ سے حضرت خواجہ محمد حسن جان علیہ الرحمۃ کے حالات شروع کئے ہیں۔

حضرت حافظ محمد حسن جان کے ~~ہاشم جان~~ کا وفات پر ~~کا~~ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے قطعہ تاریخ لکھا تھا۔ تاریخ والا شعر یہ ہے (دوشنبہ ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۵ھ) ~~سنہ~~ وقوع ہجر شد جاودانہ جنت الفردوس یافت بے گناہ حافظ محمد ہاشم است۔

(۲۴ ستمبر)

(۷۴)

Marfat.com

حضرت شاہ آغا رح کے بھائی حضرت حافظ محمد ہاشم جان رح نے اپنے والد ماجد خواجہ محمد حسن جان رح کی عربی کتاب طریق النجاۃ کا اردو ترجمہ سنہ ۱۹۳۱ء میں کیا تھا۔ جو امرتسر سے شائع ہوا تھا۔ درمیانی سائز کے ۲ دو سو باسٹھ (۲۶۲) صفحات ہیں۔ اس میں گمراہ فرقوں اور عقائد کی تردید ہے۔ اس کے صفحہ ۷۶ سے ۸۶ میں لکھتے ہیں۔ وہابی کی نسبت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہے۔ جس کو خداوند تعالیٰ نے علم کی بنا پر گمراہ کر دیا تھا۔ یہ شخص سنہ ۱۲۲۰ھ میں ظاہر ہوا تھا اور حرمین شریفین پر چڑھائی کر کے متغلب ہوا۔ اس نے اس لڑائی میں علمائے کرام اور مجاورین حرمین شریفین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا تھا۔ اور انکے مالوں کو لوٹ لیا۔ پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے انکو محمد علی پاشا مصری کی ہمت و جوانمردی سے (جس کو سلاطین ترکیہ عثمانیہ نے اس مہم پر مامور کیا تھا) لڑائیوں کے بعد ہلاک کیا۔ اور ذلتوں سے نکلوایا۔ جس کا ذکر موجب طوالت ہے۔ اور جس کو شیخ احمد دحلان مکی نے اپنی کتاب تاریخ اسلامیہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ پھر دوبارہ یہی نجدی سنہ ۱۳۴۴ھ میں حرمین شریفین میں متغلب ہوئے اور پہلے سے بڑھ کر افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے اور طائف میں قتل و خون ریزی اور مار و دھاڑ اور لوٹ و گھسوٹ کا بازار گرم کر دیا اور سارے ممالک حجاز میں مساجد اور یادگار عمارات اور صحابہ و صالحین کے قبوں کو گرا دیا۔ اور وہ تادم تحریر بلاد مقدس کو دابے بیٹھے ہیں۔ ممکن ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی صورت نکالے۔ حضرت حافظ محمد ہاشم جان علیہ الرحمۃ کا یہ سلیس ترجمہ بہت مقبول ہوا۔

ان کی وفات پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے قطعہ تاریخ لکھا تھا: جاودانہ جنت الفردوس یافت۔ نیز "بے گنہ" دوشنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

حافظ محمد ہاشم اسمت "جس سے عیسوی سنہ ۱۹۷۵ء (۲۹ ستمبر) نکلتا ہے

(۷۵)

Marfat.com

خواجہ عبدالرحمٰن مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے دوسرے صاحبزادہ خواجہ محمد حسین جان بھی قندھار میں سنہ ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے والد صاحب اور دوسرے فضلاء سے علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل کی۔ تاریخ شعر و شاعری لغات عربی و فارسی وغیرہ میں بہت شغف تھا۔ آپ کا دیوان خیابان سرہندی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مختلف اصناف شاعری ہیں۔ ایک غزل کے چند اشعار یہ ہیں۔

~~دزدیدہ دیدن آہ کشیدن گناہ من~~

بر در گہت فتادن و مردن گناہ من ۔ دیدن ز خاک بر نگرفتن گناہ کیست۔

دزدیدہ دیدن، آہ کشیدن گناہ من۔

خندیدن و کرشمہ نمودن گناہ کیست۔

از دیدن تو چشم نہ بستن گناہ من

پیش آمدن نقاب کشادن گناہ کیست۔

ایک اور غزل اس طرح ہے:۔

رُخِ گلابے عجبے زلفِ ~~عجبے~~ نقابے عجبے۔

آفتابے عجبے زیرِ ~~صحا~~ سحابے عجبے۔

بے تو چوں ماہی بے ~~آبے~~ آبِ بگلشن ما راست۔

اضطرابے عجبے رنج و عذابے عجبے۔

(۷۴)

Marfat.com

ز آتشِ روے تو چوں زلف پریشاں دارم۔
انقلابِ عجبے عقدہ و تابے عجبے۔
بیتِ ابروئے تو کلکِ ازل از نقطۂ خال۔
انتخابے عجبے کردہ زیابے عجبے۔
دلِ دیوانۂ ما از نگہِ مست تو شدہ
از شرابے عجبے مست و خرابے عجبے۔

آپکا انتقال سنہ ۱۳۶۷ھ سنہ ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ اور والد ماجد کے قریب دفن ہوئے (۱)
آپکے صاحبزادے محمد اسمٰعیل جان روشن رح سنہ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ دادا صاحب
سے اور حافظ محمد یوسف وغیرہ سے علوم کی تکمیل کی۔ اور دادا صاحب ہی سے سلوک
کی منزلیں طے کرنے کی سعادت حاصل ہوئی زہد و تقویٰ میں کمال حاصل تھا۔ لوگوں
کے امداد میں پیش پیش تھے۔ عربی فارسی اور سندھی میں شاعری کرتے تھے
تحریکِ خلافت اور مسلم لیگ کیلئے بہت کام کیا سنہ ۱۹۲۱ء میں برطانوی شہزادہ
ویلز ہندوستان آیا۔ تو ۱۷ نومبر کو تحریکِ خلافت اور کانگریس
کے لیڈروں نے مشترک طور پر اس کی آمد پر بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار
کیا جس کی پاداش میں آپکو بھی قید کر دیا گیا۔

(۱) آپکے انتقال پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ایک قطعہ تاریخ لکھا جس میں تاریخ کا شعر یہ ہے۔
فخرِ دہور قطبِ زماں، شاعرِ جلیل، در خلد آرمید۔ "محمد حسین جان" سنہ ۱۹۴۸ء سنہ ۱۳۶۷ھ
۱۹۴۸ء ۱۳۶۷ھ

Marfat.com

۱۹۲۶ء میں سلطان ابن سعود کی دعوت پر مولانا سید سلیمان ندوی رح مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر رح کے ساتھ کہ آپ بھی اسلامی کانفرنس میں شرکت کیلئے حجاز گئے تھے سنہ ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپکی تصانیف یہ ہیں۔ (۱) دیوان روشن فارسی۔ (۲) دیوان روشن سندھی۔ (۳) انشا روشن و خطبات فارسی۔ (۴) نسیم چمن فارسی۔ (۵) جواہر نفیسہ فارسی۔ (۶) خطباتِ سندھی منظوم۔ متفرق اشعار مختلف زبانوں میں کہے ہیں۔ لغت بہت خوب لکھتے تھے۔ مثلاً

بیاسوئے مدینہ تا بیابی صد قرار ایں جا۔
گل ایں جا سبزہ ایں جا گلشن ایں جا جویبار ایں جا۔
چہ خوش باشد کہ سازم فرش راہ سید الکونین
دلِ ایں جا دیدہ ایں جا سینہ ایں جا جگر ایں جا
جسم نماید بے نیاز از باغ جنت نزہت طیبہ
گل ایں جا سنبل ایں جا سوسن ایں جا لالہ زار ایں جا

بعض غزلوں کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

فگندہ برقع بر رخ مے گذشت یار بہ باغ۔
مگر ز طفل گل ایں رسم چادری آموخت۔

(۷۸)

Marfat.com

عرق یک قطرہ از رویش چکید.
تو گوئی کز مہ افتادہ ستارہ.
بیا دیدم گل رخت اے گل ببینم
چو بلبل چونکہت آشیاں بر دامن گل۔

حضرت روشن کے صاحبزادے مولانا اسحاق جانؒ (۱۳۹۵ھ) کو بھی شعر و شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ (۱) بلاد اسلامیہ کا سفر بھی کیا کرتے تھے۔ انہوں نے سفرنامہ بلاد اسلامیہ (۱) اور سفرنامہ ایران (۲) اردو میں یادگار چھوڑے ہیں۔ بہت بلند اخلاق بزرگ تھے۔ انکے چھوٹے بھائی مولانا ابراہیم جانؒ صاحب سامارو ضلع (تھرپارکر، سندھ) میں تشریف رکھتے ہیں۔ وہ بھی بڑے عالم اور شاعر ہیں۔ دونوں بھائیوں کے یہاں بکثرت مخطوطات محفوظ ہیں۔

(۱) مولانا اسحاق جانؒ کے انتقال پر بھی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے قطعہ تاریخ لکھا۔ جس میں تاریخ کا شعر یہ ہے۔ آل حبیب خلق و کل خویش نفیس۔ ثرد حبیب خلد بریں اسحاق جان۔

یکشنبہ ۷ دسمبر ۱۹۷۵ء ۱۳۹۵ھ ۳ ذی الحجہ

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ زوار حسین رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت فضل علی قریشی (م ۱۳۵۴ھ) کے خلیفہ حضرت محمد سعید قریشی کے خلیفہ ہیں آپ قصبہ گوہلہ (ضلع کرنال) میں ۱۳۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم (۱۹۱۱ء) (۱۳۶۳ھ) کے خاص منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ پھر میٹرک پاس کیا۔ اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل کی۔ ایک بزرگ مولانا اسلام الدین کے توسط سے آپ حضرت محمد سعید قریشی کے پاس بیت میں بیعت ہوئے۔ اور جلد ہی سلوک کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۸ھ میں آپ پاکستان آئے (۱۹۴۸ء) اور قریب ۴۵ کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپکی تصانیف حسب ذیل ہیں (تاریخی ترتیب سے) (۱) عمدۃ السلوک (۲) گلدستہ مناجات (۳) حیات سعیدیہ (۴) عمدۃ الفقہ جلد اول۔ (۵) عمدۃ الفقہ جلد دوم۔ (۶) ترجمہ مبدا و معاد (۷) ترجمہ معارف لدنیہ۔ (۸) عمدۃ الفقہ جلد سوم۔ (۹) حضرت مجدد الف ثانی نمبر (۱۰)۔ (۱۰) زبدۃ الفقہ حصہ اول۔ (۱۱) مقامات فضلیہ (۱۲) زبدۃ الفقہ حصہ دوم۔ (۱۳) زبدۃ الفقہ حصہ سوم۔ (۱۴) ترجمہ مکتوبات معصومیہ دفتر اول۔ (۱۵) عمدۃ الفقہ جلد ۴۔ (۱۶) ترجمہ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم۔ (۱۷) ترجمہ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم۔ (۱۸) انوار معصومیہ (۱۹) ریڈیائی تقاریر (۲۰) عمدۃ الفقہ بزبان عزلی طہارۃ زکوٰۃ صوم حج۔ (۲۱) مکتوبات امام ربانی کا اردو ترجمہ نامکمل۔ یوں تو آپکی ہر کتاب امتیازی شان رکھتی ہے اور پوری تحقیق کیساتھ لکھی گئی ہے۔ لیکن عمدۃ الفقہ میں مسائل کی اس قدر

Marfat.com

جزئیات ہیں کہ شاید اردو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہیں مثلاً عمدۃ الفقہ
ج سوم میں کتاب الزکوٰۃ کے ذیل میں عشری زمین کا اس طرح ذکر آتا ہے اگر
کسی شخص نے عشری زمین اجارہ بعد (کرایہ) پر دی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک
عشر زمین کے مالک پر واجب ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک مستاجر پر واجب
ہوگا۔ اور فتح القدیر میں ہے کہ صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ عشر کا تعلق
پیداوار سے ہے جو کہ مستاجر کی ہے اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ زمین کا نماء
(بڑھوتری) جیسا کہ زراعت سے ہوتا ہے ویسا ہی اجارت سے بھی ہوتا ہے تو یہاں
بھل کی طرح اجرت مقصود ہے پس بڑھنا درحقیقت میں اجرت پر دینے والے
کیلئے ہے۔ اور وہی مالک بھی ہے تو عشر کے واجب ہونے کیلئے بھی وہی اولیٰ ہے
اور حاوی قدسی میں ہے کہ حکم صاحبین کے قول کو لیتے ہیں لیکن متاخرین کی ایک
جماعت نے امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیا ہے (پس اگر مالک زمین کے لئے بیوری اجرت کا لینا ممکن ہے
جبکہ مالک زمین کو واضح طور پر
انما نعصان لازم آتا ہے کہ جس کو کوئی بھی جائز نہ کہہ سکے واللہ اعلم بالصواب
اور اگر مالک پیداوار کٹنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو مالک سے عشر ساقط ہو جائیگا
یعنی اس پر واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر کٹنے کے بعد ہلاک ہو تو مالک سے
ساقط نہ ہوگا۔ یعنی اس پر واجب ہوگا یہ حکم امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ہے
اور صاحبین کے نزدیک خواہ کٹنے سے پہلے ہو یا بعد میں اس کے ساتھ ہی عشر کی
ساقط ہو جائیگا (حاشیہ میں ہر جگہ کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں)

Marfat.com

آپنے حمد و نعت منقبت میں بھی اشعار لکھے ہیں۔ ایک نعت اس طرح لکھی ہے

کس زبان سے میں کروں نعتِ محمد مصطفیٰ۔
ہے مری گویائی ناقص اور تخیل نارسا۔
آپکی مدحت سرا توریت و انجیل و زبور۔
آپکی توصیف میں رطب اللسان فرقان و نور۔
ذرہ ذرہ آپکی ختم الرسالت پر شہید۔
قطرہ قطرہ آپکی دستِ سخاوت کی چکید۔
باعثِ تخلیقِ آدم رحمۃ للعالمین۔
سرورِ دیں فخرِ موجودات ختم المرسلین۔
کحلُ ماز اغ البصر ہے چشمِ باطن کی کشود
اسوۂ حسنہ سراج سالک رب ودود۔
ہو ہے سراپا نور ہی نور آپکی ذاتِ کریم۔
ہے مجسم جود ہی جود آپ کا خلقِ عظیم۔
آپکی ذاتِ گرامی محترم رالعلا۔
آپکا ذکر مشرف کا ہے خود رافع خدا۔
میں ہوں شیدائے محمد مجھکو غم چوّر کیا۔ ہے ہیں محمد مصطفیٰ جب شافعِ روزِ جزا۔
آپکی وفات کراچی میں ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۰ھ / ۱۵ اگست سنہ ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔

(۸۲۱)

Marfat.com

حضرت پیر ایرانی "مولانا مصطفےٰ صبغۃ اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

آپ تہران میں (۱) ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے والد ماجد حضرت علی آقا سرھنگ کی وفات ۱۳۲۴ھ کے بعد اپنے ماموں صاحب کے پاس رہنے لگے۔ لیکن ان کا بھی ۱۳۳۰ھ میں انتقال ہوگیا تو پھر آپ اپنی والدہ ہی کے ساتھ رہنے لگے۔ والد ماجد شاہی فوج کے افسر اور ناصرالدین شاہ قاچار کے امین اور خزانہ دار تھے۔ تو جب رضا شاہ پہلوی ۱۳۳۸ھ میں برسر اقتدار ہوا۔ تو اس نے آپنے آپکی سابقہ بلند حیثیت کے اعتراف میں آپکو دفتر محاسبات کا نائب اول بنادیا۔ پھر آپ بھی شاہی فوج کے افسر اعلیٰ بنادئے گئے۔ ۱۳۵۴ھ میں آپ ہی کے سرکردگی میں بختیاریوں کی سرکوبی کی گئی۔ آپکے پہلے مرشد آقا شمس العرفاء تہرانی تھے۔ ۱۳۵۷ھ میں حضرت کاکا صاحب میں آپکے بہنوئی کا انتقال ہوا تو آپنے فوجی ملازمت ترک کرکے بہنوئی مرحوم کے گھر کچھ دن قیام کیا۔ پھر کوہ مری کے قریب موہڑہ شریف کے بزرگ صاحب سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے چار سال تک اپنے پاس رکھا۔ نقشبندیہ اور سہروردیہ سلسلوں میں مجاز بنایا۔ پھر آپ اپنی والدہ صاحبہ سے ملنے کیلئے تہران چلے گئے۔ واپسی پر آپکو چشتیہ اور قادریہ سلسلوں میں بھی مجاز بنایا۔

(۱) آپکے سوانح حیات آپکی چھوٹی بہن صاحبہ نے فارسی میں لکھے تھے جو حکیم ذوقی صاحب مرحوم نے اردو میں ترجمہ کرکے ۱۹۷۱ھ میں شائع کئے۔ یہ حالات اس کتاب سے لئے گئے ہیں۔

(۸۳)

Marfat.com

(۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) کے اواخر میں آپ نوشہرہ اور جہلم ہوتے ہوئے سکھر پہنچے۔ تو آپکی شادی سردار محمد علی مرحوم کے صاحبزادی سے ہوئی پھر آپ حیدرآباد سندھ آئے (۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) میں جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی اور انگریزوں کو آپ پر جاسوس ہونے کا شبہ ہوا تو آپ حیدرآباد سے فیض آباد (یوپی) چلے گئے لیکن پاکستان بننے پر ۱۹۴۸ء میں آپ مستقل طور پر حیدرآباد سندھ تشریف لائے لوگوں کی اصلاح نفس کے علاوہ مالی امداد بھی فرماتے ہیں۔ آنکھوں کے علاج کیلئے بھی کیمپ قائم کرتے ہیں۔ اور خدمت خلق میں ہمیشہ پیش پیش ہیں۔ رسالہ المصطفیٰ بھی آپنے جاری فرمایا تھا فارسی اور اردو میں عارفانہ کلام بھی خوب لکھتے ہیں۔ نقشبندی سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے شاہ حسین ← ان سے خواجہ عبدالباسط پھر خواجہ عبدالقادر پھر خواجہ محمود پھر سید عبداللہ شاہ پھر سید عنایت اللہ شاہ حافظ احمد خواجہ عبدالصبور خواجہ گل محمد۔ خواجہ عبدالمجید خواجہ عبدالعزیز سلطان الملوک خواجہ نظام الدین اور خواجہ محمد قاسم موہڑہ شریف رحمہم اللہ سے مستفیض ہوئے ہیں

آپکے ملفوظات (۱) مینائے مصطفائی۔ دور اول ۱۳۸۰ھ ہجری میں اور دور دوم ۱۳۸۴ھ میں حیدرآباد سندھ سے شائع ہو چکے ہیں۔ جن سے آپکے اعلیٰ اور

(۲) آپکے ملفوظات کا ایک مجموعہ مراتب ذکر اور انکے نتائج آٹھ صفحات جناب پروفیسر علی نواز جتوئی صاحب نے بھی حیدرآباد ۱۹۸۵ء میں شائع کیا ہے

Marfat.com

بلند بصیرت، علمیت اور ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ دورِ اول (یعنی حصہ اول) کے عنوانات یہ ہیں۔
اللہ، ماسوی اللہ اور انسان۔ رحمت عام و خاص۔ کائنات کے دو رُخ۔ قانون۔
شریعت و طریقت۔ ہدایت و اجابت۔ اسلام اور خواتین۔ طلب۔ نصب العین۔
عرفان نفس۔ خواتین اور تصوف۔ کشف و شہود۔ قدرتِ مافوق تصور۔ توبہ۔
حقوق۔ رحم۔ محبت اور عدل۔ نفس کے مراتب۔ اجر اور فضل۔ اے نفس۔
سرچشمۂ کمال۔ تصوف۔ انسانی قابلیات۔ عبادت۔ دین اور انسانی فطرت۔
ذکر عقل معاد و عقل معاش۔ صحو اور سُکر۔ حال اور مقام۔

دورِ دوم (یعنی حصہ دوم) کے عنوانات یہ ہیں۔
عرفان نفس، خواتین اور تصوف۔ بدایت و نہایت۔ صوفیانہ یا سپاہیانہ زندگی۔
نسبت۔ بیعت و خرقہ۔ عبدیت۔ جان بازی و سرفروشی۔ اتمام نعمت۔
تقلید اور تحقیق۔ مراقبہ اور بیداریِ شعور۔ استعداد و مراتب کمال۔ اعتدال۔ ملک
و ملکوت۔ شریعت محمدی ﷺ۔ جسم۔ روح اور قلب۔ حسن خُلق۔ حیوٰۃ طیبہ۔
روحانی بیماری اور علاج۔ مجازی اور حقیقی محور۔ اختلاف و افتراق۔ محبت اور عفو۔
فضائل انسانی اور معراجِ انسانیت۔ اس حصے کے بالکل آخر میں آپ نے اپنے خصوصی تعلیمات
کے تیرہ ۱۳ نکات بھی دئے ہیں۔
(۱) اے انسان تو حق جو، حق گو اور حق پرست رہ۔ (۲) تو خود شناسی کے نظری
و عملی طریقے سے حقیقت شناس بن۔ (۳) تو تزکیۂ نفس اور اخلاقی اصطفا کے ذریعے

Marfat.com

نجات حاصل کرے۔ (۴) تو تعلیم و تعلّم کو بلا استثنا ترویج دین میں بخل و کوتاہی نہ کر۔
(۵) تو جسمانی و عقلی صحت مندی کی رحمت سے بہرہ یاب ہو کر دوسروں کو بہرہ
یاب ہونے کا موقع دے۔ (۶) تو انسانی آزادی اور ان کے بنیادی
حقوق کے تحفظ کیلئے احساسِ ذمہ داری پیدا کر۔ (۷) تو معاشرتِ صالح،
توسیعِ معاش اور اقتصادی و صنعتی بلندیوں پر پہنچنے کی آزادی کسی سے سلب
نہ کر۔ (۸) تو کسی کے مفاد کو اپنے مفاد سے کم نہ سمجھ۔ اور کسی کا حقِ آزادی
اس وقت تک سلب سمجھ کرنے کی کوشش نہ کر۔ جب تک وہ مہذّب، مفید عامہ
اور قانونی طریقے پر ہو۔ (۹) تو اپنی اس فطرت کیلئے جو تیقنی معقولات
اور تجرباتی معلومات کی طرف مائل ہے۔ وہ صحیح و مستقیم راہ عمل اختیار
جو مقصد تک رسائی کیلئے شک و تردد سے پاک صاف ہو۔ (۱۰) تو انفرادی
خاندانی، اجتماعی اور بین الاقوامی تمام دنیاوی امورات کو مشورہ و رواداری
مصالحت و امداد باہمی، ایثار و اخوت اور اتحاد و اتفاق کے ذریعے طے کرنے
کی کوشش کر۔ (۱۱) تو اپنے دل و دماغ اور فکر و نظر کو ہر قسم کے تعصب سے
پاک، احساس برتری سے خالی۔ خود خواہی سے بالاتر اور اخلاق سوز خصلتوں
و مضر جمہور نفع اندوزیوں کے رجحانات سے صاف کر کے نوعِ انسانی کی خدمت کا
جذبہ اور روشن مستقبل کا تصور قائم کر۔ (۱۲) تو محسنین و خادمانِ
آدمیت کا احترام۔ امن و آزادی و سلامتی کی طرفداری مظلوم کی

Marfat.com

حمایت اور ہر شخص سے احسان کر۔ اور غیر مہذب الفاظ استہزا آمیز کلمات،
جنگ جویانہ حرکات، فتنہ و فساد انگیز اشارات سے گریز کر۔
(۱۳) تو حاملِ امانت ہے حقِ امانت ادا کر۔ اپنے عہد و پیمان پہ استوار رہ۔
ہر عمل میں ظاہر آرائی سے باز آ۔ اور دوام اخلاصِ قلبی کو شعار بنا۔ پھر
بھی ان پر مغرور نہ ہو۔ تاکہ تیرے اعمال بارآور اور خاتمہ بالخیر ہو۔

افسوس کہ آپ کی وفات بتاریخ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ (۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء) کو ہو گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

Marfat.com

اولیائے بلوچستان

بلوچستان میں بھی نقشبندی بزرگوں کا فیض شروع ہی سے جاری ہے۔ مولانا امین اللہ علوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بارہویں صدی ہجری میں مولانا عبدالحکیم کاکڑ المعروف نانا صاحب، رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۳ھ) نے بلوچستان میں نقشبندی سلسلے کو کافی فروغ دیا۔ آپ مولانا عبدالغفور پشاوری (م ۱۱۶۰ھ) کے خلفاء میں سے تھے آپ کا مزار قریہ کھل کوٹلہ لورالائی میں آج بھی مرجع عام وخاص ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے مولانا محمد یوسف، اور مولانا نور محمد قندھاری نے نقشبندی سلسلے کو بہت زیادہ فروغ دیا۔ حضرت حاجی فقیر کلتہ علوی (م ۱۱۹۵ھ) کا بھی بلوچستان میں کافی اثر ورسوخ تھا۔ آپکے ہزاروں کی تعداد میں مرید تھے۔ والیان ریاست وحکمران آپکے ارادت مندوں میں سے تھے۔ آپکے خلفاء میں سے آپکے فرزند ارجمند عالی قدر خصوصاً مجددی مسیح العارفین عارف باللہ مولانا حفظ اللہ علوی رح حضرت مولانا فرح الدین عرب صاحب رح ..... افغانستان کے سرہندی مجددی حضرات ..... نے بلوچستان میں گمراہی وضلالت وبدعت کو جڑوں سے اکھاڑ دیا۔ حاجی محمد صدیق بلوچ متونگی المشہور حاجی صاحب دراصل خراسان کے قبیلہ بلوچ کے ایک فرد تھے۔ وہاں انکے والد انکو اونٹ چرانے کا کام دے رہے تھے تو وہ چھپ کر قندھار چلے آئے۔ اور حضرت ولی محمد قندھاری رح سے علوم ظاہری وباطنی کی تحصیل کی۔ ان کا سلسلہ اس طرح ہے۔ حاجی محمد صدیق

مولانا ولی محمد قندھاری ، مولانا نور محمد قندھاری مولانا محمد فرح الدین عرب
قندھاری ، شاہ فقیر اللہ علوی ، شکارپوری ، حاجی محمد مسعود ،
پشاوری ، حاجی محمد سعید لاہوری ، حاجی سعد اللہ ، وزیر آبادی ، شیخ آدم
بنوری ، حضرت مجدد الف ثانی ، قدس سرہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

حاجی محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بہت سے کمالات کے جامع تھے۔ خواجہ محمد
حسن جان بن حضرت خواجہ عبد الرحمٰن سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۳۶۵ھ) ایک
جگہ لکھتے ہیں۔ یہ فقیر کاتب الحروف (سنہ ۱۳۲۳ھ) میں ایک تقریب کے سلسلے میں
مٹونگ شہر گیا۔ اور اس کے ایک کنارے پر اپنے مخلصین کے گھروں میں سے ٹھہر کے
قیام کیا۔ تھوڑی سی ساعت کے بعد دیکھا کہ حاجی صاحب نے اپنے طالب علموں اور خادموں کے
ساتھ آکر مجھے اپنی ملاقات سے مسرور کیا۔ لباس و دستار موٹے کپڑے کے پہنے
ہوئے تھے قد مائل بہ پستی تھا۔ اور سر مُنڈا ہوا تھا۔ ریش مبارک سفید تھی۔
ان کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ مشغول تھا۔ نہایت ہی تواضع
سے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ اور بہت زیادہ خیر و عافیت طلب کی۔ اور ملاقات
پر خوشنودی کو ظاہر کیا۔۔۔

حاجی صاحب نے (سنہ ۱۳۲۷ھ) میں وفات پائی۔ آپکے چار خلفا بہت مشہور ہوئے ہیں۔
(۱) مولانا فیض اللہ (۲) مولانا محمد عمر رئیسانی براہوئی۔ (۳) مولانا سید
عبد الرحمٰن قلاتی (۴) مولانا عبد الواحد۔ قندھاری۔

Marfat.com

آپنے ملفوظات کے نام سے ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہ حضرت حاجی فقیر اللہ علوی رح اور حضرت مولانا ولی محمد قندہاری رح کی
زندگی کے حالات اور انکی کرامات مذکور تھیں افسوس کہ وہ مجموعہ غائب ہوگیا
آپکی منقبت میں ڈاکٹر عبداللہ خان نے لکھا ہے۔

پیش رو قافلۂ راہ راست۔
مخزنِ اسرارِ خدا پیرِ ماست۔
روح دہِ روحِ تنِ غم زدہ۔
شاد کنِ سینۂ ماتم زدہ
سرمہ کشِ چشم کہ باشد سفید۔
کام دہِ دل کہ بود ناامید۔
مخزنِ اسرارِ الٰہی دلش۔
مطلعِ انوارِ خدائی دلش۔
آنکہ ازو شمعِ فلک راضیاست۔
راست بگویم کہ او آقائے ماست۔ ①

① یہ پورا مضمون رسالہ نور اسلام (شرقپور شریف) حصہ دوم ۲۳۳-۲۴۴ سے ماخوذ ہے۔ محمد عبداللہ المتخلص
حکیم بھی حاجی محمد صدیق رح سے مستفیض تھے۔ دیکھیں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی کتاب تذکرہ صوفیائے
بلوچستان (لاہور ۱۹۷۶ء) صفحہ ۸۹ ببعد۔

Marfat.com

مولانا عبدالحکیم نانا صاحب رح (م ۱۱۵۲ھ) کے ایک خلیفہ میاں نور محمد قندہاری رح تھے۔ اور انکے خلیفہ خواجہ عبدالمجید رح تھے جو قاری حافظ عالم اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔ خواجہ فیض الحق چشتی رح آپ (خواجہ عبدالمجید) کے دادا تھے۔ خواجہ صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب قرآن پاک کسی ندی کے کنارے پڑھتے تھے تو ندی کا پانی تھم جاتا تھا۔ (۱)

ملا عثمان اخوند رح بھی نانا صاحب کے خلیفہ تھے۔ سرانان (پشین) کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کا مدرسہ اب تک قائم ہے۔ (۲)

اسی زمانے کے ایک نقشبندی بزرگ ملا رحیم داد تھے۔ جو حضرت شاہ فقیر اللہ علوی رح (م ۱۱۹۵ھ) کے خلیفہ تھے۔ ژوب میں آپ نے بہت تبلیغ فرمائی۔ (۳)

ایک مشہور بزرگ مولانا محمد عبداللہ درخانی رح (۱۲۹۸ھ تا ۱۳۶۳ھ) تھے۔ جن کے نانا مولانا محمد فاضل رح (م ۱۳۱۴ھ) بھی بڑے باکمال بزرگ تھے۔ مولانا محمد عبداللہ درخانی رح ۱۳۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۳۴۸ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر ڈھاڈر میں دینی مدرسہ قائم کیا۔ حضرت خواجہ محمد عمر چشتی رح (م ۱۳۶۰ھ) کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور انہی کی فرمائش پر نقشبندی سلسلے کا ایک منظوم شجرہ لکھا آپکی متعدد تصانیف ہیں۔ جن میں سے یہ کتابیں خاص ہیں۔

(۱) دیکھئے ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی کتاب تذکرہ صوفیائے بلوچستان۔ (لاہور ۱۹۷۶ء) صفحہ ۱۷۸۔ نانا صاحب کے حالات اسی کتاب ص ۱۶۶ - ۱۶۸ میں تفصیل سے ملتے ہیں۔ (۲) ایضاً ص ۱۷۹۔ (۳) ایضاً ص ۵۔

Marfat.com

(۱) افادۃ المصلی بعربی میں فقہ حنفیہ کے مطابق نماز کے مسائل ہیں ساتھ ساتھ فارسی ترجمہ بھی ہے۔ (سنہ ۱۳۴۴ھ) میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں ۵۸ صفحات ہیں۔

(۲) سلسلہ قبلہ چشتی رح فارسی نثر میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات ہیں (سنہ ۱۳۴۵ھ) میں لاہور سے شائع ہوئی۔

(۳) شمائل شریف۔ حضور انور صلی اللہ علیہ کے شمائل و فضائل براہوئی زبان میں نظم کئے ہیں۔ (سنہ ۱۳۲۷ھ) میں شائع ہوئی۔

(۴) سفر حجاز درخانی آپ نے (سنہ ۱۳۵۲ھ) میں حج کیا تھا وہاں کے حالات فارسی میں ہیں۔

(۵) معجزات شریف۔ براہوئی زبان میں معجزات کو نظم کیا ہے (سنہ ۱۳۵۰ھ) میں کراچی سے شائع ہوئی۔

(۶) فتاوی درخانی۔ فارسی نثر میں دو[۲] جلدیں ہیں۔

(۷) تحفۃ العوام۔ (۸) راہنامہ۔ (۹) کنز الاخبار۔ قلمی موجود ہیں (۴)

ایک اور مشہور بزرگ خواجہ فیض الحق جانِ چشتی رح (سنہ ۱۲۵۵ھ تا سنہ ۱۳۱۸ھ) بن میاں عبد العزیز رح تھے۔ آپ نے اپنے دو بھائیوں کے ساتھ قندہار جاکر اپنے چچا

(۴) ایضاً صفحہ ۲۴۱ - ۲۴۴ - مولانا محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی اسی کتاب صفحہ ۲۳۲ (بعد) میں تفصیل سے ملتے ہیں۔

Marfat.com

مولانا صالح محمد اخوند سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ پھر حضرت روح اللہ بیشنگی رح سے نقشبندی سلوک طے کیا اور خلافت حاصل کی۔ آپ کے بہت سے خلفا تھے۔ جن میں سے یہ بزرگ زیادہ مشہور ہیں۔ (۱) حاجی محمد عثمان کچلاغی رح (۲) حاجی محمد عباس مروی رح۔ اور (۳) حاجی محمد یونس گلزاری رح خواجہ فیض الحق علیہ الرحمۃ ہی کے صاحبزادے مولانا محمد عمر جان چشتی رح (سنہ ۱۳۶۰ھ) تھے۔ ان کا فیض بہت عام ہوا۔ پھر انکے بڑے صاحبزادے خواجہ عبدالحی جان چشتی رح (سنہ ۱۳۸۸ھ) سجادہ نشین ہوئے۔ آپکی ایک کتاب ارشاد السالکین ہے اس کا ایک اقتباس یہ ہے۔ عشق ہماں چیزے است کہ از ان سیر شدن را امکان نیست گاہے عشق بجائے می رسد کہ عقل ناچیز می گردد و از زبان سالک الفاظ گوناگوں بدر می آید۔ گاہے غلبۂ عشق بحدے می رسد کہ سراسر ہستی در پیش می آید۔ تا بدرجۂ جذب می رسد۔ و از تکالیف خطاب مبرا می گردد۔ اگر ان ناخواہشات نفسانی مبتلا گردید نفس امارہ بر سر اقتدار می آمد و روح بیچارہ پژمردہ و خوار و ذلیل در قفس کہ در بدن است ایام بسر می کند۔ لہذا سالک را باید کہ ہر وقت در انکسار باشد تا قتے کہ گل بار خار نبرد گل نوبہار نہ شود۔ و بر حالات و مقامات نازاں نہ شود۔ آپکی ایک اور کتاب ارشاد المصلین (فارسی ہے) آپکے تین صاحبزادے (۱) آغا معین الدین (۲) آغا عبدالقدوس (۳) آغا فخرالدین اور (۴) آغا عبدالقدوس جانی بڑے باکمال بزرگ ہیں۔ (۵)

(۵) ایضاً ص ۱۷۳ - ۱۷۷۔

Marfat.com

حاجی آغا عبداللہ جان نقشبندی ہدوی بھی چشموی رح بزرگوں سے مستفیض ہیں۔
اور ان کا حیض بھی دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔
آپ کا ایک رسالہ جامع الاسباق میسر ہوا ہے۔ وہ کوئٹہ میں طبع ہوا تھا اس
کے صفحہ ۲۶ میں جو شجرہ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا سلسلہ حضرت
شاہ غلام علی دھلوی رح (سنہ ۱۲۴۰ھ) سے ہے۔ انکے ایک خلیفہ خواجہ محمد عیسیٰ قندہاری رح
تھے۔ ان سے میاں روح اللہ پشتگی رح مستفیض ہوئے۔ ان سے مولانا فیض الحق
چشموی رح اور ان سے خواجہ میاں محمد امین ترکوری رح مستفیض ہوئے۔
(رحمہم اللہ اجمعین)

ان سے مولانا محمد عمر جان چشموی ان سے مولانا ماجد الحی چشموی رح ان سے خواجہ معین الدین چشموی ان سے

حاجی آغا عبداللہ جان ہدوی صاحب صفحہ ۲۹/۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں
حضرت خواجہ مخدوم جہاں قدوۃ السالکین قطب الاقطاب وغوث الزمان حضرت
خواجہ محمد عمر جان چشموی رح نے سلم ظاہری اپنے والد ماجد خواجہ میاں فیض الحق
صاحب چشموی رح سے حاصل کیا۔ آپکے چچا بزرگوار جناب مُلّا احمد آخوند جو فاضل الوقت
تھے۔ ان سے بھی ظاہری علوم حاصل کیا۔ طریقت و سلوک میں خلعت خلافت اپنے والد
قطب الزماں خواجہ فیض الحق چشموی رح سے حاصل کی۔ آپکے والد محترم نے اپنے خلف الرشید
کو طرائق اربعہ۔ نقشبندیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ چشتیہ میں خلافت عطا کی
نیز خواجہ محمد عمر جان صاحب نے جناب غوث صمدانی مولانا میاں

(۹۷)

۴۱۲

Marfat.com

روح الدین شینگی صاحب سے (اور) بہت سے علمائے طریقت کا کسب کر کے کمال حاصل کیا۔
مگر انہوں نے موردِ فیض اپنے ولی عہد فرزند کبیر غوث منزلت حضرت خواجہ آغا عبدالحی صاحب
کو بنایا اور اپنا سارا فیض خواجہ آغا عبدالحی صاحب کے وجودِ مسعود میں ڈال دیا یہاں
تک کہ وہ زمانے میں مقبول ہوئے۔ نیز پیر طریقت قیوم الزمان خواجہ محمد عمر جان
نے مدینہ عالیہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے خلافت اپنے خلف رشید
خواجہ آغا عبدالحی صاحب کو چاروں طریقوں میں عطا کی۔ سنہ ۱۳۶۰ھ یکم ذی الحجہ کو یہ
اولیاؤں کا سردار دار البقاء کی طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔
آپکے فرزند حضرت غوث منزلت مولانا آغا عبدالحی صاحب مسند نشین ہوئے اور تلقین
وارشاد میں مصروف ہوئے۔ یہاں تک کہ آپکا وصال مبارک سنہ ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء ماہ نومبر شعبان میں ہوا
فقیر کاتب الحروف کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد امین ترخوری رح نے کتب ظاہری علم بہت
سے علمائے حاصل کیا چند عرصے تک اپنے والد صاحب سے بھی علم ظاہری پڑھا۔ طریقت کا کسب
حضرت خواجہ فیض الحق صاحب چشتی سے کیا نے طرائق اربعہ میں خلافت یہاں تک کہ بحکم
خواجہ محمد عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر سیون شریف والا میرے والد
ماجد کو حضرت خواجہ فیض الحق چشتی رح نے طرائق اربعہ میں خلافت عطا کی
فقیر اپنے والد محترم کی وفات کے وقت بہت چھوٹا تھا۔ بروز وصال آپکے پیرزادہ
قطب آوان خواجہ محمد عمر جان چشتی رح دیگر علما وصلحا حاضر تھے۔ آپکے آپکو میرے

Marfat.com

والد صاحب نے فرمایا کہ آپ دور ہٹ جائیں ملائکہ چار جانب سے تشریف لائے ہیں پھر آپکی روح مبارک عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عاجز عبداللہ ہزاروی کو بعد حصول علم ظاہری، اجازت طرائق اربعہ میں قطب الزمان خواجہ محمد عمر جان رح چشتی سے ملی۔ جب اسباق طریقت مکمل ہوئے تو کمترین توجہ دیکر میرے والد ماجد کی دستار شریف جو تبرکاً ہمارے پاس ہے۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے فقیر کے سر پر رکھی اور دعا فرما کر اجازت عطا کی۔ یہ واقعہ آپکے وصال مبارک سے تقریباً چند سال پہلے کا ہے۔ (۱)

حاجی آغا عبدالرحمٰن ہزاروی صاحب راقم نے اس رسالے میں جو اسباق درج کئے ہیں وہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رح کے اسباق کی ترتیب سے کچھ مختلف ہیں۔ یعنی (۱) لطیفہ قلب۔ (۲) مراقبہ صفات فعلیہ (در لطیفہ قلب) (۳) لطیفہ روح (۴) لطیفہ سری۔ (۵) لطیفہ خفی۔ (۶) لطیفہ اخفیٰ۔ (۷) لطیفہ نفس۔ (۸) لطیفہ قالبیہ (۹) مراقبہ معیت۔ ~~(۱۰) مراقبہ معیت~~۔ (۱۰) مراقبہ محبت دائرہ ثانی۔ (۱۱) مراقبہ محبت، دائرہ ثالث۔ (۱۲) مراقبہ محبت۔ دائرہ قوسی (۱۳) مراقبہ اسم الظاہر (۱۴) مراقبہ اسم الباطن۔ (۱۵) مراقبہ کمالات نبوت۔

(۱) حضرت شاہ غلام علی رح کے اسباق کی ترتیب کیلئے دیکھیں عمدۃ السلوک حصہ دوم از مولانا شاہ نور حسین رح۔

Marfat.com

(۱۶) مراقبۂ کمالات رسالت (۱۷) مراقبۂ کمالات اولوالعزم ۔ (۱۸) حقیقتِ ابراہیمی ۔ (۱۹) حقیقتِ موسیٰؑ (۲۰) حقیقت عیسیٰؑ ۔ (۲۱) حقیقت محمدیؐ (۲۲) حقیقت احمدیؐ ۔ (۲۳) حقیقتِ کعبہ ۔ (۲۴) حقیقت قرآن مجید ۔ (۲۵) حقیقتِ صلوٰۃ ۔ (۲۶) سیر دائرۃ الیقین ۔ (۲۷) مراقبۂ حقیقت (۲۸) مراقبہ نقطہ ہائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اس کے بعد ذکر نفی اثبات کی تشریح و ترغیب ہے

خاتمہ ۔ کمد للہ یہ مقام مکمل ہوا جو کچھ اس عاجز کی بساط میں تھا پیش خدمت ہے ۔ میرا کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ میں نے کوئی خاص کام کیا ہے ۔ جو کچھ ہوا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بزرگوں کی دعاؤں سے ہوا ہے بہرحال

سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ تو دانی حساب کم و بیش را ۔

Marfat.com

(کتابیات)

مصنف کا نام۔	کتاب کا نام۔	مقام طباعت۔	سنہ طباعت
۱۔ قرآن مجید۔	البقرۃ۔ النور۔ الجمعہ۔ التحریم۔ الانعام۔ الصف۔		
۲ مجدد الفثانی قدس سرہٗ	مکتوبات		
۳۔ " "	ردّ روافض	رام پور	۱۳۸۴ھ
۴ " "	اثبات النبوۃ	حیدرآباد سندھ	۱۳۸۳ھ
۵ " "	مکاشفات عینیہ۔	کراچی۔	۱۹۶۵ء
۶ " "	مبدٔ۔ معاد۔	کراچی۔	۱۳۸۸ھ۔ ۱۹۶۸ء
۷۔ ابن عماد۔	روضۃ المحبین (دفاتیہ)	انڈیا آفس لندن۔	
۸۔ ابوالفتح محمد صغیر الدین ڈاکٹر۔	ینابیع الحیوٰۃ الابدیۃ۔	حیدرآباد سندھ۔	۱۹۷۲ء
۹۔ ابوبکر بن اسحٰق رح	تعرف۔ داردو ترجمہ۔	لاہور۔	۱۳۹۱ھ۔
۱۰ ابوسعید مجددی دہلوی رح	ہدایت الطالبین۔	کراچی	۱۹۶۵ء
۱۱۔ احمد حسین خان امروہوی رح	۱۔ جواہر مجددیہ۔	لاہور	سال طباعت درج نہیں۔
	۲۔ جواہر معصومیہ۔	لاہور	۱۳۴۲ھ۔
۱۲۔ احمد سعید مجددی دہلوی رح	۱۔ تحفہ زواریہ۔	کراچی۔	۱۳۸۴ھ
	۲۔ سعید البیان	کراچی	۱۳۸۵ھ
	۳۔ تحقیق الحق المبین۔	کراچی۔	۱۳۸۶ھ
۱۳۔ اعجاز الحق قدوسی۔	تذکرہ صوفیائے سندھ۔	کراچی۔	۱۹۵۹

Marfat.com

مصنف کا نام۔	کتاب کا نام۔	مقام طباعت۔	سنہ طباعت۔
۱۵۔ انعام الحق کوثر	تذکرہ صوفیائے بلوچستان	لاہور۔	۱۹۷۶ء
۱۵۔ بدرالدین سرہندی مولانا	حضرات القدس (مترجم)۔	سیالکوٹ۔	۱۴۰۱ھ
〃 〃 〃	رسالہ وصال احمدی (مترجم)۔	حیدرآباد	۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء
〃 〃 〃	درجات الابرار (مخطوطہ نمبر۔ ۶۴۵)	انڈیا آفس لندن۔	
۱۶۔ براؤن پروفیسر	تاریخ ادبیات ایران۔ جلد دوم (انگریزی)	لندن۔	۱۹۰۶ء ۱۹۵۱ء
۱۷۔ بہاءالدین نقشبندی، رح	ملفوظات و فرمودات۔	حیدرآباد۔	۱۹۵۹ء
۱۸۔ پائندہ صوفی پائندہ محمد، رح	مجمع البحرین۔	حیدرآباد	۱۹۶۵ء
۱۹۔ تاج الدین سنبھلی، رح	رسالہ تاجیہ۔ (قلمی) طریقہ نقشبندیہ۔	چودھوا۔	
	مخطوطہ (مملوکہ مولانا عطا محمد صاحب)۔	ڈیرہ اسماعیل خانہ	
۲۰۔ جلالی ہروی، رح		سندھ یونیورسٹی جرنل۔	۱۹۶۷ء
۲۱۔ حافظ شیرازی، رح	دیوان (قلمی)	تانچپور۔ نصیرپور (سندھ)	
حسین احمد مدنی، مولانا۔	نقش حیات۔	دہلی	۱۹۵۴ء

Marfat.com

مصنف کا نام۔	کتاب کا نام۔	مقام طباعت۔	سنہ طباعت۔
حسین حلمی الیشیق۔	علماء المسلمین والوھابیون (بکثرت کتابیں شائع کی ہیں)	استنبابول۔	سنہ ۱۹۷۲ء
حسین خبّاز	ہشت شرائط نقشبندیہ رح (بحوالہ حضرات القدس (حصہ اول)		
خلیق احمد نظامی پروفیسر	شاہ ولی اللہ رح دہلوی کے سیاسی مکتوبات ~~کلام گرہوڑی رح~~۔	علی گڑھ۔	سنہ ۱۹۵۰ء
داؤد پوتہ ڈاکٹر۔	کلام گرہوڑی۔	کراچی	سنہ ۱۹۵۶ء
راغب اصفہانی امام رح۔	مفردات القرآن (مترجم)	لاہور۔	سنہ ۱۹۶۳ء
رکن الدین الوری رح	رکنِ دین وغیرہ۔	مختلف مقامات سے۔	مختلف سنین میں شائع ہوئیں۔
رؤف احمد رافت	درّ المعارف	کانپور۔	
زوار حسین شاہ صاحب مولانا رح	عمدۃ السلوک (حصہ اول و دوم)۔	کراچی	سنہ ۱۳۹۵ھ - سنہ ۱۹۷۳ء
" "	مکتوبات معصومیہ۔	کراچی	سنہ ۱۳۹۵ھ۔
" "	معارف لدنیہ۔	کراچی	سنہ ۱۳۸۸ھ
" "	مبدء و معاد۔	کراچی	سنہ ۱۳۸۵ھ
" "	انوار معصومیہ	کراچی	سنہ ۱۴۰۱ھ
	حسنات الحرمین کا اردو ترجمہ		
زید ابوالحسن فاروقی۔ مدظلہ۔	۲۱ کتابیں۔	دہلی سے شائع ہوئیں۔	سنہ ۱۹۶۹ھ

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام۔	مقام طباعت	سنہ طباعت۔
سعد الدین کاشغری مولانا رح	ملفوظات فرمودات۔	حیدر آباد سندھ	
سنائی رح	دیوان	تہران	سنہ ۱۳۴۱ھ
سلیمان ندوی مولانا رح	سیرۃ النبی (جلد پنجم)	اعظم گڑھ	سنہ ۱۹۵۲ء
سیف الدین خواجہ رح	مکتوبات۔	حیدر آباد سندھ	سنہ ۱۹۶۸ء
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح	مکتوبات۔	سہارن پور۔	سال طباعت درج نہیں۔
شبلی رح	مقالات شبلی رح (جلد پنجم۔)	اعظم گڑھ	سنہ ۱۹۳۶ء
شمس الدین روہی مولانا رح	ملفوظات و فرمودات۔	حیدر آباد سندھ	سنہ ۱۹۵۹ء
شہاب الدین مولانا رح	آگاہی شیر کلال رح	حیدر آباد سندھ	سنہ ۱۹۶۱ء
صفدر حسین	بحوالہ حیات جاوید (از مولانا حالی)		
ضیاء احمد بدایونی پروفیسر	مباحث و مسائل۔	دہلی۔	سنہ ۱۹۶۸ء
عارف ریوگری رح	عارف نامہ (قلمی)	موسیٰ زئی شریف	
عبد الاحد وحدت خواجہ رح	گلشن وحدت	حیدر آباد سندھ	سنہ ۱۹۶۶ء
	سبیل الرشاد۔	ھ	سنہ ۱۹۷۷ء
عبد الحلیم شاہ رح	دیوان حلیم۔	حیدر آباد سندھ	سنہ ۱۹۵۷ء
عبد الحی لکھنوی رح مولانا۔	تذکرہ الخواطر۔	حیدر آباد (دکن)	سنہ ۱۳۷۵ء
عبد الرحمٰن جامی رح مولانا۔	ملفوظات و فرمودات۔	حیدر آباد سندھ۔	سنہ ۱۹۵۹ء
〃 〃	نفحات الانس۔	لکھنؤ۔	سنہ ۱۹۱۵ء

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
عبدالرحیم دہلوی شاہ صاحب رح	رسالہ رحیمیہ	حیدر آباد سندھ	۱۹۵۹ء
" "	انفاس رحیمیہ۔	دہلی	۱۳۳۳ھ
عبدالعزیز محدث دہلوی رح	فتاوی عزیزیہ	دہلی	۱۳۲۲ھ
عبدالغفور عباسی۔ مدنی ملا و مخدومنا۔	ملفوظات	کراچی۔	سال طباعت درج نہیں
عبدالکریم قشیری رح	الرسالۃ القشیریۃ۔	قاہرہ	۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء
عبدالمجید سیفی مولانا۔	ایضاح الطریقہ	لاہور	۱۳۷۶ھ
عبداللہ احرار۔ رح	انفاس نفیسہ۔	حیدر آباد سندھ	۱۹۸۵ء
عبداللہ مروح الشریعۃ)	خزینۃ المعارف	حیدر آباد سندھ	۱۹۷۳ء
عزیزان علی امیتھی خواجہ	رسالہ شریفیہ	حیدر آباد سندھ	۱۹۵۸ء
عطار (خواجہ فریدالدین)	تذکرۃ الاولیاء	نکلسن ایڈیشن	
علی بن محمود الدبیوری رح	روضۃ السالکین	انڈیا آفس مخطوطہ نمبر ۶۳۲	
علی بن حسین الواعظ الکاشفی ہروی	رشحات عین الحیاۃ	ترکیہ۔	۱۳۰۷ھ
" "	تحفۃ الکرام۔	بمبئی۔	۱۳۰۴ھ۔
علی نواز جتوئی پروفیسر	مراتب ذکر اور انکے نتائج	حیدر آباد سندھ۔	۱۹۵۸ء
غلام سرور (مفتی) لاہوری	خزینۃ الاصفیاء۔	لکھنؤ۔	۱۹۹۰ھ
غلام علی شاہ دہلوی	مکاتیب شریفیہ	لاہور۔	۱۳۷۱ھ
" "	رسالہ در ذکر نقشبندیہ مجددیہ		۱۲۸۰ھ۔

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
~~غلام محی الدین قصوری~~			
غلام علی شاہ ردھلوی	مقامات مظہریہ	لاہور	سنہ ۱۹۸۳ء
غلام محی الدین قصوری	ملفوظات وغیرہ	لاہور	سنہ ۱۹۷۸ء
غلام مصطفیٰ خاں ڈاکٹر	رسائل مشاہیر نقشبندیہ	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۵۸ء
〃 〃 〃	رسالہ النسبہ	〃 〃	سنہ ۱۹۵۸
〃 〃 〃	کوائف شیعہ	رام پور	سنہ ۱۳۸۴ھ
〃 〃 〃			
〃 〃 〃	حیدر	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۶۷ء
〃 〃 〃	بعض مظلوم کتابیں	کراچی	سنہ ۱۹۸۵ء
〃 〃 〃	لوایح خانقاہ مظہریہ	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۷۵ء
〃 〃 〃	ہدایت الطالبین	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۵۶ء
〃 〃 〃	تحقیق حق المبین	〃 〃	سنہ ۱۳۸۶ھ
〃 〃 〃	سعید البیان	〃 〃	سنہ ۱۳۸۵ھ
〃 〃 〃	تحفہ زواریہ	〃 〃	سنہ ۱۹۸۴ء
〃 〃 〃	نسبۃ القدس من حدیقۃ الانس	مخطوطہ مدینہ منورہ	
〃 〃 〃	رسالہ وصال احمدی	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۳۸۸ھ سنہ ۱۹۶۸ء
〃 〃 〃	وسیلۃ القبول	〃 〃	سنہ ۱۹۶۳ء

Marfat.com

مصنف کا نام۔	کتاب کا نام۔	مقام طباعت۔	سنہ طباعت۔
غلام مصطفیٰ خان ڈاکٹر۔		حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۷۶ء
فقیر اللہ علوی رح	مکتوبات	لاہور	سال طباعت معلوم نہیں۔
محمد احسان (کمال الدین)	روضۃ القیومیہ۔	لاہور۔	سنہ ۱۳۳۵ھ۔
محمد اسلم پروفیسر	تاریخی مقالات	لاہور	سنہ ۱۹۷۰ء
محمد اسماعیل پانی پتی	مکتوبات سرسید۔	لاہور۔	سنہ ۱۹۵۹ء
محمد اعظم تتوی۔	تحفۃ الطاہرین۔	سندھی ادبی بورڈ۔	سنہ ۱۹۵۶ء
محمد باقر (ابوالمحسن) رح	تاریخ غریبہ۔	انڈیا آفس مخطوطہ نمبر ۶۳۶	
محمد باقر لاہوری خواجہ رح	کنز الہدایت۔	لاہور	سنہ ۱۳۷۶ھ
محمد پارسا خواجہ رح	۱۔ ملفوظات و فرمودات ۲۔ رسالہ قدسیہ۔	حیدرآباد سندھ راولپنڈی۔	سنہ ۱۹۵۹ء سنہ ۱۹۷۵ء
محمد حسن کوٹلوی	۱۔ مقامات امام ربانی۔ ۲۔ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ	لاہور۔	سال طباعت درج نہیں
محمد سعید سرہندی قدس سرہ	تحقیقات (قلمی)	مدینہ منورہ مکتبہ عارف حکمت۔	
محمد شاکر رح	حسنات الحرمین کا فارسی ترجمہ	محمد شاکر رح نے کیا پھر	
مولانا بدرالدین سرہندی رح کے صاحبزادے	" " " اردو ترجمہ	شاہ زور حسین رح نے کیا انوار معصومیہ	
محمد عشرت علی ہاشمی سید ڈاکٹر۔	حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ پر مفصل مقالہ (قلمی)		

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
محمد صالح کولابی رح			
محمد فراد القزانی رح	رشحات عربی ترجمہ	ترکیا۔ (دیار بکر)	سنہ ۱۳۰۰ھ
محمد معصوم خواجہ	مکتوبات معصومیہ	کراچی	سنہ ۱۹۷۶ء
محمد منور رح	اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید (قلمی) بحوالہ حضرات القدس حصہ اول		
محمد میاں مولانا	علمائے ہند کا شاندار ماضی۔	دہلی	سنہ ۱۹۵۷ء
محمد نقشبند ثانی رح حجۃ اللہ	وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ص	حیدرآباد۔	سنہ ۱۹۶۳ء
حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رح کے منجھلے صاحبزادے۔			
محمد ہاشم کشمی رح خواجہ	زبدۃ المقامات۔	لکھنؤ۔	سنہ ۱۸۹۰ء
مظہر جانان جان۔ دہلوی	۱۔ دیوان فارسی۔ ۲۔ خریطہ جواہر۔	دہلی۔	
مصطفےٰ صبغۃ اللہ شاہ مولانا رح	پیر ایرانی۔) مینائے مصطفائے۔	حیدرآباد	سنہ ۱۹۷۱ء
معین الدین ندوی مولانا رح	خلفائے راشدین۔ رض	اعظم گڑھ	سنہ ۱۳۷۴ھ سنہ ۱۹۵۴ء
مولوی محمد حسن رح	۱۔ حالات مشائخ نقشبندیہ ۲۔ خزینۃ الاصفیاء۔		
میر محمد نعمان	رسالہ سلوک	حیدرآباد	سنہ ۱۹۸۹ھ

Marfat.com

مصنف کا نام۔	کتاب کا نام۔	مقام طباعت۔	سنہ طباعت
نسیم احمد فریدی امروہوی مولانا	۱۔ خواجہ باقی باللہ رح	لکھنؤ۔	سنہ ۱۹۷۸ء
نعیم اللہ بہرائچی مولانا رح	معمولات مظہریہ۔	کانپور۔	سنہ ۱۲۸۴ھ
ہدایت اللہ علی مولانا	۱۔ دُرِّ ثمانی		
	۲۔ فتوح الحرمین۔		
	۳۔ معیار السلوک وغیرہ		مختلف سنین شائع ہوئیں
ہنری ٹامس		نیویارک	سنہ ۱۹۵۰ء
یعقوب چرخی رحمۃ اللہ	۱۔ رسالہ النسبیہ	حیدرآباد سندھ۔	سنہ ۱۹۵۸ء
	۲۔ تفسیر چرخی رح (قلمی)	محلوکہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ	

Marfat.com

Marfat.com